شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کا نہایت علمی و تحقیقی محاکمہ

اطیب البیان

فی ردِّ

تقویۃ الایمان

تصنیف لطیف

صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ

القاری السید محمد نعیم الدین شرفی مرادآبادی رحمۃ اللہ الباری

حافظ قاری عبادت علی ہمدمی

جماعت رضائے مصطفےٰ ○ کھارامیگا (ناروال)

شاہ اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا نہایت علمی و تحقیقی محاکمہ

اطیبُ البیان

فی ردِّ

تقویۃ الایمان

تصنیفِ لطیف

صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ

القاری السید محمد نعیم الدین اشرفی مرادآبادی رحمہ اللہ الباری

ناشر:

مولانا حافظ عبادت ہمدمی

جماعت رضائے مصطفےٰ ○ کھاریاں گجرات (ناروال)

(کتبہ سلیم الٰہی طالب النوری مرحوم)

نام کتاب ——— اطیب البیان فی ردِ تقویۃ الایمان

تصنیف لطیف ——— صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین الاشرفی مرادآبادی علیہ الرحمۃ

ناشر ——— اراکین جماعت رضائے مصطفٰے، کھارامیگا ضلع نارووال

سنِ اشاعت ——— شوال المکرم ۱۴۱۹ھ / فروری ۱۹۹۹ء

جماعت رضائے مصطفٰے ۰ کھارا میگا۔

ڈاکخانہ ملوک پورہ تحصیل و ضلع نارووال

نشانِ منزل

صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری مولٰینا سیّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی اشرفی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، عالمِ اسلام کی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہے جن کی علمی و عملی روحانی، سیاسی، مذہبی اور تصانیفی خدمات کا احاطہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں، پاک و ہند کے جملہ سُنّی مدارس میں اُنہی کے تلامذہ سے علوم و فنونِ درسیہ کی بہار قائم ہے۔ درس و تدریس، وعظ و تقریر، مناظرہ و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی آپ نے تاریخی کارنامے سرانجام دیے۔ امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان، کو آپ کی تفسیر خزائن العرفان نے قبولیت خاص کا شرف بخشا۔ آج عالمِ اسلام کا مقبول ترین ترجمہ یہی ہے، جسے کثرتِ اشاعت کے اعتبار سے برِصغیر پاک و ہند میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ ہی کے تلامذہ و خلفاء نے افتاء و تفسیر کی طرف خصوصی توجہ دی۔ چنانچہ حضرت حکیم الامّت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قادری اشرفی، وفاقی شرعی عدالت کے سابق جسٹس حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمہما اللہ تعالیٰ کے قلم سے نورالعرفان اور تفسیر ضیاء القرآن کا ظہور ہوا، نیز جدید و قدیم مسائل کا ادلہ شرعیہ سے مرصّع چھ مجلدات پر مشتمل ضخیم و عظیم فتاوٰی، "فتاوٰی نوریہ" حضرت فقیہ اعظم مولانا

الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری اشرفی علیہ الرحمۃ بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور کا ایسا کارنامہ ہے جن میں بلاواسطہ حضرت صدر الافاضل کے فیوض و برکات نمایاں ہیں۔

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے قلمی کارناموں میں "اطیب البیان" کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جس میں تقویۃ الایمان کی ایمان سوز عبارات کا نہایت پاکیزہ اور مضبوط دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ہر منصف مزاج مسلمان نے اسے پسند کیا، عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی جبکہ تقویۃ الایمان تسلسل سے شائع کی جا رہی ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسی کتاب کو ناشرین پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیاء و اولیاء کی عظمت و محبت کے پیش نظر اسے ہرگز ہرگز شائع نہ کرتے، مگر "لالچ بری بلا ہے"۔ جس نے ناشرین سے شرم و حیا کو چھین لیا۔ محض دنیوی دولت اکٹھا کرنے کی خاطر تقویۃ الایمان کو بڑی ڈھٹائی سے شائع کرتے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ جن گستاخ عبارات سے صاحب تقویۃ الایمان کی توبہ کو شہرت دی گئی کم از کم اس کی توبہ کو مؤکد رکھنے کے لیئے اس کی اشاعت از خود بند کر کے سرخرو ہوتے، مگر اس حطام دنیا کے پیش نظر کیسے حوصلہ پڑتا۔

لہٰذا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ اطیب البیان کو محض اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے پیش نظر جدید تقاضوں کے مطابق شائع کر کے عوام المسلمین کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا جائے، شرک و بدعت کے نام سے جو ان کے ایمان پر شب خون مار رہے ہیں، حفاظت کی جائے، چنانچہ اس مقصد وحید

کو سامنے رکھتے ہوئے اراکین جماعت رضائے مصطفٰے، کھارا میگا نے اسکی اشاعت کا عزم کیا، الحمد للہ علیٰ منہ وکرمہٖ "اطیبُ البیان" نہایت عمدہ لباس پہنے آپکے ایمان وایقان کو معمور کرنے کیلئے طباعت سے آراستہ ہے ——— دُعا کریں :

اراکینِ جماعت رضائے مصطفٰے نے جو قدم اٹھایا ہے۔ یہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے اور مسلک حق اہل سنّت وجماعت کی تبلیغ واشاعت میں زندگی بھر وقف رہیں۔ آمین! ثم آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

طالبِ دُعا

حافظ قاری عبادت علی ہمدمی

صدر جماعت رضائے مصطفٰے

کھارا میگا ضلع نارووال (پاکستان)

شوال المکرم ۱۴۱۹ھ

فروری ۱۹۹۹ء

فہرست مضامین اطیب البیان

مضمون	صفحہ
مولوی اسمٰعیل کی نظر میں عطائی تصرف و اختیار کا معتقد بھی ابوجہل کی برابر مشرک	۲۲۸
مولوی اسمٰعیل کے نزدیک عبدالنبی، علی بخش غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔	〃
تفویۃ الایمان کی رُو سے مولوی اسمٰعیل اور ان کے تمام ماننے والے مشرک۔	۲۲۹
بزرگوں کے نام پر بچوں کے نام رکھنے کی حکمتیں	۲۳۰
بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع ہونا۔	〃
اللہ و رسول کا غنی فرمانا۔	〃
خدا و رسول کا فضل و عطا فرمانا۔	۲۳۱
اللہ و رسول کا نعمتیں عطا فرمانا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے تصرفات باذن الٰہی	〃
حضرات ابدال کی برکت سے بارش ہوتی ہے، بلائیں ٹلتی ہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے،	۲۳۲
مولوی قاسم نانوتوی کا تمام کائنات کو حضور کے طفیل بتانا اور گنا ہوں کا طاعتوں میں شمار ہونا۔	〃
نام رکھنے میں نقل شرط نہیں۔	۲۳۳
بندوں کی طرف لفظ عبد کی نسبت۔	〃
لفظ عبد کا بمعنی خادم و مملوک شرع میں مستعمل ہونا۔	۲۳۴
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے آپکو حضور کا عبد و خادم کہنا	۲۳۴
کسی کے نام کا جانور کرنا۔	۲۳۵
اولیاء کیلئے نذر کی گئی گائے حلال و طیب ہے۔	〃
مقربین بارگاہِ حق کو پکارنا ان سے مدد مانگنا اور انھیں سفارشی سمجھنا مولوی اسمٰعیل کی نظر میں خرافات ہے۔	۲۳۷
انبیاء، اولیاء، شہداء، وصلحاء کیلئے تصرفات ثابت ہیں۔	۲۳۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرند پیدا کرنا۔	〃
استعانت بالغیر اسمٰعیلی دین میں شاہ صاحب بھی مشرک۔	۲۳۹
	〃
حضور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں۔	〃
نفوس فاضلہ (ارواح اولیاء وانبیاء) کا مدبرات عالم ہونا	۲۴۰
صاحب تفویۃ الایمان نے ایمانی اور قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا۔	۲۴۱
جو آیتیں مشرکین کے حق میں نازل ہوئیں صاحب تفویۃ الایمان نے ان کو مسلمانوں پر ڈھالا۔	۲۴۲
	〃
کفار کے حق میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا خارجیوں کا طریقہ ہے	〃
	〃

نذر و نیاز کا بیان

اطیب البیان
فی ردِّ
تقویۃ الایمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِ ذَاتِهٖ وَكَمَالِ صِفَاتِهٖ الْمُنَزَّهِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَ سِمَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ

ماضی و حال کے مسلمانوں کی حالت

آج مسلمانوں کی جو دردناک حالت ہے اس نے دردمندانِ اسلام کو بے چین کر دیا ہے۔ سرد آہیں کھینچ کھینچ کر رہ جاتے ہیں۔

سینہ تھام تھام لیتے اور روز رو پڑتے ہیں۔ دشمنانِ دین کی جرائتیں اور بے باکیاں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں۔ انہیں اسلام کے دعویداروں میں سے اپنے مؤید و حامی مل جاتے ہیں۔ جو کفار کی خوشنودی کے لئے ایسی ایسی حرکات کر گزرتے ہیں۔ جن کی جرأت یک بیک کفار کو ہرگز نہیں ہو سکتی۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے۔ ان میں دینداری بھی تھی۔ غیرتِ اسلامی بھی، دنیا میں ان کا وقار بھی تھا۔ اعتبار بھی، رعب و ہیبت بھی قوت و شوکت بھی، کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے، کسی کی کیا مجال تھی کہ شریعتِ طاہرہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان کھول سکتا یا کوئی ناقص بات بول سکتا۔

مگر آج کفار کی دریدہ دہنی اور بدزبانی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ وہ شرعِ مطہر اور بزرگانِ دین و اکابرِ اسلام پر سخت ناپاک حملے کرنے اور افترا و بہتان اٹھانے کے عادی و خوگر ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کی دل آزاری، اسلام کی توہین ان کا شیوہ و پیشہ ہو گیا ہے۔

یہ کیوں اور اس کا باعث کیا؟

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں سے ایسے فرقے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے حرمتِ اسلام پر ہاتھ صاف کئے۔ بزرگانِ دین، اولیائے کرام بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بے ادبی اور گستاخی ان کا شغل ہو گیا۔

مسلمانوں نے ان سے نفرت و بیزاری ظاہر کرنے میں بہت کوتاہی کی۔ ان کے ساتھ میل جول ربط ضبط جاری رکھا۔ اس سے ان کی جرائتیں بھی بڑھیں۔ اور وہ بزرگانِ اسلام پر علی الاعلان بے خوف و خطر تبرا کرنے لگے۔ ناقص سے ناقص کلمات چھاپ چھاپ کر شائع کرنے لگے۔

اوّل اوّل تو کفار ان کی کتابوں کو بخوشی دیکھتے تھے۔ مگر مسلمانوں سے چھپ کر پھر ان کی دلیری اور مسلمانوں کا اس سے متأثر نہ ہونا دیکھ کر اُن میں بھی دلیری پیدا ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے کلمات سناتے اور کبھی کبھی ان پر اظہار افسوس بھی کر دیتے۔ لیکن جب انہوں نے تجربہ کر لیا کہ مسلمان اس گالی گلوچ سے کچھ اثر نہیں لیتے اور بزرگانِ اسلام کے بدگویوں کے ساتھ ان کے میل جول میں کوئی فرق نہیں آتا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اسلامی غیرت و حمیت مر چکی ہے۔ اب انہوں نے بھی زبان کھول دی۔ طوفان برپا کر ڈالے اور جب تک مسلمان اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور شریعت کے مخالف اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام کے بدگویوں کے ساتھ مخالطت و مصاحبت میل جول ترک نہ کریں۔ یہ فتنہ جاری رہے گا۔

اگر مسلمانوں میں حمیتِ اسلام اور غیرتِ دین کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ جلد از جلد تمام گمراہ و بے دین، گستاخ فرقوں سے متارکت اور یک لخت علیحدگی کریں!

وہ فرقہ جو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخیوں کی جرأت پیدا کرنے کا سبب

زیادہ باعث ہوا وہ وہابیہ ہے۔

وہابی دراصل خارجی ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں۔ تمام عالم مشرک مباح الدم ہے۔ اور بزرگانِ دین و مقبولین بارگاہِ رب العالمین کی توہین ان کا دین وایمان ہے۔ ردالمحتار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۹ میں ہے

كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ اَتْبَاعِ عَبْدِالْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَّتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَاَلْفٍ۔

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا جو نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں۔ باقی سب مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے اہلسنت اور انکے علماء کا قتل مباح سمجھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور انکے شہر ویران کئے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ فرقہ وہابیہ نے گمراہی کے عجیب وغریب اصول بنائے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دینا گمراہی میں گرفتار کرنا ان کا دستور ہے جس طرح ہندوستان میں فرقہ آریہ مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض کا شکار کھیلتا ہے اسی طرح وہابیہ مذہب کے پردہ میں ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

وہابی دراصل خارجی ہیں

وہابیہ نے مسلمانوں کو مشرک بنایا

پیشوائے وہابیہ کے سر میں ملک گیری کا سودا

عبدالوہاب نجدی کا مقصد

اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانانِ عالم کو مشرک وکافر قرار دینے سے یہی تھا کہ ان پر جہاد جائز کیا جائے اور اپنے معتقدین کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک قبضہ میں آئیں۔ چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اس ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی۔ اگر اس نے گمراہی کے اصول

بنا کر مسلمانوں کا مشرک ہونا اپنے معتقدین کے ذہن نشین نہ کیا ہوتا تو وہ ہرگز مسلمانوں پر تلوار اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوتے اور وہابیوں کو سلطنت ہاتھ نہ آتی۔ اس گروہ نے ملک مال کی طرح ہی دین وملت کو برباد کیا۔

ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا۔ اور ابن عبدالوہاب کی طرح وہ بھی پیرزادے تھے۔

"شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول وعرض میں کافی اثر تھا بکثرت مسلمان اس خاندان کے ارادت مند ومعتقد تھے اور اس کے بچے بچہ بلکہ ہر منتسب کی عزت و توقیر کرتے تھے اس سرو سامان کو دیکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے وہ اپنے معتقدین کا ایک عظیم لشکر تیار کر سکتے ہیں۔ جس سے ہندوستان کے تاج وتخت پر ان کو قبضہ مل سکے گا۔"

اس تخیل پر وہ چل پڑے اور شیخ نجدی کی پیروی کو انھوں نے ذریعہ کامیابی سمجھا۔ اسی کی کتاب التوحید کا ترجمہ بنا ڈالا۔ اور اسی کے مذہب کی ترویج واشاعت کے درپے ہوگئے۔ اس مدعا کے لئے انھوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے "تقویۃ الایمان" بہت زیادہ مشہور ہے۔ اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی ہے۔ اور ہزارہا بندگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہوگئے۔ مولوی اسمٰعیل کے مقدر نے یاوری کی اور انھیں ہندوستان کی فرمانروائی نصیب نہ ہوئی لیکن اس کے پروپیگنڈے سے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین واکابر اسلام حتی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہوگئے جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی۔ اور آئے دن وہ اسلام و پیشوایان اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔

تقویۃ الایمان کی بدولت فرقہ بندی وجنگ کی بنیاد پڑی۔

اس تقویۃ الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسمٰعیل صاحب کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا

ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو انھیں مشرک جانتے اور رات دن اُن سے لڑتے رہتے ہیں اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔

علماء اسلام نے اس کتاب کے متعدد رد لکھے۔ تحریر و تقریر سے اس کے مفاسد کا اظہار فرمایا اور یہ اُن کا فرض تھا۔ لیکن نامعلوم کس وجہ سے وہ رد چھپ نہ سکے۔ اور قلمی کتاب کی اشاعت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ زمانہ گذرنے سے وہ نایاب ہو گئے۔ بعض چھپے بھی مگر بہت مختصر تھے۔ اور اب میسر بھی نہیں آتے۔

اب دو چار سال سے تقویۃ الایمان کی اشاعت میں حد سے زیادہ اہتمام کیا گیا اور ملک کے ہر حصہ میں وہ مفت تقسیم کی گئی تو ہر طرف سے میرے پاس اس کے رد و جواب کی طلب میں خطوط آنے شروع ہوئے۔ ناچار میں نے اس کے رد کا قصد کیا۔ اللہ سبحانہ اس کے اتمام کی توفیق دے اور حق کی حمایت میں مستقل رکھے۔ نفس و شیطان کے شر سے بچائے

آمین

حقیقت کا اظہار میرا فرض ہے۔ میں اسی کے درپے رہوں گا۔ اور بتوفیقہٖ تعالیٰ ضد و نفسانیت سے بالکل اجتناب کروں گا۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ ہ

صاحب تقویۃ الایمان نے اپنی کتاب کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں لکھا ہے۔ لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے قبل انھوں نے دو۲ اصول لکھے ہیں۔ اور ان پر بہت زور دیا ہے۔ ان کے لئے یہ دونوں اصول نہایت اہم اور بہت ضروری ہیں۔ اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انھیں مسلمانوں کو راہِ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں۔

یہ اصول جیسے وہابیہ کے لئے ضروری ہیں۔ اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔ ان سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوئی ہیں۔ اور دین کا مستحکم و استوار نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

وہابیت کے دو اصول

ان دو اصولوں میں سے :-

(۱) یہ ہے کہ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا چاہیئے۔ اور متقدمین کی پیروی درست نہیں۔

(۲) یہ کہ علماء دین اور ائمہ مجتہدین کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے ہر شخص قرآن و حدیث سمجھتا ہے۔ اس کے لئے بڑا علم درکار نہیں۔

یہ دونوں اصول جس طرح وہابیت کو رواج دینے کے لئے ضروری ہیں ایسے ہی ہر بدمذہبی کے لئے لازم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب تک آدمی اپنے بزرگوں کے طریقے اور متقدمین کی روش کو نہ چھوڑے ان کا اتباع لازم سمجھے اس وقت تک کوئی خودغرض گمراہ کنندہ اس کو اپنا طریقہ و مذہب قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب وہ اس کو اپنی کوئی بات بتائے گا وہ فوراً انکار کرے گا اور کہے گا۔ "جناب میں اس کے ماننے سے مجبور ہوں۔ یہ میرے بزرگوں کے خلاف ہے"

جب اس سے اس کے دین کی کوئی بات چھڑانے کی کوشش کی جائے گی جبھی چونک اٹھے گا اور راضی نہ ہو گا۔ اور اس کا یہ جواب بالکل مُسکِت ہو گا کہ میں اپنے بزرگوں کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس طریقہ کے خلاف کسی بات کا سننا گوارہ نہ کرے گا۔ اور گمراہ کنندہ ناکام و نامراد رہ جائے گا۔

اب اگر وہ مُضِل دوسرے طریقے سے بہکائے اور یہ کہے کہ تم جو یہ عمل کرتے ہو نہ کرو کیونکہ

یہ تمہارے دین اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے یا یہ جو نہیں کرتے ہو کرو۔ کہ قرآن وحدیث میں اس کا حکم ہے تو اس کا جواب وہ یہ دے گا کہ قرآن وحدیث پر تو میرا ایمان ہے۔ لیکن یہ بات میں اپنے علماء سے دریافت کرلوں اگر وہ بتادیں گے کہ قرآن وحدیث میں ایسا ہے تو میں سر جھکا کر تسلیم کروں گا۔ اور اگر انھوں نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں ایسا نہیں ہے تو ان کے مقابل میں آپ کی بات باور کرنے اور مان لینے کے لئے تیار نہیں۔

یہ جواب سنتے ہی بے دین گمراہ کنندہ کی ہمت ٹوٹ جائے گی۔ اور وہ مایوسی اس پہ چھا جائے گی۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن وحدیث کا نام لے کر جاہل کو بہکایا جاسکتا ہے۔ مگر وہ عالم کے پاس گیا تو وہ اس پر حقیقت حال ظاہر کردے گا۔ اور اس کا فریب کسی طرح نہ چل سکے گا۔ اس لئے وہ ضروری سمجھتا ہے کہ پہلے علماء کی طرف سے بدظن کرے اور ان کے ساتھ تعلق قطع کرے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکے گا۔ تمام گمراہ فرقے ان اصولوں پر کاربند ہونے کے لئے مجبور ہیں۔ سب سے پہلے روافض وخوارج نے یہ طریقہ اختیار کیا اور مسلمانوں کو ان کے بزرگوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بدگمان کرنے میں انتہائی کوششیں کیں اور جن لوگوں کو انھوں نے صحابہ کرام سے بدگمان کرلیا۔ اور جن پر ان کا یہ جادو چل گیا۔ انہیں کو وہ دین سے منحرف کرکے گمراہ کرلینے میں کامیاب ہوئے۔ اور جنھوں نے اپنے بزرگوں کا دامن نہ چھوڑا وہ ان کے ہتکھنڈے سے امن میں رہے۔

(روافض وخوارج نے بھی گمراہی پھیلانے کیلئے یہی اصول تجویز کئے جس پر وہابیہ عامل ہیں)

ہر فرقہ اسی بات کا مدعی ہے کہ قرآن وحدیث کے مطابق خاص اسی کا مذہب ہے رافضی، خارجی، وہابی، مرزائی وغیرہ کون اس کا دعوی نہیں کرتا ہر ایک اپنے مدعائے باطل کی تائید میں آیات واحادیث پیش کرنے میں جری ہے۔

مگر علماء اسلام ان کا ملمع کھول دیتے ہیں اور آیات واحادیث کے پیش کرنے میں گمراہ لوگ جو دھوکا دیتے ہیں۔ علماء اس کو ظاہر کردیتے ہیں اس لئے ہر گمراہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مسلمان اپنے علماء سے تعلق چھوڑ دیں تاکہ وہ انھیں بہکا سکے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں اپنے مدعا کو شروع کرنے

سے پہلے انھیں دو اصولوں کو بیان کیا اور ان پر بہت زور دیا ان کی عبارت ملاحظہ کیجئے!

"اِس زمانے میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں۔ کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں"

تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی ۔

یہ وہابیت کا پہلا اصول ہے جس میں متقدمین کے طریق، بزرگوں کے حالات، علماء کے ارشاد اور عقل کے فیصلے سب سے روکا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر طرح سے آنکھ میچ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کے حکم کو مان لو۔ اگر وہ متقدمین کے خلاف ہو تو انھیں بھی چھوڑ دو۔ اگر بزرگوں کے حالات اور سلف صالح کی روش کے مخالف ہوں۔ تو ان کو بھی ترک کرو۔ اگر علمائے دین اور ائمہ متقین کی تعلیم و ہدایت کے برعکس ہو تو ان سے بھی ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر اس سب کے باوجود تمہاری عقل میں نہ آئے تو اس سے بھی درگذرو۔ اور صُمٌّ بُکْمٌ ہو کر اسمٰعیل کا کہا مان لو متقدمین اور اسلاف صالحین اور علماء دین اور عقل سب سے قطع تعلق کر کے تقویت الایمان کے متبع ہو جاؤ۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی بدعات و اختراعات منوانے کا اصول تو ایجاد کیا۔ مگر قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس گمراہی کے اصول کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا،

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رستے کو اپنا سیدھا رستہ فرماتا ہے اور اس کی طرف ہدایت کی دعا تلقین فرماتا ہے۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے خلاف پہلوں کی رسموں، بزرگوں کے حالات، علماء دین کی تدقیق، عقل کے ارشاد سب کے

چھوڑنے کو کہتے اور قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔

قرآن شریف میں وہابیت کے اصول کا رد : عجیب بات یہ ہے کہ پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے حالات، علمار کے ارشاد عقل کا حکم تو ماننے کے قابل نہ ہو۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا حکم ماننے کے قابل ہو جائے۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کی آیات کے خلاف ہو۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب بزرگوں کی رسمیں کہتے ہیں قرآن پاک اسی کو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ فرماتا ہے (فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَار)

صراطِ مستقیم کیا ہے؟ پہلوں، بزرگوں، عالموں میں ائمہ علمار صلحار، اولیار غوث، قطب، تبع تابعین، تابعین، صحابہ، خلفار راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ہی آگئے۔

تقویت الایمان میں دین کا تمام نظام درہم برہم کر دیا۔ ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔

حضرت امام علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں آیت مذکورہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالْاِشْعَارُ بِاَنَّ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تَفْسِیْرُہٗ صِرَاطُ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ شَہَادَۃً لِصِرَاطِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِسْتِقَامَۃِ عَلٰی اَبْلَغِ وَجْہٍ وَّاَکَدِہٖ	ترجمہ: اور اس بات کا اشعار کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین یعنی مسلمانوں کی راہ ہے۔ اس لئے ہے تاکہ یہ مسلمانوں کی راہ کی استقامت کی ابلغ وجہ پر شہادت ہو۔

امام محی السنۃ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا بَدَلٌ مِنَ الْاَوَّلِ اَيِ الَّذِيْنَ مَنَنْتَ عَلَيْهِمْ بِالْهِدَايَةِ وَالتَّوْفِيْقِ وَهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَوْلِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۔ تفسیر لباب التاویل معروف بہ

یہ اوّل کا بدل ہے یعنی صراطِ مستقیم ان لوگوں کا رستہ ہے جن پر تو نے ہدایت و توفیق دیکر احسان فرمایا اور وہ انبیاء اور مومنین ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ الآیۃ وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ ،

خازن جلد (۱) صفحہ ۱۹

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی راہ صراطِ مستقیم ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعاء اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی سورت میں تعلیم فرمائی لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے مخالف ہیں وہ پہلوں کی رسموں، بزرگوں کے قصوں، علماء کی تدقیق سب سے مسلمانوں کا علاقہ قطع کردینا چاہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔

رکوع ۱۶ پارہ ۵ سورۃ النساء

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ ہے ۔

اس آیت کریمہ میں مومنین کی راہ چھوڑنے پر جہنم کی سزا مقرر فرمائی۔ یہ وہی مومنین کی راہ ہے جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں پہلوں کی رسمیں، بزرگوں کے قصے مولویوں کی باتیں بتاکر چھڑانا چاہتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول قرآن پاک کی مخالفت پر مبنی ہے۔ اور قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ مدتوں کے بعد پیدا ہونے والے گمراہ خلق کو بہکانے کے لئے جو اصول بناتے ہیں۔ اس کتابِ ہدایت میں پہلے ہی اس کا رد فرمادیا گیا، والحمد للہ اس مدعا پر صدہا آیات واحادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر نظر بر اختصار دو ہی آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔ اب مولوی اسمٰعیل صاحب کا دوسرا اصول بھی ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے! تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

> اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے۔ سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔ سو یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف اور صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔

تقویۃ الایمان مطبوعہ کرزن پریس ص ۴۲

وہابیت کا دوسرا اصول اور اسکا نتیجہ

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ گفتگو عوام الناس کے حق میں ہے۔ جو بیچارے صاف اردو کی عبارتوں کے سمجھنے میں بھی قاصر ہوتے ہیں۔ آپ ان کو فرماتے ہیں کہ تمہارا خیال کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے اور اس کے لئے بڑا علم چاہیئے غلط ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے۔ اس کے لئے علم درکار نہیں۔ جہلاء کو جرأت دلائی جاتی ہے کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے علماء سے الجھیں۔ اور گمراہی میں پڑیں اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ ہر جاہل اپنے آپ کو ائمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا۔ اور قرآن و حدیث ہاتھ میں لیکر مسلمانوں سے درپئے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے فرقے مصروف جنگ نظر آرہے ہیں۔ وہ اسی اصول ضلالت کا نتیجہ ہیں۔ ستم یہ کہ مولوی

مولوی اسمٰعیل صاحب کی غلط بیانی

اسمٰعیل صاحب اپنے اس گمراہ کن اصول کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افترار کرتے ہیں۔ حاشا کہ یہ ناپاک مضمون قرآن پاک میں ہو۔ اس جرأت کی کیا انتہا کہ اپنے دل سے ایک گمراہی کی بات نکالی۔ اور اس کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا۔ اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ لکھ دیا کہ :۔

"اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں۔ ان کا سمجھنا مشکل نہیں،،

تقویت الایمان صفحہ ۳

یہ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ قرآن کریم پر بہتان ہے۔ اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ اور عوام کو یہ جرأت دلائی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں۔ اس کے بعد جو آیت انھوں نے پیش کی ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ مضمون اس آیت سے ثابت نہیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں :

چنانچہ سورہ بقر میں فرمایا ہے :

[وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ
ترجمہ : یعنی اور بیشک اتاریں ہم نے طرف تیری باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔ تقویت الایمان صفحہ ۳]

ف : یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے بڑھا کر کچھ آگے فرماتے ہیں :

تقویۃ الایمان کے نزدیک علم دین و قرآن و حدیث کی حاجت نہیں

[اور اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے۔ کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتلانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے۔]

تقویت الایمان صفحہ ۳

قطع نظر اس کے کلام شان ادب سے دور ہے۔ یہ دعویٰ کہ اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے۔ یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے۔ بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے

آیات کا بیّنات کے ساتھ موصوف ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔

> جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا۔ سو اس نے اس آیۃ کا انکار کیا۔

تقویت الایمان صفحہ ۳

علم دین کیلئے عالم کی ضرورت سمجھنا صاحب تقویت الایمان کے نزدیک کفر ہے

عوام کا تعلق علماء سے قطع کرانے میں مولوی اسمٰعیل صاحب کتنی کوشش بلیغ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہہ گئے کہ جو یہ کہے کہ پیغمبر (علیہ الصلوۃ والسلام) کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اس نے آیت کا انکار کیا اور آیت کا انکار یقیناً کفر ہے۔ تو دین کے سمجھنے کیلئے عالم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے۔ پہلے تو مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے دو شعر پڑھیے انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے۔ اور اس کے بعد غور کیجئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن کافر خارج از اسلام، منکر قرآن ہو گئے کہ انھوں نے قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے عالم کو ضروری سمجھا۔ لکھتے ہیں

پھرنہ ہوں سابق و قائد جو رشید و قاسم — ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں

کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول — کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآں دونوں

قصیدہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی

مولوی محمود حسن دیوبندی کافر

وہابیت کے دوسرے اصول کا رد قرآن و حدیث سے

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتویٰ گھر میں ہی کام آ گیا۔ اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اب اس مسئلہ کے متعلق آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان میں انھیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو اُن پر تیری آیات تلاوت

اَلْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ؕ فرمائے ۔ اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انھیں پاک کرے

پارہ ۱ سورہ بقر اسی طرح دوسرے پارہ میں ارشاد فرمایا ۔

یُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اسی طرح سورہ جمعہ میں فرمایا یُعَلِّمُھُمُ

اَلْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

ان تمام آیات میں قرآن پاک کی تعلیم کا بیان ہے اور حضور کی اس صفت کا ذکر ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن پاک تعلیم فرماتے ہیں تو اگر قرآن پاک کو ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھتا اور اسے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضور کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بیکار ہوتا ۔ اور قرآن پاک میں یہ حضور کی صفت نہ قرار دیا جاتا ۔ بیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا ؛

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُھَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ترجمہ : یہ مثالیں ہیں جنھیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور انھیں نہیں سمجھتے مگر عالم !

اب تو ثابت ہوگیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن پاک کے سمجھنے کے لئے علماء کی ضرورت نہیں ۔ قرآن پاک کے بالکل خلاف ہے ۔ اس مدعا پر بکثرت آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر بخیال اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا ۔

قرآن و حدیث میں قیاس آرائی و رائے زنی کی سزا و عذاب

اب حدیث ملاحظہ فرمایئے !

ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے ۔ حضور نے فرمایا :

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے معنیٰ بیان کرے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرآن کے معنیٰ بغیر علم کے بیان کئے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے ۔

اور انھیں امام ترمذی نے حضرت جندب سے روایت کیا ۔

حدیث : مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵ یعنی حضور نے فرمایا جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاقیہ وہ قول صحیح بھی ہوا ۔ جب بھی وہ خطاکار ہے "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام ترمذی نے روایت کی،

حدیث: قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ

ترجمہ: حضور نے فرمایا: فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ!

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶

اسمٰعیلی اصولوں سے غیر مقلد وغیرہ بے دین پیدا ہوئے

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کے سیکھنے اور سکھانے کا حکم فرمایا۔ اور بغیر علم کے قرآن پاک کے معنی بیان کرنے والے کو یہ فرمایا کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب قرآن اور حدیث کے خلاف خدا اور رسول کے مخالف یہ اصول بنا رہے ہیں کہ قرآن پاک سمجھنے کے لیے علماء کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور ہر جاہل کو قرآن پاک میں دخل دینے کی جرأت دلاتے ہیں۔ یہ گمراہی کے دو اصول ہیں۔ اور انھیں سے غیر مقلد وغیرہ بے دین پیدا ہوئے۔ اس اصول سازی سے پیشوائے وہابیہ کا مقصود یہ ہے کہ علماء مفسرین محدثین وائمہ مجتہدین ومتکلمین میں سے کسی کا اتباع نہ کرنا پڑے۔ آیات واحادیث لکھ کر جو چاہے مطلب بیان کرے اور بے قیدی کے مزے اڑائے چنانچہ اس کتاب میں مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہی دستور ہے کہ آیتیں اور حدیثیں لکھ کر جو چاہا مطلب بنادیا۔ یہ پہلے ہی سمجھا چکے ہیں کہ کسی عالم سے قرآن سمجھنے کی ضرورت نہیں تو کسی محدث ومفسر ومجتہد کی انھیں کیا پرواہ۔ تمام اکابر اسلام سے ان کا علاقہ قطع اور تمام کتب دینیہ سے ترک تعلق اس لئے اس کتاب میں کسی تفسیر کا حدیث کی شرح کا فقہ اصول عقائد وغیرہ کسی کتاب کا کہیں حوالہ نہیں۔ گمراہی کا راز تو یہی ہے کہ علماء سے قطع تعلق کرلے۔ کیونکہ جس قوم کا علماء سے تعلق باقی رہے گا۔ وہ کسی گمراہ کرنے والے کی فریب میں نہ آئے گی۔ ہر بات علماء سے دریافت کرے گی اور وہ ظاہر کرکے اہل باطل کا پردہ فاش کردیں گے۔ اسی لئے فرمایا حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے:

فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا،

یعنی ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ سخت ہے اور فرمایا حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے،

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴

اِنَّ اللہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُھَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳

یعنی اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہ کرے گا کہ اس کو اپنے بندوں میں سے اٹھالے۔ لیکن علم کو علماء کے اٹھانے کے ساتھ قبض فرمائے گا۔ یہاں تک کہ جب عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنائینگے اور ان سے مسئلہ پوچھا جائیگا وہ بغیر علم کے فتویٰ دینگے خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شیطان کے بہکانے کا موقع جب ہی پورا ہوتا ہے جبکہ عوام علماء کے فیض سے محروم ہوجائیں۔ اور بے علم کا فتویٰ باعث گمراہی ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے مسجد کوفہ سے اس واعظ کو نکلوا دیا جس کو ناسخ و منسوخ کا علم نہ تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ نے واعظ بے علم کو مسجد سے نکلوادیا۔

ولہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ روایت نمودہ کہ ایشاں روزے در مسجد کوفہ داخل شدند۔ دیدند کہ شخصے وعظ می گوید پرسیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند و از گناہاں منع می کند۔ فرمودند کہ غرض ایں شخص آں نیست کہ خود را انگشت نمام مردم سازد باز دے پرسید کہ ناسخ از منسوخ جدا میداند یا نہ او گفت کہ ایں علم خود ندارم فرمودند کہ ایں را از مسجد برآرید۔

ترجمہ: ابو جعفر نحاس نے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ ایک دفعہ مسجد کوفہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک شخص وعظ کہہ رہا ہے آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ واعظ ہے جو ہم لوگوں کو خدا سے ڈراتا ہے اور گناہوں سے روکتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اپنے آپکو تمام لوگوں کے درمیان نمایاں حیثیت دے چنانچہ اس سے پوچھا کیا وہ ناسخ و منسوخ کا فرق جانتا ہے یا نہیں اس نے جواب دیا کہ یہ علم مجھے نہیں آتا آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس کو مسجد سے باہر کردو۔،،

دیکھئے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ناسخ منسوخ کا علم نہ رکھنے والے کو مسئلہ بتانے اور وعظ کہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے قرآن و حدیث کے خلاف یہ اصول تراشا کہ ہر کس و ناکس کو قرآن پاک میں دخل دینا چاہئے۔ علمائے متبحرین کانپتے ہیں اور عقلائے واصلین تھراتے ہیں۔ اسی لئے تفسیروں میں نقل معتبر ہے۔ قرآن پاک میں اپنی رائے لگانا

شریعت نے جائز نہیں کیا۔

فساد کے یہ اصول بیان کرنے کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنا مقصود شروع فرمایا ہے کہ جس کا عنوان یہ ہے۔

پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں

تقویت الایمان صفحہ ۵

مولوی اسمٰعیل صاحب کو چاہیئے تھا کہ اس عنوان کے بعد توحید و شرک کے صاف صاف معنیٰ لکھ دیتے۔ تاکہ آئندہ جو آیتیں اور حدیثیں بیان کی جائیں۔ ہر شخص ان کے مطلب کو بآسانی سمجھ لیتا۔ لیکن درحقیقت مصنف تقویت الایمان کا یہ مقصد ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے کر تمام اہل اسلام کا مشرک ہونا باور کرایا جائے۔ اس لئے انھوں نے ایسا نہ کیا اور ابتدا اس کلام سے کی۔

> اول سننا چاہیئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے۔ اور اصل توحید نایاب۔ لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنیٰ نہیں سمجھتے۔ اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں
>
> تقویت الایمان صفحہ ۵

تقویت الایمان کے نزدیک اکثر لوگ ایمان کا دعویٰ رکھتے ہوئے بھی شرک میں گرفتار ہیں

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کو عام بھی کہا۔ توحید کو نایاب بھی اور یہ بھی کہا کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والے معاذ اللہ شرک میں گرفتار ہیں۔ لیکن توحید اور شرک کے صاف صریح معنیٰ نہ بتائے تاکہ لوگ خود اندازہ کر سکتے کہ توحید یہ ہے اور آج وہ دنیا میں کس قدر پائی جاتی ہے۔ اور شرک کے عام ہونے کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے۔

اب میں توحید اور شرک کے معنیٰ بیان کر دوں تاکہ مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہ ہو۔

توحید کے معنیٰ: توحید ہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں کامل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود اکیلا اللہ ہے۔ اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا دل سے یقین جاننا توحید کہلاتا ہے۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں۔

(لَآ اِلٰہَ) لَا ھِیَ النَّافِیَۃُ لِلْجِنْسِ عَلٰی سَبِیْلِ التَّنْصِیْصِ عَلٰی نَفْیِ کُلِّ فَرْدٍ مِّنْ اَفْرَادِہٖ (اِلَّا اللّٰہُ) قِیْلَ خَبَرُ لَا وَالْحَقُّ اَنَّہٗ مَحْذُوْفٌ وَالْاَحْسَنُ فِیْہِ لَا اِلٰہَ مَعْبُوْدٌ بِالْحَقِّ فِی الْوُجُوْدِ۔ اِلَّا اللّٰہُ وَلِکَوْنِ الْجَلَالَۃِ اِسْمًا لِلذَّاتِ الْمُسْتَجْمِعِ لِکَمَالِ الصِّفَاتِ وَعَلَمًا لِلْمَعْبُوْدِ بِالْحَقِّ قِیْلَ لَوْ بُدِّلَ بِالرَّحْمٰنِ لَا یَصِحُّ بِہِ التَّوْحِیْدُ الْمُطْلَقُ ثُمَّ قِیْلَ التَّوْحِیْدُ ھُوَ الْحُکْمُ ـــ مَنْعُوْتًا بِالتَّنَزُّہِ عَمَّا یُشَابِہُہٗ اِعْتِقَادًا فَقَوْلًا وَعَمَلًا فَیَقِیْنًا وَعِرْفَانًا فَمُشَاھَدَۃً وَعِیَانًا فَثُبُوْتًا وَدَوَامًا، مرقاۃ جلد اول صفحہ ۶۲

یعنی لَا اِلٰہ میں لَا نفی جنس کا ہے جو ہر فرد الٰہ کی نفی پر نص ہے اور اِلَّا اللّٰہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ لَا کی خبر ہے اور حق یہ ہے کہ خبر محذوف ہے اور احسن تقدیر یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی الٰہ برحق نہیں سوائے اللہ کے کیونکہ اسم پاک اللہ ذات مستجمع صفات کمال کا اسم اور معبود برحق کا علَم ہے کہا گیا کہ اگر اس کی جگہ الرحمٰن لایا جائے تو توحید مطلق اس سے صحیح نہ ہو۔ پھر کہا گیا کہ توحید کسی شی کی وحدانیت کا حکم کرنا اور اس کو جاننا ہے در اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزہ ثابت کرنا اعتقاداً پھر قولاً و عملاً پھر یقیناً و عرفاناً پھر مشاہدۃً و عیاناً پھر ثبوتاً و دواماً۔ ۱۲

شرک کی تعریف: شرک وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نے باطل کیا۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود ٹھہرانا۔

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:

مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ یَعْنِیْ یَجْعَلُ مَعَہٗ شَرِیْکًا غَیْرَہٗ

یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا مطلب ہے کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک ٹھہرایا جائے

شرح عقائد میں فرمایا:

اَلْاِشْرَاكُ هُوَاِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِى الْاُلُوهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ

یعنی شرک ثابت کرنا ہے. شریک کا الوہیت یعنی وجوب وجود میں جیسا مجوس کرتے ہیں یا بمعنیٰ استحقاق عبادت میں جیسا بُت پرست کرتے ہیں۔

کذا فی شرح الفقه الاکبر للملا علی قاری

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:

بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت

اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۶۱

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پہ ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے۔ دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقتاً خالق جانے یا کہے۔ تیسرے عبادت میں کہ غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحقِ عبادت سمجھے۔ ان عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات وکمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اور فقط وہی عبادت کا مستحق ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے۔ تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم یعنی اس کو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ مشرک ہے۔ جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اس کمال میں اس کو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو شرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمع یا بصر جیسا ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کواکب کی تاثیرات سے ہیں اور کواکب ان تاثیرات میں غنی بالذات ہیں۔ کسی کے محتاج نہیں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔ اور ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک۔ اسی طرح

اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے جس کو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے۔ جیسے بُت پرست مُورتیوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اور ان کو پرستش کا مستحق جانتے ہیں۔ یہ بھی مشرک ہیں۔ لیکن جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اس کے بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ اور کمالات کو عطائے الٰہی جانتے ہیں وہ مشرک نہیں۔ مثلاً کوئی شخص آدمی کو سمیع وبصیر کہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمع وبصر عطا فرمائی تو وہ مومن ہے موحد ہے مشرک نہیں۔ مشرک جب ہوتا جبکہ یہ اعتقاد رکھتا کہ انسان کے لئے سمع، بصر ذاتی ہے۔ اور وہ اس میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا ہے :

فَجَعَلْنَاہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

یعنی ہم نے انسان کو صاحب سمع وبصر کیا،

باوجودیکہ قرآن پاک ہی میں سَمِیْع وَ بَصِیْر اللہ تعالیٰ کی صفات میں وارد ہے۔ لیکن پھر بھی انسان کو سمیع وبصیر فرمایا گیا یہ شرک نہیں ہوا۔ کیونکہ انسان کے لئے جو سمع و بصر ثابت کی گئی ہے وہ عطائے الٰہی سے ہے تو وہ بے نیاز نہ ہوا۔ لہٰذا شرک نہیں۔ یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کافر آثار کو اسباب کی طرف منسوب کرتا ہے اور انھیں مستقل بالذات مؤثر جانتا ہے۔ جیسے کواکب پرست اجرامِ سماویہ کی تاثیرات پر اعتقاد رکھتا ہے اور انھیں تاثیر میں مستقل بالذات سمجھتا ہے۔ مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتا ہے اور قادرِ مطلق کے دستِ قدرت کو ان وسائل کے حجابات میں دیکھتا ہے۔ قدرت واختیار بالذات اسی کا سمجھتا ہے یہ فرق اگر نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے اگر یہ کہئے کہ میں دیکھتا ہوں تو شرک، میں سنتا ہوں تو مشرک، میں زندہ ہوں تو مشرک، میں موجود ہوں تو مشرک، میں سچا ہوں تو مشرک کوئی بات شرک سے خالی نہ ہو۔ غذا نے قوت دی، پانی نے

سیراب کیا۔ دوا نافع ہوئی، سردی نے ضرر کیا۔ یہ سب باتیں شرک ہو جائیں اور ایمان کی کوئی راہ ہی نہ رہے۔ مگر ایسا نہیں شرک جبھی ہوگا کہ جب کسی کو کسی کمال میں مستقل بالذات سمجھے۔ اور اگر مستقل بالذات نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کا محتاج جانتا ہے اس کی عطا سے یہ کمال اس میں حاصل مانتا ہے۔ یہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہوں۔ وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں تو وہ بیشک مُوَحِّد ہے۔ مشرک نہیں۔ اس کو مشرک لکھنے والا جاہل بد عقل گمراہ ہے۔ کیونکہ اس کو مشرک کہنے کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ بینائی کا کمال عطائی شرک ہے۔ یعنی معاذ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے دوسرے کو اس میں شریک کر دینا شرک ہوا۔ یہ سراسر باطل اور گمراہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا نہیں۔ ہر کمال اس کا ذاتی اور غیر مکتسب ہے تو ظاہر ہو گیا کہ عطائی کمال کسی کے لئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔ مگر وہابیہ اب تک اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے جاہل ہیں انھیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ سبحٰنہ کے تمام کمال ذاتی ہیں۔ کسی سے حاصل کئے ہوئے نہیں۔ کسی کے لئے کمال عطائی ماننے سے شرک لازم نہیں آسکتا۔ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔

(حاشیہ: کسی کے کمال کا اعتقاد اگر اسکو مستقل بالذات جان کر ہو تو شرک ہے ورنہ نہیں۔)

اِنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

پارہ ۳ سورہ آل عمران

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے خلق (پیدا کرنے) اندھے

اور برص والے کو اچھا کرنے۔ مردہ کو زندہ کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ اور فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو۔
اور جو تم گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ اس کی میں خبر دیتا ہوں اور یہ فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے
لئے نشانی ہے آیت سے توحید کے علمبردار اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام
ہدایت نظام ہے جس کو قرآن پاک نے نقل فرمایا۔ صریح اور یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلق اور
احیار و ابراء یعنی پیدا کرنے جِلانے تندرست کرنے کی نسبت غیر خدا کی طرف اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہو
کہ یہ بات اس کو اللہ کی عطا سے حاصل ہے تو یہ شرک نہیں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ شرک یہ ہے کہ دو
معبود یا زیادہ قرار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(پارہ ۱۴ سورۂ نحل)

یعنی دو معبود نہ بناؤ۔ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق عبادت وہ ایک ہی ہے اللہ اور جو اللہ تعالیٰ
کی صفات ذات یا صفات افعال میں کسی کو اس کا مشابہ ٹھہرائے۔ یہ بھی شرک ہے۔ جیسا کہ سمع
بصر کلام خلق رزق احیاء اماتت نفع ضرر تو جو شخص یہ اعتقاد رکھے گا کہ اللہ کے سوا دوسرا اور معبود بھی ہے
جو اپنی ذات میں مستقل ہے یا صفات میں اس کے مشابہ ہے یا افعال میں اس کا شریک ہے۔ کہ پیدا کرتا
ہے اور روزی دیتا ہے اور جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور ضرر دیتا ہے اور نفع دیتا ہے۔ ان باتوں میں
مستقل بالذات ہے۔ اللہ کے اذن و عطا کا محتاج نہیں تو ایسا اعتقاد رکھنے والا یقیناً مشرک خارج
از ایمان ہے مخلد فی النار ابدی جہنمی ہے۔ اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں۔ یہی توحید کا منافی اور اس کا
مقابل ہے۔ اسی کے حق میں اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا اسکو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخشے گا ما سوا اس کے جس کو چاہے۔

اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں اور اطلاقات شرعیہ میں جب مطلقاً شرک بولا جاتا ہے تو اس سے
اکثر یہی مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شرک کا اطلاق کبھی ایک اور معنی پر بھی ہوتا ہے اس کو
شرک اصغر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص نہ کرے بلکہ ریاکاری کرے جیسا کہ حدیث شریف

میں وارد ہوا :

اَلرِّیَاءُ شِرْكٌ خَفِیٌّ ترجمہ : یعنی ریاکاری چھپا شرک ہے ۔

شرکِ اصغر : اب توحید و شرک کے معنیٰ سمجھ لینے کے بعد تقویۃ الایمان کی عبارت کی طرف ذرا توجہ فرمائیے ۔ اوّل یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شرک سے شرکِ اکبر مراد لے رہے ہیں ۔ چنانچہ اِس کو انھوں نے توحید کا مقابل قرار دیا ہے اور یہ لکھا ہے ۔

شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے ۔ اور اصلِ توحید نایاب

تقویۃ الایمان صفحہ ۵

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام شرکِ اکبر میں ہے ۔ جس سے آدمی ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جاتا ہے ۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے اِس سے آگے جو آیتیں پیش کی ہیں وہ بھی وہی ہیں جو شرکِ اکبر کے حق میں ہیں ۔ اب یہ غور کر لینا ہے ۔ کہ ان کا یہ دعویٰ ،

کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے ۔ اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ توحید کے معنیٰ نہیں سمجھتے ۔ اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں ۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۵

کہاں تک صحیح ہے ۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اکثر مسلمانوں کو شرک میں گرفتار بتاتے ہیں اور توحید کو نایاب کہتے ہیں ۔ ان کے خیال میں توحید شاید انھیں کے چند مریدوں ، معتقدوں میں رہ گئی ہوگی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ دعویٰ کتنی اصل رکھتا ہے ۔

مسلمانوں پر شرک کا حکم صاحبِ تقویۃ الایمان کا بہتان ہے ۔

مسلمان بھی ایسے ہیں جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود برحق جانتے ہوں ۔ یا اللہ تعالیٰ کی صفات

واَفعال میں اس کا مُشابہ و شریک سمجھتے ہیں یا غیرِ خدا کی عبادت اور پرستش کرتے ہوں اور جب ایسا نہیں ہے تو شرک کا حکم ان پر افترا ہے بہتان ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ اب یہ جزئیلی حکم کیوں ہوا۔ کس خطا میں، کس قصور میں، انھیں دین و اسلام سے خارج کر کے مشرک کیوں بنایا گیا۔

وہ قصور یہ ہے ملاحظہ فرمائیے:

> سننا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں ملنتے ہیں اور حاجت برآئی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے۔ کوئی علی بخش، حسین بخش، کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین، اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے، کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے، کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں، سو وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ اسلام کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ،
>
> تفویت الایمان صفحہ ۵

تقویۃ الایمان والے نے بے دردی سے کروڑوں مسلمانوں کو خارج از اسلام کر دیا۔

اِس ظلم و ستم کی کچھ نہایت ہے کہ پیروں، پیغمبروں، اماموں، شہیدوں اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارنا، ان کے ایصالِ ثواب کی منتیں ماننی، حاجت روائی کے لئے ان کی روح

کو ایصالِ ثواب کرنا، برکت کے لئے اپنی اولادوں کے نام ان کے ناموں پر رکھنا یہ سب شرک قرار دے دیا۔ اور کروڑوں مسلمانوں کو بے دردی کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ اس دعوے پر نہ دلیل ہے نہ برہان، نہ حدیث نہ قرآن، نہ ثبوت نہ شہادت، نہ کوئی حوالہ، نہ کسی کتاب کی عبارت، نئی شریعت بنا ڈالی۔ اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک کہہ دیا۔ کوئی اس ظالم سے پوچھے شریعت کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا۔ اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا۔ یہ کس سے سیکھا ہے۔ یہ نئی شریعت بنانا کیا دعویٰ خدائی کا نہیں ہے۔ اور جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان بے اصل باتوں کو مانتے ہیں۔ اور تقویۃ الایمان کے کلمہ کلمہ پر ایمان لاتے ہیں وہ خود اسی کے حکم سے مشرک ہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

صاحب تقویۃ الایمان کا دعویٰ خدائی

تقویۃ الایمان کے حکم سے اس کے ماننے والے مشرک ہیں

یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں۔ مولویوں اور درویشوں کو تو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" تقویۃ الایمان صفحہ ۹

جن لوگوں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تقلید پر کمر باندھ لی ہے۔ اور آنکھیں میچ کر ان کی ہاں میں ہاں ملائے چلے جاتے ہیں۔ اور تقویۃ الایمان کی ہر بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ تقویۃ الایمان کی اس عبارت کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں کہ اسی کتاب سے وہ مشرک خارج از ایمان ہو گئے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی سورۂ بقر میں فرماتے ہیں۔

بیٹا دینے اور روزی وسیع کرنے اور شفا

مخلوق میں موثر ماننے کا اعتقاد کفر ہے

افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفاءِ مریض و امثال ذلک را مشرکان نسبت بارواح خبیثہ و اصنام می نمایند و کافر مے شوند و موحداں از تاثیرِ اسمارِ الٰہی یا خواصِ مخلوقات امید انداز ادویہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء

> بندگانِ او کہ ہم از جناب وے درخواستہ انجاح مطالب میکنانند می فہمند و در ایمانِ ایشاں خلل نمی افتد

یعنی اللہ کے افعالِ عادی مثل بیٹا دینے۔ رزق وسیع کرنے بیمار کو شفا دینے وغیرہ کو مشرکین ارواحِ خبیثہ اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں۔ اور اہلِ توحید اللہ کے ناموں کی تاثیر یا اس کی مخلوقات اَدْوِیہ وغیرہ کی خاصیت یا اللہ کے نیک بندوں کی دعا کی تاثیر سمجھتے ہیں جو اللہ کی جناب میں درخواست کر کے خلق کی حاجت روائی کراتے ہیں۔ اس اعتقاد سے ان کے ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کے خود ساختہ شرک سے تو شاہ صاحب بھی نہیں بچتے۔ وہ بزرگوں کی دعا سے بیٹا لینا۔ رزق وسیع ہونا۔ بیمار کا تندرست ہونا اور خلق کی حاجت روائی اس سب کے قائل ہیں۔ اور یہ فرق کرتے ہیں کہ موحد اگر ان چیزوں کو اہل اللہ کے دعا کی تاثیر مانے تو اس کے ایمان میں کچھ خلل نہیں۔ کیونکہ وہ ان امور میں صلحا کو مستقل بالذات اور مؤثر حقیقی نہیں جانتا بلکہ وسیلہ سمجھتا ہے اور مشرک ارواحِ خبیثہ یا اپنے بتوں کی طرف ان امور کی نسبت کرے تو یہ اس کا کفر ہے کیونکہ وہاں بتوں وغیرہ کو مستقل بالذات اور مؤثر حقیقی اعتقاد کرتا ہے۔ یہ شاہ صاحب کا منصفانہ اور ایماندارانہ فیصلہ ہے۔ وہ مشرک و مومن میں فرق کرتے ہیں۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب ایمانداروں کو ہنود کی مثل ٹھہرا کر ایمان سے خارج کر کے مشرک بنا رہے ہیں۔ اسی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

شاہ عبدالعزیز صاحب اسمٰعیل کے شرک کی زد میں

> و اصلاحِ قسمِ سوم تحصیل ربط بارواحِ طیبہ صلحا و اولیا رست کہ اکثر اویسی مشربان بعمل مے آرند و در خوائجِ خود و دیگر خلق ازاں منتفع می شوند و در طریق تحصیل آں طہارت و تلاوت و ایصالِ ثواب صدقات برائے آں ارواح منظور مے دارند و اصلاحِ قسم پنجم عقدِ ہمت است کہ از مشائخِ کبار و اولیار ابرار برائے حلِ مشکلات بوقوع

ارواحِ اولیاء سے ربط اور ان سے نفع اٹھانا

اعمالِ ثواب کا ایصال

آمدہ واں تعلیق ہم متکیف بکیفیت عظمیٰ است کہ بسبب استغراق در ملاحظہ اسمی از اسمار الہٰی دست دادہ کہ سراسر مبنی بر نزاہت روح و ترقی آن از عالم اوناس والواث است۔

یعنی تیسرے طریقے کی اصلاح۔

اولیار اور صلحار کی پاک روحوں کے ساتھ ربط حاصل کرنا ہے جو اکثر اویسی مشرب لوگ عمل میں لاتے ہیں اور اپنی اور دوسری مخلوق کی حاجتوں میں اس سے نفع پاتے ہیں اس کے طریقہ تحصیل میں بھی طہارت اور تلاوت اور صدقات کا ثواب ان روحوں کو پہنچانا منظور رکھتے ہیں۔

پانچویں قسم کی اصلاح عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیار ابرار سے حل مشکلات کے لئے وقوع میں آتا ہے اور وہ تعلیق بھی ایک کیفیت عظمیٰ کے ساتھ متکیف ہے جو اسمار الہٰی میں سے کسی اسم کے ملاحظہ میں استغراق کے سبب سے حاصل ہوئی ہے۔ کہ وہ سراسر روح کی پاکیزگی اور اس کے عالم اوناس والواث سے ترقی کرنے پر مبنی ہے۔

اب دیکھئے شاہ صاحب نے فاتحہ بادی صلحار و اولیار کی ارواح کے لئے نذر و نیاز کی بھی تعلیم و تلقین کر دی۔ ان کی ارواح طیبہ سے خلق کی حاجت روائی بھی بتائی اور اولیار ابرار سے حل مشکلات کا بھی امیدوار کیا۔

پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب سے دیکھو تو تقویت الایمان میں شاہ صاحب کے ایمان کی بھی کوئی سبیل باقی رہی۔ ظالم نے ان کو بھی مشرک کر ڈالا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

شاہ صاحب فاتحہ، نذر و نیاز اور اولیار سے حل مشکلات کے قائل

بزرگوں کو مصیبت کے وقت پکارنا اور ان سے توسّل ۔

اب ایک ایک چیز کو جانچئے۔ انبیار و اولیار

اور صالحین و شہدار کو مشکل کے وقت پکارنا آیا شریعتِ اسلامیہ میں جائز ہے یا نہیں۔ اور اس سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں اور ان کا توسّل مشکلات میں کچھ کام آتا ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اس قدر کھلا ہوا تھا جس میں کوئی شک شبہ کا موقعہ نہ تھا۔ کسی کو پکارنا شرک ہو یہ بات تو بداہۃً باطل ہے کیونکہ مسلمان خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ واجب الوجود جانتا ہے نہ اس کے کمالات کو ذاتی سمجھتا ہے نہ غیرِ خدا کی عبادت کو جائز جانتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کا ارادہ کرتا ہے۔ ہاں بزرگانِ دین کو انبیار و اولیار کو وسیلہ جانتا ہے اور ان کی وساطت سے بارگاہِ الٰہی میں اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور ان کی برکت سے حلِ مشکلات چاہتا ہے۔ یہ کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا اور شرک کے معنیٰ بیان ہو چکے ہیں ان پر نظر کر کے ہر عاقل یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ مسلمانوں پر انبیار اور اولیار سے توسّل و استعانت کرنے کی بنار پر شرک کا حکم دینا محض باطل اور مسلمانوں کی بے سبب تکفیر ہے۔ اب یہ ہے یہ امور جن کی بنار پر مولوی اسمٰعیل صاحب نے مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا۔ اُن کی نسبت تو قرآن و حدیث سے معلوم کیجیے کہ وہ ناجائز ہیں یا جائز، اللہ ربّ العزّت تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (پارہ اوّل)

یہود حضور کا توسّل کرتے اور انہیں فتح و نصرت میسر ہوئی

یعنی حضور کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضور کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور حضور کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انھیں ان کے مہمات میں کامیاب و اعدا پر مظفر و منصور فرماتا تھا۔

تفسیر خازن میں ہے:

وَكَانُوا يَعْنِي الْيَهُودَ (مِنْ قَبْلُ) أَيْ مِنْ قَبْلِ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	یعنی یہود حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ سے قبل آپ کی برکت اور

یَسْتَفْتِحُوْنَ اَیْ یَسْتَنْصِرُوْنَ بِہٖ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَعْنِیْ مُشْرِکِی الْعَرَبِ وَ ذٰلِکَ اَنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا اَحْزَنَھُمْ اَمْرٌ وَدَھَمَھُمْ عَدُوٌّ یَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ صِفَتَہٗ فِی التَّوْرٰاۃِ فَکَانُوْا یُنْصَرُوْنَ، تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۶۵	آپ کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے جب انھیں کوئی مشکل پیش آتی یا غنیم چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے۔ یا رب ہماری مدد فرما۔ اس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہونگے۔ جن کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

یہ دعا مانگتے تھے۔ اور کامیاب ہوتے تھے۔ کذا فی الْمَدَارک وَرُوحِ البیان وغیرِ ھَا مِنَ التَّفَاسِیْر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔

> یعنی وبودند ایں یہودیان قبل از نزولِ ایں کتاب مُعترف و مُقر بنبوّتِ ایں شخص و بزرگی او بر جمیع انبیاء زیرا کہ در وقت جنگ و خوف شکست برخود یَسْتَفْتِحُوْنَ یعنی طلب فتح و نصرت مے کردند از جناب الٰہی* و میدانستند کہ نام او ایں قدر برکت دارد کہ بسبب ذکر آں و توسل باں فتح و نصرت حاصل می شود۔
>
> * بنام ایں پیغمبر
>
> تفسیر فتح العزیز سورۂ بقر صفحہ ۳۱۱

ترجمہ: یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کے مُعترف و مُقر تھے۔ اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الٰہی سے حضور کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے۔ کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہے قرآن پاک کا بیان انبیاء کے پکارنے کی برکت اور مشکلوں میں ان کے توسّل سے حاجت برآری کا ثبوت جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ اور قرآن پاک کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کو پکارنا شرک ہے اور یہ مسئلہ جناب کا طبع زاد ہے یا نجدی گمراہوں کی تقلید شریعت نے اس کو شرک نہیں بتایا نا جائز نہیں فرمایا۔ بلکہ ثابت کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت سے ابھی ثابت ہوا۔ قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنا کتنا بڑا ستم ہے اس پر بھی عقل کے اندھے اس تقویت الایمان پر جان دیتے اور گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو پکارنا شرک ہو تو دنیا میں کوئی شخص شرک سے نہ بچے۔ ماں باپ کو پکارا اور شرک نوکر کو پکارا اور شرک، نماز پڑھی اگر اس میں کوئی ایسی آیت آگئی جس میں غیر خدا کو ندا ہے جیسے

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسٰى وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ الْاٰيَة يَا عِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ الْاٰيَة يَا بَنِي اٰدَمَ، الْاٰيَة يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْاٰيَة يَا أَهْلَ الْكِتَابِ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ الْاٰيَة

اے رسول، اے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، اے یحییٰ کتاب لیجئے اے موسیٰ آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم، اے عیسیٰ میں آپ کو وفات دیکر اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اے انسانو، اے بنی اسرائیل، اے اہل کتاب، اے کافرو!

ان آیات میں غیر اللہ کو ندائیں ہیں۔ اگر کسی نے نماز میں یہ آیات پڑھیں تو نماز کہاں، تقویت الایمان کے حکم سے ایمان ہی رخصت ہوا۔ یہ عجب قسم کی کتاب ہے۔ جس کے حکم سے قرآن کا پڑھنے والا تو مومن رہ ہی نہیں سکتا۔ اور جو نماز میں چھانٹ کے ایسی آیتیں پڑھیں جن میں کہیں کوئی ندا نہ ہو تو آخر نماز میں جب قعدہ کے لئے بیٹھا اور تشہد میں پڑھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اور حضور کے نام نامی کو پکارا اور حاضر کے صیغہ سے خطاب کر کے اللہ کی عبادت نماز کے حریم میں صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ تو اب پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب سے کیسا ڈبل شرک ہوا۔ ایک تو غیر خدا کا پکارنا اور وہ بھی نماز میں تو تقویت الایمان کے حساب سے ہر نمازی مشرک اور شرک عبادت میں داخل لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پھر یہ ندا بھی محض حِکایۃً نہیں بلکہ اِنشار ہے اس میں حضور پر سلام مقصود ہے۔ دُرِمختار میں ہے:

(التحیات میں انبیاء و اولیاء پر سلام)

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ مَعَانِیْہَا مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی وَجْہِ الْاِنْشَاءِ کَاَنَّہٗ یُحَیِّیِ اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ لَا الْاِخْبَارُ عَنْ ذٰلِکَ ذَکَرَہٗ فِی الْمُجْتَبٰی۔

دُرِمختار جلد اوّل صفحہ ۳۷۷

یعنی تشہد کے الفاظ سے اس کے مَعانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے۔ انشار کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیّت کرتا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے اولیار پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے۔ اِخبار کا ارادہ نہ کرے۔

اس پر علّامہ ابن عابدین شامی ردّ المحتار میں فرماتے ہیں۔

اَیْ لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَۃَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَّبِّہٖ سُبْحَانَہٗ وَمِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ،

ردالمحتار جلد (۱) صفحہ ۳۷۷

یعنی التحیاتُ میں السّلام علیک ایہا النبی میں واقعۂ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے

حضرتِ علّامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کی شرح میں فرماتے ہیں:

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے پیشِ نظر ہیں بالخصوص عبادت کی حالت میں)

وَنیز آں حضرت ہمیشہ نصبِ اَعینِ مومنان و قرۃُ العینِ عابدانست در جمیعِ احوال واوقات خصوصًا در حالتِ عبادت و آخرِ آں کہ وجودِ نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر ست وبعضے از عُرفار گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سَریانِ حقیقتِ محمدیہ ست در ذرائرِ موجودات وافرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذواتِ مُصلّیان موجود وحاضر ست پس مُصلّی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد وازیں شہود غافل

بود تا بانوارِ قرب و اسرارِ معرفت متنوّرہ و فائز گردد۔

اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات ہیں: خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں کے پیشِ نظر اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام احوال و اوقات میں خاص کر حالتِ عبادت میں اور اس کے اخیر میں کہ نورانیت و انکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے بعض عرفا نے فرمایا ہے اَیُّھَا النَّبِیُّ کا خطاب اس جہت سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ موجودات کے ذرّوں اور ممکنات کے افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہئے کہ اس سے باخبر رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت کے ساتھ متنوّر اور فائز ہو۔ اکابر علماء محدّثین اور عرفاء کاملین تو حدیث کی شرح میں یہ فرماتے ہیں۔ نماز میں حضور کو ندا کرتے ہیں اور حضور کو موجود و حاضر سمجھتے ہیں کائنات کے ذرہ ذرہ میں حقیقتِ محمدیہ کو ساری جانتے ہیں۔ اب پوچھو تقویت الایمان والے سے جو شرک کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے کس تحت الثریٰ میں پہنچا۔ تشہد نماز میں واجب ہے اور تشہد میں حضور کو ندا اور یہ وہابی عقیدہ میں شرک تو روزانہ پانچوں وقت نمازوں میں تقویت الایمان والے کا شرک واجب ہوتا ہے، تف اس بے دینی پر۔

تقویۃ الایمان کی رو سے روزانہ پانچوں نمازوں میں شرک

احیاء العلوم میں محی السنّۃ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلْیَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْكَ مَا ھُوَ اَوْفٰی مِنْہُ۔

احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۰۷

یہ بات کہ نمازی کا سلام حضور کو پہنچتا ہے اور حضور اس کا وافی جواب عطا فرماتے ہیں

”صراطِ مستقیم میں اسمٰعیل کا یہ قول کہ نماز میں حضور کا خیال اللہ گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے ،،

مطلب گذشتہ عربی عبارت کا یہ ہے کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو اپنے دل میں حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی صورتِ مبارکہ کو حاضر کرے۔ اور حضور کا تصوّر دل میں جما کر السّلامُ عَلَیكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ عرض کرے اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے۔ اور حضور اس کا جواب وافی اپنی شان کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں۔ یہ ہیں آئمۂ دین اور مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تو ان عبارتوں سے بھُنگ جاتے ہیں۔ انھیں تو تمام دنیا میں شرک ہی نظر آتا ہے۔ ان کے مخالف قرآن وحدیث کے عقیدہ پر تو نماز بھی شرک اور سارے نمازی مشرک۔ اس عقیدۂ ناپاک پر لعنت، اسی جلن میں تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے صراطِ مستقیم میں کفری قول لکھا۔ جس سے مومن کا رُواں رُواں کانپ جاتا ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔

و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و امثالِ آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤ خرِ خود است کہ خیالِ آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ خر (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی ص۹۵

شیخ (پیر) اور ان جیسے بزرگوں کی جانب خیال لیجانا خواہ جنابِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بُرا ہے کہ ان کا خیال عظمت و بزرگی کے ساتھ انسان کے خلوصِ دل میں آتا ہے گدھے بیل کے خیال کے برخلاف،

ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے گستاخانہ کلمے کس طرح نکل سکتے ہیں جنہیں سن کر دل کانپ جاتا ہے۔ نماز میں حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال لے جانے کو اس ناپاک نے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے۔ اس بے دین کو نہ سوجھا کہ خیال کیسے نہ آئے گا۔ تشہّد میں تو حضور پُرنور پر عرضِ سلام کی تعلیم ہے اور تشہّد واجب شریعت میں تو حضور پر سلام عرض کرنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے، عبادت اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو دشمنی ہے تو بے دین نماز چھوڑے اور نماز کیا اس نے دین ہی ترک کر دیا دیندار اور بد دین میں یہ فرق ہے جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت اور امام حجۃ الاسلام غزالی

انبیاء و اولیاء کو ندا کرنا شریعت نے عبادت میں داخل کیا ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔ آپ کو صاحبِ تقویت الایمان کی شقاوت و سیئۂ باطنی کا تو پتہ چلا اب پھر اصل مسئلہ کی طرف رجوع کیجئے۔ کہ انبیاء کو پکارنا، ندا کرنا جس کو تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔ شریعت نے اس کو عبادت میں داخل کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے ان چیزوں کی جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک بتاتے ہیں۔ ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ایک نابینا نے عرض کیا یا رسول اللہ بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمایئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری آنکھیں کھول دے، فرمایا جاؤ وضو کرکے پھر دو رکعت پڑھو، پھر یہ دعا کرو!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَّکْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ، اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ قَالَ فَرَجَعَ وَقَدْ کَشَفَ اللّٰہُ عَنْ بَصَرِہٖ، کذا فی کنز العمال ج ۱

صفحہ ۱۹۳ بتغیر یسیر، شفا قاضی عیاض ج ۱، صفحہ ۲۷۳

شیخ السنۃ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں۔

عَزَاہُ الْمُصَنِّفُ اِلَی النَّسَائِیِّ وَاَخْرَجَہٗ اَیْضًا التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْہَقِیُّ وَصَحَّحَاہُ، مناہل الصفا صفحہ ۴۴

یعنی مصنف نے اس حدیث کی نسبت صرف نسائی کی طرف کی ہے اور اس کو ترمذی و حاکم و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم و بیہقی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور حصن حصین میں بھی یہ حدیث ترمذی و ابن ماجہ و نسائی سے روایت کی ہے۔

غرض کہ حدیث صحیح ہے۔ محدثین نے اس کی تصحیح کی ہے۔ صحاح کی تین کتابوں میں مروی ہے، ترجمہ الفاظِ حدیث کا یہ ہے: کہ حضور نے اس نابینا کو حکم فرمایا کہ اس طرح دعا کرے۔ یا رب

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی رحمۃ ہیں متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری آنکھیں کھول دے۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ حسن عدوی خمراوی المدد الفیاض میں فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ اَیْ مُلْتَجِیًا وَمُتَوَسِّلًا بِنَبِیٍّ ،

المدد الفیاض، صفحہ ۲۷۳

ذکر محبوب سے مصائب و آلام دور ہو جاتے ہیں۔

تقویۃ الایمان میں پیغمبروں کے پکارنے کو شرک بتایا ہے۔ حدیث شریف میں آپ نے دیکھا کہ شرک کے مٹانے والے حضور پُر نور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا محمد پکارنا اور اپنے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرنا تلقین فرمایا۔ اور وہ ایسا کام آیا کہ نابینا کو حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بینا کردیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی۔ آپ کا پائے مبارک سو گیا۔ تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے سب سے پیارے کا نام لیجئے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ یہ سنکر انھوں نے ایک نعرہ مارا (یا محمداہ) اور پاؤں اچھا ہو گیا۔

حدیث یہ ہے:

رُوِیَ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَقِیْلَ لَهٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْكَ یَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ ،

شفائے قاضی عیاض ج ۲ صفحہ ۲۰

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا ص ۶۳ میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے۔ دیکھئے برابر احادیث سے ندا کا ثبوت مل رہا ہے۔ امام عبداللہ سمہودی خلاصۃ الوفا میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

صَحَّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَتٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْق اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاہُ ،

خلاصۃ الوفاء صفحہ ۴۷

یعنی بصحت ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے آتے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کرتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْق ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاہُ یعنی اے والد! اس میں حضور کو بھی ندا ہے حضرت صدیق اکبر کو بھی ندا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور ندائیں کر رہے ہیں۔ شفا شریف میں ہے:

صحابہ کا حضور علیہ السلام اور حضرات خلفاء کو ندا کے ساتھ سلام عرض کرنا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

شفائے قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۶۵

حضرت علقمہ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

مسند امام اعظم میں حضرت امام عالی مقام امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رَوٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاْتِیَ قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ اِلَی الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

مواجہہ شریف میں ندا کے ساتھ سلام عرض کرنا امام اعظم کے نزدیک سنت ہے

مسند امام اعظم، صفحہ ۱۲۶

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیت

مزاراتِ اولیاء کی حاضری میں بھی قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہونا۔

حضورِ انور کی بارگاہ میں سلام عرض حاجات اور طلبِ شفاعت۔

کی کہ سنّت یہ ہے کہ توحضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہو اور قبلہ کو پشت کر کے قبر مبارک کی طرف منہ کر کے عرض کرا السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

(فتح القدیر میں ہے) ثُمَّ يَقُوْلُ فِيْ مَوْقِفِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيْرَةَ اللهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَشْهَدُ يَارَسُوْلَ اللهِ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں۔ وَيَسْاَلُ اللهَ تَعَالٰى حَاجَتَهُ مُتَوَسِّلًا فِيْ حَضْرَةِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ پھر فرماتے ہیں ثُمَّ يَسْاَلُ النَّبِيَّ الشَّفَاعَةَ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ،

فتح القدیر جلد ثالث صفحہ ۹۵

یعنی زائر حضور کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر عرض کرے۔ سلام آپ پر یارسول اللہ۔ سلام آپ پر اے بہترین خلقِ خدا، سلام آپ پر اے برگزیدہ مخلوقِ الٰہی، سلام آپ پر اے اللہ کے حبیب، سلام آپ پر اے اولادِ آدم کے سردار، سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں، یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی۔ امانت ادا کی۔ امت کی نصیحت و خیر خواہی کی شک و شبہ کی اندوہناک پوشیدگیو

کو کھولا۔

اور زائر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت حضور کی درگاہ میں متوسّل ہو کر مانگے۔ پھر حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے شفاعت کی درخواست کرے اور یہ عرض کرے یا نبی اللہ میں آپ سے شفاعت کر رہا ہوں، یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کر رہا ہوں میں آپکے ساتھ اللہ کی طرف توسّل کرتا ہوں کہ مسلمان مروں آپکی ملّت و سنّت پر دیکھئے شرع میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا یہ مرتبہ ہے۔ ائمہ دین مزار پُر انوار پر باادب کھڑے ہوں، بار بار آپ کے اوصاف کے ساتھ ندائیں کر کے سلام عرض کرنے، توسّل کرنے حاجتیں مانگنے، شفاعت چاہنے، شفا طلب کرنے، اسلام پر قائم رہنے کی دعا آپ کے وسیلہ سے مانگنے کی تلقین و تعلیم فرما رہے ہیں۔

ثبوتِ ندا و طلب حاجت میں فقہ کی عبارتیں

صاحب تقویت الایمان نے ان سب امور کو شرک ٹھہرا کر تمام ائمہ دین اور صحابہ و تابعین اور کافۂ مسلمین بلکہ خود شرع مبین کو معاذ اللہ مشرک گر قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے اپنے بندوں کو محفوظ رکھے۔ اسی فتح القدیر میں ابو فدیک سے منقول ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے جن حضرات کو پایا اُن میں سے بعض سے سُنا کہ فرماتے ہیں۔

مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَلٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ، اَلْاٰیَۃ: ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا مُحَمَّدُ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً نَادَاہُ مَلَکٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْکَ یَا فُلَانُ وَلَمْ تَسْقُطْ لَہٗ حَاجَۃٌ۔

یعنی جو شخص حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبرِ انور پر حاضر ہو کر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ پھر ستّر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ۔ فرشتہ اس کو ندا کرتا ہے۔ کہ حضور پر اللہ کا درود و سلام اور تجھ پر اے فلاں، اور جو لوگ حاضر آستانہ نہ ہو سکیں اور دوسروں کے ذریعہ درود و سلام عرض کرائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام

سے حضور پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے قاصد بھیجتے تھے۔ کما فی فتح القدیر وخلاصۃ الوفاء وکثیر من کتب الفقہ والسیر پھر اتنا ہی نہیں کہ خاص حضور ہی کو ندا کرنا شرع میں ثابت ہو۔ بلکہ صحابہ کبار پر ندا کے ساتھ عرض سلام کتب دینیہ میں بکثرت مذکور ہے۔ اور اوپر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں خلاصۃ الوفا سے نقل ہو چکا۔ اور فتح القدیر میں شیخین جلیلین حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کسی قدر پیچھے ہٹ کر سلام عرض کرنے کی اس طرح تلقین فرمائی!

فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا ثُمَّ يَتَاَخَّرُ كَذَالِكَ قَدْرَ ذِرَاعٍ فَيُسَلِّمُ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِاَنَّ رَاْسَهٗ مِنَ الصِّدِّيْقِ كَرَاْسِ الصِّدِّيْقِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا

(حاشیہ: تعالیٰ علیہ وسلم)

فتح القدیر جلد ثالث صفحہ ۹۵

یعنی زائر کہے آپ پر سلام اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ اور ثانی اثنین فی الغار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جزا عطا فرمائے پھر ایک گز کی قدر ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض کرے اور کہے تم پر سلام اے امیر المومنین عمر فاروق اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضور کی امت کی طرف سے جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

ثُمَّ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ

نَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ اَمْرِاللّٰہِ حَتّٰی قَبَضَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی
حَمِیْدًا مَّحْمُوْدًا فَجَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ صَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا خَیْرَ الْجَزَاءِ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَاَزْکَاھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ نَبِیَّنَا
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَقْرَبَ النَّبِیِّیْنَ وَاَعْطِہِ الدَّرَجَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ
وَاَوْرِدْنَا حَوْضَہٗ وَاسْقِنَا بِکَأْسِہٖ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ وَاجْعَلْنَا
مِنْ رُّفَقَائِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ قَبْرِ
نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْہِ یَاذَا الْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ وَیَدْعُوْا الصَّاحِبَیْہِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا
فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَیَسْاَلُ حَاجَتَہٗ وَیُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ ؎

(قاضی خاں جلد اول صفحہ ۳۰)

اس میں بھی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ندا کے ساتھ عرض سلام اور درخواست شفاعت و طلب حاجت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ثُمَّ یَنْھَضُ فَیَتَوَجَّہُ اِلٰی قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقِفُ عِنْدَ
رَأْسِہٖ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ ثُمَّ یَدْنُوْا مِنْہُ ثَلٰثَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ اَرْبَعَۃٍ
وَلَا یَدْنُوْا مِنْہُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَلَا یَضَعُ
یَدَہٗ عَلٰی جِدَارِ التُّرْبَۃِ فَھُوَ اَھْیَبُ وَاَعْظَمُ لِلْحُرْمَۃِ وَیَقِفُ کَمَا یَقِفُ
فِی الصَّلٰوۃِ وَیُمَثِّلُ صُوْرَتَہُ الْکَرِیْمَۃَ الْبَھِیَّۃَ کَاَنَّہٗ نَائِمٌ فِیْ
لَحْدِہٖ عَالِمٌ بِہٖ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ کَذَا فِی الْاِخْتِیَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ
ثُمَّ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ

وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِیْ اَمْرِاللّٰہِ حَتّٰی قُبِضَ رُوْحُكَ
حَمِیْدًا مَحْمُوْدًا فَجَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ صَغِیْرِنَا وَكَبِیْرِنَا خَیْرَالْجَزَاءِ
وَصَلّٰی عَلَیْكَ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَاَزْكَاھَا وَاَتَمَّ التَّحِیَّۃِ وَاَنْمَاھَا
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ نَبِیَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَقْرَبَ النَّبِیِّیْنَ وَاسْقِنَا
مِنْ كَاْسِہٖ وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِہٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِقَبْرِ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْہِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ . كَذَا فِی الْمُحِیْطِ
فِیْ اٰخِرِ فَصْلِ تَعْلِیْمِ اَعْمَالِ الْحَجِّ وَلَا یَرْفَعُ صَوْتَہٗ وَلَا یَقْتَصِدُ
كَذَا فِیْ غَایَۃِ السَّرُوْجِیْ شَرْحِ الْھِدَایَۃِ وَیُبَلِّغُہٗ سَلَامَ مَنْ
اَوْصَاہُ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ
یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ
یَقِفُ عِنْدَ وَجْھِہٖ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا شَآءَ .
وَیَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ رَاْسَ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا رَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْنَہٗ عَلَی الْاَسْرَارِ
جَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی اِمَامًا عَنْ اُمَّۃِ نَبِیِّہٖ لَقَدْ
خَلَفْتَہٗ بِاَحْسَنِ خَلْفٍ وَسَلَكْتَ طَرِیْقَہٗ وَمِنْھَاجَہٗ خَیْرَ
مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ اَھْلَ الرِّدَّۃِ وَالْبِدَعِ وَمَھَّدْتَ الْاِسْلَامَ
وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِاَھْلِہٖ
حَتّٰی اَتَاكَ الْیَقِیْنُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ

روضۂ اقدس پر بار بار حاضری کی دعا کرنا

اَللّٰھُمَّ اَمِتْنَا عَلٰی حُبِّہٖ وَلَا تُخَیِّبْ سَعْیَنَا فِیْ زِیَارَتِہٖ بِرَحْمَتِكَ

یَاکَرِیْمُ ثُمَّ یَتَحَوَّلُ حَتّٰی یُحَاذِیَ قَبْرَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

عَنْہُ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ

عَلَیْكَ یَا مُظْھِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ

جَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِیَ عَمَّنِ اسْتَخْلَفَكَ فَقَدْ

نَظَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ حَیًّا وَّمَیِّتًا فَکَفَلْتَ الْاَیْتَامَ

وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِیَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَکُنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ

اِمَامًا مَّرْضِیًّا وَّھَادِیًا مَّھْدِیًّا جَمَعْتَ شَمْلَھُمْ وَاَغْنَیْتَ

فَقِیْرَھُمْ وَجَبَرْتَ کَسْرَھُمْ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ

وَبَرَکَاتُہٗ ثُمَّ یَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ

عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفِیْقَیْہِ

وَوَزِیْرَیْہِ وَمُشِیْرَیْہِ وَالْمُعَاوِنَیْنِ لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ فِی الدِّیْنِ

وَالْقَائِمَیْنِ بَعْدَہٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ جَزَاکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی

اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ لِیَشْفَعَ

لَنَا، الخ

یعنی زائر حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور کی طرف متوجہ ہو کر سرِ مبارک کے مقابل قبلہ رو کھڑا ہو۔ بقدر تین یا چار گز فاصلہ کے اس سے زیادہ قریب نہ ہو اپنا ہاتھ بنظرِ ادب واحترام تربتِ مبارک کی دیوار پر نہ رکھے۔ اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور حضور کی صورتِ مبارکہ کا تصور کرے۔ کہ آپ قبر شریف میں آرام فرما ہیں۔ زائر کو جانتے اور اس کے کلام کو سنتے ہیں پھر عرض کرے یا نبی اللہ آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی۔ امانت ادا کی، امت کو درست کیا۔ آخر تک

راہِ خدا میں مجاہدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹے بڑے سب کی طرف سے بہتر جزا دے اور آپ پر بہترین صلوٰۃ وسلام اور کامل ترین تحیت نازل فرمائے۔ یارب روزِ قیامت ہمارے نبی کو تمام انبیاء سے اقرب کر اور ہمیں ان کے جام سے سیراب فرما۔ اور ان کی شفاعت نصیب فرما۔ اور روزِ قیامت ہمیں حضور کے رفقاء میں قبول کر۔ یارب ہماری یہ زیارت روضۂ پاک کی آخری زیارت نہ ہو۔ ہمیں پھر حاضری نصیب کر اور زائر کو چاہیئے کہ جن لوگوں نے اس سے کہدیا ہو ان کا سلام اس طرح عرض کرے۔ یا رسول اللہ آپ پر فلاں کی طرف سے سلام، وہ حضور کے رب کی جناب میں حضور کی شفاعت چاہتا ہے حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں،

حضور کے دربار میں دوسروں کی طرف سے سلام عرض کرنا۔ پھر حضور کے چہرۂ مبارک کے قریب قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو۔ اور جس طرح ہو سکے حضور پر درود وسلام بھیجے۔ پھر بقدر ایک گز کے ہٹ کر حضرت صدیق اکبر کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح سلام عرض کرے، آپ پر سلام اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ پر سلام اے رسول اللہ کے رفیق غار، آپ پر سلام اے رسول اللہ کے رفیقِ سفر، آپ پر سلام اے رسول اللہ کے رازدار۔ آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اس سے بہتر جزائیں دے جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہوں اور بیشک آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلافت حسن وخوبی کے ساتھ انجام دی اور آپ حضور کے طریقہ کی بہتر راہ چلے۔ آپ نے مرتدین واہلِ بدعت سے قتال کیا۔ اور اسلام کی خوب خدمت کی۔ اور صلہ رحمی فرمائی۔ اور امرِ حق کے قائل اور اہلِ حق کے مددگار رہے۔ اور آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ یارب ہمیں ان کی محبت میں مار۔ اور ان کی زیارت کی سعی سے ہمیں نامراد نہ کر۔ اپنی رحمت کا صدقہ یا کریم: پھر ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرے آپ پر سلام اے امیر المومنین آپ پر سلام اے اسلام کے مددگار۔ آپ پر سلام اے بت شکن۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہتر جزا دے۔ اور اس سے راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنا کر اسلام اور مسلمین پر شفقت فرمائی۔ آپ نے یتیموں کی پرورش کی صلہ رحمی فرمائی۔ اسلام کو آپ سے قوتیں پہنچیں،

آپ مسلمانوں کے پسندیدہ امام اور راہ یاب رہنما ہیں۔ آپ نے ان کی جماعت کو جمع کیا۔ اور ان کے ناداروں کو غنی کیا اور شکستہ حالوں کی خبرگیری فرمائی۔ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ پھر بقدر نصف گز ہٹ کر عرض کرے۔ تم دونوں پر سلام اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک میں آرام کرنے والو اور اے آپ کے رفیقو اور وزیرو اور مشیرو اور قیام فی الدین پر آپ کی مدد کرنے والو اور بعد آپ کے مسلمانوں کے مصالح میں سرگرمی سے مستعد رہنے والو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ ہم تم دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تاکہ تم دونوں کو بارگاہِ رسالت میں وسیلہ بنائیں۔ کہ حضور ہماری شفاعت کریں اور ہمارے رب سے دعا کریں۔ پھر وہ ہماری سعی قبول فرمائے۔ اور ہمیں آپ کی ملت پر زندہ رکھے، اسی پر مارے۔ اور آپ کے زمرہ میں ہمارا حشر فرمائے۔ اسی طرح قاضی خاں جلد اول میں ہے۔

ثُمَّ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ حَتّٰی قَبَضَکَ اللّٰہُ اِلٰی اَنْ قَالَ، وَیَدْعُوْ لِصَاحِبَیْہِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَیَسْاَلُ حَاجَتَہٗ

فتاویٰ قاضی خاں جلد اول صفحہ ۲۷۰

اسی طرح مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْاُمَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ، اَلسَّلَامُ

متعدد اور فضائل کے ساتھ حضرات خلفاء کا ذکر کر کے شیخین کریمین کو بارگاہِ رسالت میں وسیلہ بنا کر دعا کرنا۔

عَلَيْكَ يَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَّثِّرُ (اِلٰی اَنْ قَالَ) ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى تُحَاذِیَ رَأْسَ الصِّدِّيْقِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنِيْسَهٗ فِی الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِی الْاَسْفَارِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى تُحَاذِیَ رَأْسَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ ؂

مراقی الفلاح صفحہ ۴۳۲

محی السنۃ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ۔ اَلسَّلَامُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاحِیْ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَاقِبُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ* اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ

*اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طٰهٰ ؂

احیاء العلوم، جلد اوّل صفحہ ۱۶۱

امام غزالی نے بندا و روا سی تحیّت کے ساتھ عرضِ سلام کی تلقین فرمائی۔

دربارِ اقدس میں ادباً بہ ہیئت نماز حاضر ہونا۔ ان عبارات میں نداؤں کا سلسلہ باندھ دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے اوصاف کے ساتھ بار بار ندائیں حضور کے اصحاب کبار حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ندائیں۔ ان کے اوصاف کے تذکرے خوبیوں کے بیان ان کے ساتھ توسل استمداد طلب حاجت، طلب شفاعت نماز کی ہیئت سے باادب دربار میں حاضر ہونا۔ صورت مبارکہ کا تصور کرنا اور یہ جاننا کہ حضور کو ہماری حاضری کا علم ہے۔ اور حضور ہماری التجائیں سنتے ہیں۔ وہ امور جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں محدثین فقہاء ائمہ دین نے کس شدومد کے ساتھ بیان فرمائے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس ندا کا سنت ہونا نقل فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور کو ندا کرنا۔ اور حضور کا خود ندا ر توسل کی تعلیم فرمانا اوپر حدیث سے مذکور ہو چکا۔ اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت ضرورت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کی برکت و حضور کے توسل سے حاجت روائی چاہنا قرآن پاک کی آیت اور تفاسیر سے اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ میں گذر چکا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک، تفاسیر، احادیث، کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں۔ معاذ اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیسا ناپاک عقیدہ اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے۔ وہابی صاحبو! ہوش میں آؤ! خدا اور رسول کی راہ اختیار کرو! مولوی اسمٰعیل صاحب کی محبت اور طرف داری میں گمراہ نہ ہو۔ حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔

وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّتُهٗ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ مومص،

(ظفر جلیل میں نواب قطب الدین خان صاحب نے اس کا ترجمہ و شرح اس طرح لکھی ہے، اور جب بھاگ جاوے۔ جانور کسی کا پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزار نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھ لفظ رحمکم اللہ بھی

دربارِ اقدس میں ادباً بہ ہیئت نماز حاضر ہونا۔ ان عبارات میں نداؤں کا سلسلہ باندھ دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے اوصاف کے ساتھ بار بار ندائیں حضور کے اصحاب کبار حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ندائیں۔ ان کے اوصاف کے تذکرے۔ خوبیوں کے بیان ان کے ساتھ توسل استمداد طلب حاجت، طلب شفاعت نماز کی ہیئت سے باادب دربار میں حاضر ہونا۔ صورت مبارکہ کا تصور کرنا اور یہ جاننا کہ حضور کو ہماری حاضری کا علم ہے۔ اور حضور ہماری التجائیں سنتے ہیں۔ وہ امور جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں محدثین فقہاء ائمہ دین نے کس شد و مد کے ساتھ بیان فرمائے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس ندا کا سنت ہونا نقل فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور کو ندا کرنا۔ اور حضور کا خود ندار توسل کی تعلیم فرمانا اوپر حدیث سے مذکور ہو چکا۔ اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت ضرورت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کی برکت اور حضور کے توسل سے حاجت روائی چاہنا قرآن پاک کی آیت اور تفاسیر سے اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ میں گذر چکا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک، تفاسیر، احادیث، کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں۔ معاذ اللہ و لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیسا ناپاک عقیدہ اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے۔ وہابی صاحبو! ہوش میں آؤ! خدا اور رسول کی راہ اختیار کرو! مولوی اسمٰعیل صاحب کی محبت اور طرفداری میں گمراہ نہ ہو۔ حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔

وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّتُہٗ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ مو مص ؛

ظفر جلیل میں نواب قطب الدین خانصاحب نے اس کا ترجمہ و شرح اس طرح لکھی ہے، اور جب بھاگ جاوے۔ جانور کسی کا پس چاہئے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزاز نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھ لفظ رحمکم اللہ بھی

زیادہ نقل کیا ہے۔ لیکن موقوفاً یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے۔
ف۔ مراد بندو خدا کے سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں پس چاہئے کہ کہے۔

یَا عِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا۔

یعنی اے بندگان خدا روکو! اس کو پس تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں۔ اس کو پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانوران کا بھاگ گیا۔ اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انھوں نے یہ کلمے کہے۔ فی الحال اللہ تعالیٰ جانوران کا پھیر لایا۔

مشکل کے وقت مقبولان بارگاہ حق کو پکارنا حدیث سے ثابت ہے۔

دیکھیے یہاں ندا بھی ہے اور استمداد بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی اور خود حضور سے بھی کہاں تک وہابی انکار کریں گے۔ اور اپنی بے سند و بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے۔ پھر اسی حصن حصین میں اس کے بعد ایک اور حدیث مذکور ہے جس کو نواب قطب الدین خاں صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

حدیث سے مدد طلب کرنے کا ثبوت۔

وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ط اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں۔ پس چاہیے کہ کہے۔ اے بندو خدا کے میری مدد کرو۔ اے بندو خدا کے میری مدد کرو نقل کی یہ طبرانی نے۔ ف۔ یہ قول راوی کا ہے ملا میرک شاہ نے بعض

زیادہ نقل کیا ہے۔ لیکن موقوفاً یعنی یہ قول ابن عباسؓ کا ہے۔

ف۔ مراد بندو خدا کے سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی اَبدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں پس چاہیئے کہ کہے۔

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا۔

یعنی اے بندگان خدا روکو! اس کو پس تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں۔ اس کو پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور ان کا بھاگ گیا۔ اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انھوں نے یہ کلمے کہے۔ فی الحال اللہ تعالیٰ جانور ان کا پھیر لایا۔

مشکل کے وقت مقبولان بارگاہ حق کو پکارنا حدیث سے ثابت ہے۔

دیکھئے یہاں ندا بھی ہے اور استمداد بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی اور خود حضور سے بھی کہاں تک وہابی انکار کریں گے۔ اور اپنی بے سند و بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے۔ پھر اسی حصن حصین میں اس کے بعد ایک اور حدیث مذکور ہے جس کو نواب قطب الدین خاں صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں بھی ندا اور طلب امداد کا ثبوت۔

وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ط اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں۔ پس چاہیئے کہ کہے۔ اے بندو خدا کے میری مدد کرو۔ اے بندو خدا کے میری مدد کرو نقل کی یہ طبرانی نے۔ ف۔ یہ قول راوی کا ہے[1] میرک شاہ نے بعض

علمائے ثقات سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور محتاج ہیں طرف
اس کے تمام مسافر اور مشائخ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ یہ مجرب ہے۔ اس
مقدمہ میں اور نزدیک ہے۔ ساتھ اس کے فتح مقصود پر کذا ذکرہ الفخر والعلی
ظفر جلیل شرح حصن حصین صفحہ ۲۰۲

وہابیہ کی خیانت ظفر جلیل کی عبارت میں قطع و برید

حاشیہ صفحہ : لہ ظفر جلیل کی یہ عبارت میں نے اس قدیم اصلی نسخہ سے کی ہے جس کو نواب
قطب الدین خاں صاحب مصنف نے ۱۲۵۴ھ میں عبد الغفور شاہجہان آبادی کے مطبع میں چھپوایا ہے
وَهَابِیَه کی خیانت اور شرمناک چالاکی اور قابل عبرت فریب یہ ہے۔ کہ اس کے بعد کے نسخوں میں
سے انھوں نے میرک شاہ کی عبارت بالکل اڑادی جس میں حدیث کو حسن بتایا تھا اور اس پر مشائخ
کا تجربہ نقل کیا تھا۔ اور بجائے اس کے ایک جعلی عبارت جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں اپنی
طرف سے بڑھادی۔ اس میں اس حدیث کو ضعیف بھی کہا اور یہ بھی کہا کہ عباد اللہ سے ملائکہ مراد
ہیں۔ اور نادانوں کو یہ نہ سوجھا کہ ابھی چند سطر اوپر اسی ظفر جلیل میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مراد بندہ
خدا کے سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ پھر چار سطر بعد اس کے خلاف کیسے لکھدیں
قطع برید کی ہی تھی تو اس عبارت کو بھی نکالدیا ہوتا۔ مگر خدا نے عقل ماردی اور جھوٹے کا پردہ فاش
کرنے کے لئے یہ عبارت رہ گئی۔ اس چالاکی اور بد دیانتی کو دیکھیے کہ اپنے مطلب کے خلاف دیکھا
تو کتاب کی عبارت میں قطع و برید کردی۔ اور جھوٹے یہ نہ کریں تو کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے مکر سے
بچائے۔ خلق خدا اس کتاب کو دیکھ کر نواب قطب الدین خاں صاحب سے بدگمان ہوگی۔ جن کے پاس
اصل کتاب موجود ہے۔ انھیں مقابلہ کرنے سے اس عیاری کا پتہ چل جائے گا۔ دوسرے غریب
کیا جانیں۔ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت اپنی شرح میں فرماتے ہیں۔
رَوَاهُ الطِّبْرَانِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ قَالَ اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ
اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا تَرَاهُمْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ اَیْ ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ

حاشیہ بقیہ صفحہ نمبر ۸۲ کا، اَیْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ اَیْضًا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِیَ عَنِ الْمَشَائِخِ اَنَّہٗ مُجَرَّبٌ قُرِنَ بِھَا النَّجَاحُ ذَکَرَہٗ مِیْرَکُ یعنی اس حدیث کو طبرانی نے زید بن علی سے انھوں نے عتبہ بن غزوان سے روایت کیا۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو اور وہ مدد چاہے۔ اور ہو ایسی سرزمین میں جہاں اس کا کوئی ہمدرد نہیں تو چاہئے کہ پکارے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے، اور عمل تجربہ کیا ہوا ہے۔ اس کو بھی طبرانی نے عتبہ بن غزوان ہی کی حدیث سے روایت کیا۔ بعض علمائے ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے۔ اور مشائخ سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے۔ اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ اس کو میرک شاہ نے ذکر کیا۔ اب دیکھئے کہ شراح محققین اور علمائے محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں مگر مجہول وہابی اس کو ضعیف ٹھہرانے کے لئے کتاب کی عبارت بدلتا ہے اور ذرا بھی خدا کا خوف نہیں کرتا۔ فرض کرو کہ حدیث ضعیف ہوتی تو بھی باب فضائل میں مقبول اور قابل عمل تھی جبکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقدمہ مشکوٰۃ شریف میں اور دوسرے علماء نے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے: اَلْحَدِیْثُ مَحْکُوْمٌ عَلَیْہِ بِالضُّعْفِ وَمَعْمُوْلٌ بِہٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ نہ یہ کہ حدیث میں شرک کا اثبات اور اس کی تعلیم ہو۔ اور پھر ائمہ دین اس کو اپنی تصانیف میں نقل کریں۔ اس کو حسن بتائیں۔ اس پر عمل کی ترغیب دیں۔ اس عمل کو بزرگوں کا مجرب بتائیں۔ یہ کوئی وہابی ہی سمجھ سکتا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۱۲ حاشیہ ختم ہوا

[illegible] گمشدہ شے کے لئے اللہ کے مخصوص بندوں کو پکارنا اور مراد و مدعا حاصل ہو جانا

حصن حصین میں یہ دو حدیثیں ذکر کیں۔ جن میں ندا و استعانت کی تعلیم و تلقین ہے۔ پہلی حدیث اَعِینُوا عِبَادَ اللّٰہِ مرفوع ہے۔ جس کو بزار سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد رحمکم اللّٰہ ابن ابی شیبہ سے موقوفاً روایت کیا۔ دوسری حدیث طبرانی کی نقل کر کے فرمایا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ یعنی یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی صحت پر اعتماد ہے۔ اور اسی وجہ سے اسلاف کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔ جو محدث اس حدیث کو روایت کرتا ہے وہی تجربہ کی بھی خبر دیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کا ترجمہ ظفر جلیل شرح حصن حصین سے نقل کیا۔ جس کے مصنف نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی ہیں۔ یہ وہابیہ کے معتمد ہیں۔ انھوں نے میرک شاہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ علماء ثقات نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور اس کے مؤید ایک اور حدیث کا مضمون فائدہ میں بیان کیا اور پہلی حدیث کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت اسی کی تائید میں بیان کی جس میں یَا عِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا وارد ہے اور پھر ایک بزرگ کا تجربہ بھی نقل کیا۔ تو اب یہ چار حدیثیں ہوئیں۔ دو تو امام جزری صاحب حصن حصین نے بیان کیں۔ اور ان کو مجرب بتایا۔ اور دو شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی کے شاگرد اور وہابیہ کے معتمد نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی مصنف ظفر جلیل نے مولانا فخر الدین اور علامہ علی قاری کے حوالہ سے نقل کیں تو اگر وہابیہ امام جزری کی حدیثوں کو نہ مانیں تو اپنے نواب کی نقل کی ہوئی حدیثیں تو مانیں۔ اور نہ ماننے کی تو ان کے پاس بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ نواب صاحب نے میرک شاہ صاحب سے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا۔ اور شاہ اسحٰق صاحب نے کتاب ظفر جلیل کا حرف حرف دیکھا ہے۔ اور شاہ اسحٰق صاحب تمام وہابیہ کے استاذ الاساتذہ ہیں جب وہ ملاحظہ کر چکے۔ اور انھوں نے حدیث کے حسن ہونے پر اور تائیدی حدیثوں اور ان کے تجربوں پر کوئی اعتراض نہ کیا تو اب کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔

وہابیہ کے لئے تو رجسٹری ہو گئی کہ ان حدیثوں کو دیکھ کر شاہ اسحٰق صاحب نے کوئی نوٹ نہ لکھا کہ اس پر عمل نہ کرنا ایمان جاتا رہے گا۔ یہ تو کھلا شرک ہے۔ بلکہ اس کی تائید میں جو اور دو حدیثیں نواب صاحب نے نقل کر دی تھیں۔ ان پر بھی قلم نہ پھیرا۔ اس سے وہابیہ پریشان ہوئے

اور بجز اس کے کوئی ترکیب ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ انھوں نے کتاب ہی پر ہاتھ صاف کیا۔ ظفر جلیل کی عبارتیں نکال ڈالیں اور اپنی طبع زاد داخل کر دیں۔ چنانچہ نواب صاحب کے بعد کی چھپی ہوئی ظفر جلیل میں یہ تحریف موجود ہے۔

اہلِ انصاف غور فرمائیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں کتابیں محرّف کی جا رہی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ ایسی ضدی قوم کی اصلاح کی کیا امید کی جائے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِمْ بِوَجْہِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۔

ترمذی شریف ج ۱، صفحہ ۱۲۵

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قبروں پر گزر فرمایا تو اپنے روئے انور سے اہلِ قبور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم پر سلام اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے۔ دیکھیے یہ حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہلِ قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ وہابیہ کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرتے رہیں گے۔ امام المحدثین خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں بروایت بیہقی فاطمہ خزاعیہ سے نقل کرتے ہیں:

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے سلام کا جواب ملنا۔

وَقَفْنَا عَلٰی قَبْرِہٖ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا کَلَامًا رُدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَمَا قُرْبَنَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ ۔

یعنی ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر ٹھہرے اور ہم نے عرض کیا۔ آپ پر سلام اے عمِّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہم نے جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَام وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سُنا۔ اور قریب ہمارے کوئی آدمی نہ تھا۔ یعنی قبر شریف سے جواب ملا۔

اسی شرح الصدور میں بحوالہ ابن جوزی نقل فرمایا۔

اِنَّ ثَلَاثَۃَ اِخْوَۃٍ مِنَ الشَّامِ کَانُوْا یَغْزُوْنَ وَکَانُوْا فُرْسَانًا شُجْعَانًا
فَاَسَرَھُمُ الرُّوْمُ مَرَّۃً فَقَالَ لَھُمُ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْکُمُ الْمُلْکَ
وَاُزَوِّجُکُمْ بَنَاتِیْ وَتَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا
یَا مُحَمَّدَاہُ فَاَمَرَ الْمَلِکُ بِثَلَاثَۃِ قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِیْھَا الزَّیْتُ
ثُمَّ اُوْقِدَ تَحْتَھَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ یُعْرَضُوْنَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ عَلٰی تِلْکَ
الْقُدُوْرِ یُدْعَوْنَ اِلٰی دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ فَیَاْبَوْنَ فَاُلْقِیَ الْاَکْبَرُ
فِی الْقِدْرِ ثُمَّ الثَّانِیْ ثُمَّ اُدْنِیَ الْاَصْغَرُ فَجَعَلَ یَفْتِنُہٗ عَنْ دِیْنِہٖ بِکُلِّ اَمْرٍ
فَقَامَ اِلَیْہِ عِلْجٌ فَقَالَ اَیُّھَا الْمَلِکُ اَنَا اَفْتِنُہٗ عَنْ دِیْنِہٖ قَالَ بِمَاذَا
قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ الْعَرَبَ اَسْرَعُ شَیْءٍ اِلَی النِّسَاءِ وَلَیْسَ فِی
الرُّوْمِ اَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِیْ فَادْفَعْہُ اِلَیَّ حَتّٰی اُخَلِّیَہٗ مَعَھَا فَاِنَّھَا
سَتَفْتِنُہٗ فَضَرَبَ لَہٗ اَجَلًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَدَفَعَہٗ اِلَیْہِ فَجَاءَ بِہٖ
فَاَدْخَلَہٗ مَعَ اِبْنَتِہٖ وَاَخْبَرَھَا بِالْاَمْرِ فَقَالَتْ لَہٗ دَعْہُ فَقَدْ کَفَیْتُکَ
اَمْرَہٗ فَقَامَ مَعَھَا نَھَارُہٗ صَائِمٌ وَلَیْلُہٗ قَائِمٌ حَتّٰی مَضٰی اَکْثَرُ الْاَجَلِ
فَقَالَ الْعِلْجُ لِاِبْنَتِہٖ مَا صَنَعْتِ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَیْئًا ھٰذَا رَجُلٌ
فَقَدَ اَخَوَیْہِ فِیْ ھٰذِہِ الْبَلْدَۃِ فَاَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ اِمْتِنَاعُہٗ مِنْ اَجْلِھِمَا
کُلَّمَا رَاٰی اٰثَارَھُمَا وَلٰکِنِ اسْتَزِدِ الْمَلِکَ فِی الْاَجَلِ وَانْقُلْنِیْ وَاِیَّاہُ
اِلٰی بَلَدٍ غَیْرِ ھٰذَا فَزَادَہٗ اَیَّامًا فَاَخْرَجَھُمَا اِلٰی قَرْیَۃٍ اُخْرٰی
فَمَکَثَ عَلٰی ذٰلِکَ اَیَّامًا صَائِمَ النَّھَارِ قَائِمَ اللَّیْلِ حَتّٰی اِذَا بَقِیَ مِنَ
الْاَجَلِ اَیَّامٌ قَالَتْ لَہُ الْجَارِیَۃُ لَیْلَۃً یَا ھٰذَا اِنِّیْ اَرَاکَ تُقَدِّسُ

رَبًّا عَظِیْمًا وَاِنِّیْ قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِیْ دِیْنِكَ وَتَرَكْتُ دِیْنَ اٰبَائِیْ قَالَ لَهَا فَكَیْفَ الْحِیْلَةُ فِی الْهَرْبِ قَالَتْ اَنَا اَحْتَالُ وَلَكَ وَجَائَتْهُ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَاهَا فَكَانَا یَسِیْرَانِ بِاللَّیْلِ وَیَكْمُنَانِ بِالنَّهَارِ فَبَیْنَمَا هُمَا یَسِیْرَانِ لَیْلَةً اِذْ سَمِعَا وَقْعَ الْخَیْلِ فَاِذَا هُوَ بِاَخَوَیْهِ وَمَعَهُمَا مَلٰٓئِكَةٌ رُسُلٌ اِلَیْهِ فَسَلَّمَا عَلَیْهِمَا وَسَاَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا فَقَالَا مَا كَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَةُ الَّتِیْ رَاَیْتَ خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنَا اِلَیْكَ لِنَشْهَدَ تَزْوِیْجَكَ بِهٰذِهِ الْفَتَاةِ فَزَوَّجُوْهُ اِیَّاهَا وَرَجَعُوْا۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ملک شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے ایک مرتبہ رومیوں نے انھیں گرفتار کر لیا۔ ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں ملک دوں گا۔ اپنی بیٹیوں سے شادی کردوں گا۔ تم نصرانی ہو جاؤ۔ انھوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں۔ اور ان میں روغن زیتون جوش کیا گیا۔ تین دن تک وہ تیل کھولتا رہا۔ روز انھیں وہ دکھایا جاتا۔ اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی۔ اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے تیل میں ڈالا گیا۔ پھر دوسرا پھر چھوٹا قریب لایا گیا۔ اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی۔ اس میں ایک درباری نے عرض کیا کہ اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کروں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ کہا۔ میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے۔ اس کو میرے حوالے کیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں وہ اس کو بہکالے گی۔ چالیس روز کی میعاد مقرر کرکے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کر دیا۔ وہ اپنے مکان پر لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا۔ اور اس کو واقعہ کی اطلاع دی۔ لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو یہ میرا کام ہے۔ اب یہ شامی دن بھر روزہ دار رہتا اور تمام شب عبادت میں گزارتا۔ یہاں تک کہ میعاد آخر ہوئی تو اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا۔ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا اس شخص کے

دو بھائی اس شہر میں مارے گئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ان کی وجہ سے رکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے۔ اور مجھے اور اس شخص کو کسی دوسرے شہر میں بھیجدیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ لیکن شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی روزانہ کا روزہ اور ہر شب کی شب بیداری یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم کے قریب پہنچی تو ایک شب اس لڑکی نے کہا کہ اے شخص میں تجھے رب عظیم کی تقدیس و طاعت میں مشغول دیکھتی ہوں۔ اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا۔ اب دونوں مشورہ کر کے وہاں سے ایک سواری پر اس طرح بھاگ نکلے کہ رات میں چلتے اور دن میں کہیں چھپ رہتے۔ ایک شب یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی۔ دیکھا تو وہ شامی کے دونوں بھائی تھے۔ ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان دونوں کا حال دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا۔ جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور ہم جنت الفردوس میں جا نکلے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں۔ چنانچہ شادی کر کے وہ واپس ہو گئے۔

اس عبارت سے بھی مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا اور مدد لکرنا ثابت ہوا۔ فقہ کی معتبر و متداول کتاب ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا۔

قَرَّرَ الزِّيَادِيُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ وَّ اَرَادَ اَنْ يَّرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ مُّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِسَيِّدِيْ اَحْمَدَ بْنِ عُلْوَانَ وَيَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عُلْوَانَ اِنْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ضَالَّتَهٗ بِبَرَكَتِهٖ اَجْهُوْرِيْ مَعَ زِيَادَةٍ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمَنْهَجِ لِلدَّاوُدِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ اهـ مِنْهُ

ردالمحتار جلد ۳، صفحہ ۳۵۵، کتاب اللقطہ

یعنی زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلا دے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد ابن علوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گمی چیز تم نے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں دفتر اولیاء سے تمہارا نام کٹوا دوں گا اس عمل سے ببرکت ان ولی کے اللہ وہ گمی چیز واپس دلا دے گا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں!

(۱) مشکل کے وقت اہل اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد چاہنا۔

(۲) انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا۔

(۳) کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کر کے پھر جسے چاہے ثواب پہنچائے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق علیہ الرحمۃ کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔

حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق علیہ السلام کا اپنے پکارنے والوں کی مصیبت کے وقت میں امداد کرنا

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ ،، إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ

میں اپنے مرید کا اس کی پراگندگیوں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے

وَإِنْ كُنْتَ فِي ضِيقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ فَنَادِ بِيَا زَرُّوقُ آتِ بِسُرْعَةٍ

اور اگر تو تنگی و سختی و وحشت میں ہو تو یا زروق کہکر پکار میں جلد آؤں گا۔

(بستان المحدثین صفحہ ۱۲۱)

یہ مسئلہ نادان انسان نہ سمجھیں۔ تو تعجب، حیوان و نباتات بھی جانتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَحْرَاءَ فَنَادَتْهُ ظَبْيَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَتْ صَادَنِي هٰذَا الْأَعْرَابِيُّ وَلِي خِشْفَانِ فِي ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَأَطْلِقْنِي حَتّٰى أَذْهَبَ

فَارُضِعَهُمَا وَاَرْجِعَ قَالَ اَوَتَفْعَلِيْنَ قَالَتْ نَعَمْ فَاَطْلَقَهَا فَذَهَبَتْ وَرَجَعَتْ فَاَوْثَقَهَا فَانْتَبَهَ الْاَعْرَابِيُّ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ حَاجَةٌ قَالَ تُطْلِقُ هٰذِهِ الظَّبْيَةَ فَاَطْلَقَهَا فَخَرَجَتْ تَعْدُوْا فِى الصَّحْرَاءِ وَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۵

یعنی حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحرا میں تھے۔ ایک ہرنی نے ندا کی۔ یا رسول اللہ! فرمایا کیا حاجت ہے؟ عرض کیا مجھے اس اعرابی نے پکڑ لیا ہے۔ اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں۔ مجھے کھول دیجئے کہ میں ان کو دودھ پلا آؤں۔ فرمایا تو ایسا کرے گی۔ عرض کیا ضرور۔ حضور نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ پھر اس کو باندھ دیا۔ اب اعرابی بیدار ہوا عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ حکم ہے؟ فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے ہرنی کو کھول دیا۔ وہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتی ہوئی جنگل میں دوڑ گئی۔

ہرن نے بھی مشکل کے وقت حضور کو ندا کی اور اس کو کامیابی ہوئی۔ اسی شفا شریف میں ہے،

لَمَّا اسْتَقْبَلَهٗ شَجَرٌ وَّلَا جَبَلٌ اِلَّا قَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۵۹

جو درخت یا پہاڑ حضور کے سامنے آتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عرض کرتا۔ یہ تو شجر و حجر ہیں کعبہ معظمہ جو تمام عالم کے مسلمانوں کا قبلۂ عبادت ہے۔ جس کی طرف ہم سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ خود روضۂ طاہرہ پر حاضر ہو کر بہ ندا اسلام عرض کرے گا۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

ابن مردویہ و اصبہانی در ترغیب و ترہیب و دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردہ اند کہ آں حضرت فرمود ندکہ چوں روزِ قیامت

شود کعبہ را فرشتہا مانند عروس بہ زیب و زینت آراستہ بحشرگاہ برند۔ در اثنائے راہ بر قبر من گزرافتد پس کعبہ بزبانِ فصیح بگوید کہ السَّلَامُ عَلَيْكَ یا مُحَمَّد در جواب بگویم کہ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ یَا بَیْتَ اللّٰہِ باتو امّتِ من چہ سلوک کردو تو باآنہا چہ سلوک خواہی کرد، کعبہ بگوید کہ یا محمّد ہر کہ از امّتِ تو بزیارتِ من آمد پس مَن او را کفایت کنم و شفیع او خواہم شد از طرفِ او خاطر خود را فارغ دہ۔ و ہر کہ بزیارت من نرسید پس تو او را کفایت کن و شفیع او شو۔

یعنی ابن مَرْدویہ و اصبہانی ترغیب و ترہیب میں اور دیلمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جب روزِ قیامت ہوگا فرشتے کعبہ معظمہ کو دلہن کی طرح زیب و زینت سے سجاکر محشر میں لے جائیں گے اثنائے راہ میں میری قبر مبارک پر گزر ہوگا تو کعبہ زبانِ فصیح سے عرض کرے گا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ یَا مُحَمَّدُ میں جواب میں فرماؤں گا۔ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ یَا بَیْتَ اللّٰہِ، تیرے ساتھ میری امّت نے کیا سلوک کیا اور تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ کعبہ عرض کرے گا یا محمّد آپ کا جو امتی میری زیارت کے لئے آیا۔ میں اس کے لئے کفایت کروں گا۔ اور اس کا شفیع ہوں گا۔ آپ اس کی طرف سے خاطر جمع رکھیں اور جو میری زیارت کو نہ پہنچا۔ حضور اس کے لئے کفایت کریں، اور اس کے شفیع ہوں،

کعبہ کا امتِ نبوی کیلئے شفیع ہونا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روضۂ طاہرہ پر عرض سلام بندا شرک نہیں۔ ورنہ مولوی اسمٰعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، یہ بھی معلوم ہوا کہ کعبہ بھی شفاعت کریگا اور حضور بھی شفاعت فرمائیں گے۔ اور وہ شفاعت عاصیوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگی،

مولوی اسمٰعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ امام علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفا میں فرماتے ہیں۔

حَكَاهُ أَصْحَابُنَا عَنِ الْعُتْبِيِّ مُسْتَحْسِنِيْنَ لَهُ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ

جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الْاٰیَۃ وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذَنْبِیْ
مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰی رَبِّیْ ثُمَّ اَنْشَاءَ یَقُوْلُ۔ خلاصۃ الوفا صفحہ ۵۸

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ۔۔۔ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اعرابی کا روضۂ اقدس پر بغرض سلام عرض کرنا اور مژدۂ مغفرت پانا۔

قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَغَلَبَتْنِیْ عَیْنَایَ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَقَالَ یَا عُتْبِیُّ اِلْحَقِ الْاَعْرَابِیَّ فَبَشِّرْہُ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَہٗ

یعنی ہمارے اَصحاب نے مُستحسن جان کر عتبی سے نقل کیا کہ میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ طاہرہ میں حاضر تھا۔ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ الْاٰیَۃ تو اے حضور میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے اور پروردگار عالم کے حضور آپ کی شفاعت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں۔ پھر وہ اعرابی یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اے بہتر اُن سب سے جو زیر زمیں مدفون ہوں ۞ ہو معطر اُن کی خوشبوؤں سے گورستاں کی خاک
میری جاں اس قبر پر قرباں کہ جس میں آپ ہیں ۞ اس میں ہے جود و عفاف و موہبت اے جانِ پاک

اعرابی تو یہ عرض و معروض کر کے رَوانہ ہوا۔ اور مجھے نیند آئی۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ اے عتبی اِس اعرابی سے مل کر اس کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی مغفرت فرمائی۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا حضور سے عرض

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدۂ اَطْیَبُ النَّغَم میں فرماتے ہیں:

وَصَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ یَا خَیْرَ خَلْقِہٖ ۔۔۔ وَیَا خَیْرَ مَاْمُوْلٍ وَّیَا خَیْرَ وَاهِبِ
تم پر درودِ کبریا اے بہترینِ کائنات ۔۔۔ اے بہترین امیدگہ اے بہترین صاحبِ عطا
وَیَا خَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ ۔۔۔ وَمَنْ جُوْدُہٗ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ
اے بہتر اُن سے جن سے ہے دفعِ مصیبت کی امید ۔۔۔ فائق ہے جود ابر سے سرکار کی جود و سخا

کرنا حضور سے مدد چاہنا آپکو واہب ودافع بلا مصیبت شفیع حاجت روا بنانا۔

فَاشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ رَاحِمُ خَلْقِهٖ — وَاَنَّكَ مِفْتَاحٌ لِكَنْزِ الْمَوَاهِبِ
شاہد ہوں میں اس پر کہ حق راحم ہے اپنی خلق پر — اور ذاتِ عالی آپ کی مفتاحِ گنجِ ہر عطا

وَاَنَّكَ اَعْلَى الْمُرْسَلِيْنَ مَكَانَةً — وَاَنْتَ لَهُمْ شَمْسٌ هُمُ كَالثَّوَاقِبِ
سب رسولوں میں آپ کا اعلیٰ ہے بیشک مرتبہ — مہرِ درخشاں آپ ہیں مثل کواکب انبیاء

وَاَنْتَ شَفِيْعٌ يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ — بِمُغْنٍ كَمَا اَثْنٰى سَوَادُ بْنُ قَارِبِ
اس روز شافع آپ ہیں جس روز شافع کوئی نہیں — حاجت روا جیسا سوادِ ابنِ قارب نے کہا،

وَاَنْتَ مُجِيْرٌ مِّنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ — اِذَا انْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ
سختی کے حملوں سے تمہیں دو گے پناہ اے شاہِ دیں — جب دل میں پنجے ڈالدے بدتر مصیبت کی بلا

فَمَا اَنَا اَخْشٰى ذَمَّةً مُدْلَهِمَّةً — وَلَا اَنَا مِنْ رَيْبِ الزَّمَانِ بِرَاهِبِ
اندیشہ پھر کیا ہو مجھے غم کے جہِ تاریک سے — اور کیسے خائف کرسکے ریبِ زمانِ بے وفا

فَاِنِّيْ مِنْكُمْ فِيْ قِلَاعٍ حَصِيْنَةٍ — وَجَدَ حَدِيْدٌ مِنْ سُيُوْفِ الْمُحَارِبِ
ہوں میں پناہ گیر آپ کے محفوظ قلعوں میں شہا — کیا کرسکے گی پھر مرا تیغِ یلِ جنگ آزما

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدہ میں ندائیں بھی کیں۔ حضور سے مدد بھی چاہی آپ کو واہب اور دافع بلا و مصیبت بھی مانا آپ کو شفیع و حاجت روا بھی کہا۔ آپ کی ذات پر بھروسہ بھی کیا۔ عطاؤں کی کنجیاں بھی آپ ہی کے ہاتھ میں بتائیں۔ دیکھئے مولوی اسمٰعیل کے ماننے والے شاہ صاحب پر بھی حکم شرک کرتے ہیں۔ یا یہ حربہ دوسروں ہی کے لئے کام میں لایا جاتا ہے اور اپنوں کا کوئی فعل قابلِ گرفت نہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے محمد گر قیامت را برآری سر زخاک — سر برآور دیں قیامت درمیان خلق بین

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ بروز قیامت روضۂ پاک سے سر مبارک نکالیں تو مخلوق کے درمیان قیامت ظاہر ہوجائیگی

مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

زمہجوری برآمد جانِ عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم

آپ کی جدائی سے دنیا کی جان نکلتی ہے، — اے نبی اللہ رحم فرمایئے، رحم فرمایئے،،

اولیائے کرام اور علمائے دین نے جو ندائیں عرض کی ہیں ان سے دفتر کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ کہاں تک نقل کی جائیں۔ وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں۔

مولوی قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی مدد مانگی کرنا اور مدد چاہنا۔

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے — کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام — کریگا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اب آخر میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے:

فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے اور جو اس لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے۔ ایسے پڑھنے پر نہ تکفیر ہو سکے اور نہ تفسیق اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں اور کسی مسلمان پر گمان کفر و شرک فسق کا کرنا جب تک تاویل اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں۔ ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنیٰ کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں۔ اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتا دے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر گمان بد کرنا خود معصیت ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے۔ اور پہلی صلوٰۃ بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے اس فتویٰ میں صاف اقرار کیا کہ اگر شیخ کو عالم غیب اور مستقل متصرف جانے تو شرک ہے اور اگر مستقل نہ جانے تو شرک نہیں۔ ایسے شخص کو کافر فاسق کچھ نہ کہا جائے۔ اس کی امامت درست ہے اور جو اس پر گمانِ بد کرے وہ گنہ گار،
لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں کوئی عذر نہیں سنتے۔ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ حکم دیتے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت تصرف اسی نے اُن کو بخشی ہے۔ اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں (تقویت الایمان صفحہ ۶) دوسری جگہ لکھا ہے۔

توجو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

تقویت الایمان صفحہ ۸

اس کے بعد پھر لکھتے ہیں:

پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے غرض۔ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ہوتا ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۱۰

اس کے بعد پھر لکھتے ہیں۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

تقویت الایمان

مولوی اسمٰعیل صاحب اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی کسی کے لئے علم و تصرف ماننے والے کو بڑے شور و زور سے مشرک اور ابوجہل کی برابر کہہ رہے ہیں۔ یہ حملہ تمام امت اور اکابر دین پر تو ہوا ہی مگر خود ان کے اپنے گھر والے بھی نہ بچے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب سب اس حکم سے مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اب وہابی صاحبان غور کریں کہ آیا ان کے یہ تمام پیشوا مشرک ہیں۔ یا مولوی اسمٰعیل صاحب اور انکے ہمنواؤں کا یہ من گڑھت حکم کذب باطل ہے۔ لطف یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس حکم شرک سے خود بھی نہیں بچتے، ملاحظہ کیجئے "صراط مستقیم"، برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آں ہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند۔

"صراط مستقیم مطبع ضیائی، صفحہ ۱۲۸

مولوی اسمٰعیل کی نظر میں عطائی تصرف و اختیار کا معتقد بھی ابوجہل کی برابر مشرک

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل صاحب ارواح و ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان و جنت دوزخ تمام امکنہ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے دورہ کا شغل بتا رہے ہیں۔ دورہ کے شغل سے جو ان غیوب کے علوم حاصل ہوں گے۔ وہ صاحب شغل کے لئے یا ذاتی ہوں گے یا بعطائے الٰہی اور تقویت الایمان میں دونوں طرح ماننا شرک بتایا ہے۔ اب جناب اپنے ہی قول سے خود مشرک بلکہ مشرک گر ہوئے۔ یہ حالت مولوی اسمٰعیل صاحب اور ان کی تقویت الایمان کی ہے اس پر بھی لوگ اس کو مانیں تو ان کی عقلوں پر افسوس! مولوی اسمٰعیل صاحب نے بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور ان کے نام عبد النبی، علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ رکھنے کو بھی تقویت الایمان کے صفحہ ۵ میں شرک فرمایا ہے۔ عبارت ان کی اس کتاب کے صفحہ ۴۲ پر نقل ہو چکی ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب … نام رکھنا شرک ہے

یہ مسئلہ بھی غلط اور باطل ہے اور اس کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دل سے تراشا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے ان امور کا شرک ہونا ثابت نہیں۔ مولوی صاحب تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں مولویوں اور درویشوں کی بات

کا ماننے کو شرک بتا چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ پر نقل کر چکے ہیں۔ لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب کا بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور عبد النبی وغیرہ نام رکھنے کو بے حکم خدا و رسول اپنی طرف سے شرک بتانا اور معتقدین کا اس کو ماننا بحکم تقویت الایمان صفحہ ۹ شرک ہوا یہ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کا اپنا حکم ہے جو ان پر اور ان کے معتقدین پر عائد ہوا۔ اور تقویت الایمان کی رو سے مولوی اسمٰعیل صاحب اور ان کے تمام ماننے والے مشرک اور خارج از ایمان ہو گئے تو وہ اپنا انجام سوچیں!

مسئلہ کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ بلا کے ٹلنے کے لئے بیٹوں کی نسبت بزرگوں کی طرف کرنا۔ عبد النبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش، سالار بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا شرک نہیں۔ یہ تو ایک خیالِ خام ہے کہ غلام محی الدین نام مسلمان اس لئے رکھتا ہے کہ بلائیں ٹلیں بچہ بیمار نہ ہو۔ اس کو کوئی آسیب نہ پہنچے۔ بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی یاد رہے اور بچہ سنِ شعور کو پہنچ کر اپنے نام سے ایک عمدہ نصیحت اور پند پاتا رہے اور سمجھے کہ ان بزرگوں کی پیروی میرے حق میں بہتر ہے۔ میرے والدین نے میرا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ میں ان مقدس بزرگوں کی پیروی و اتباع کروں اور جو گمراہ ان مقبولانِ بارگاہ کے خلاف راہ چلتے ہیں ان سے دور رہوں۔ اور اگر وہ بچہ اپنے عالمِ ہوش میں والدین کو نہ پائے تو اس کو اپنے نام سے ان کے طریقہ و مشرب کا پتہ چل جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ گمراہی تو بڑی بلا ہے اس سے بچنے کا فائدہ ملحوظ رکھ کر نام رکھا گیا تو بھی بلا ٹلنے کے لئے ہوا تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ اس بلا کا ٹلنا ملحوظ ہونا ہی چاہیئے۔ اور ضرور بزرگوں کا اتباع ایسی بلاؤں سے بچنے میں کار آمد ہوتا ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ رواہ رزین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں۔ جس کا اتباع کرو گے راہ یاب ہو گے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ م

بکثرت آیات واحادیث سے یہ مضمون ثابت ہے اور انبیاء اسی لئے مبعوث فرمائے جاتے ہیں کہ ان کی فرماں برداری واطاعت کی برکت سے آدمی گمراہی اور غضبِ الٰہی سے محفوظ رہے۔ تو اس لئے بزرگوں کی طرف نسبت کس طرح شرک ہوگی۔ اگر یہی فرض کیا جائے کہ کوئی شخص بزرگوں کے ناموں پر اس لئے نام رکھتا ہے کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سی ارضی وسماوی بلاؤں، بیماریوں، آسیبوں وغیرہ کو دور فرمائے تو یہ بھی شرک نہیں۔ کیونکہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو نسبت اور ایک یہ امید کہ اللہ تعالیٰ ان مقبولوں کی برکت سے مصیبت کو دفع فرمائے۔ تو محض نسبت تو شرک نہیں۔ ورنہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی رفاعی، شاذلی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری، قریشی، ہاشمی، مکی، مدنی، عربی، عجمی، بخاری، قشیری، ترمذی، سجستانی، نسائی، قزوینی، دارمی، دارقطنی، بیہقی، ہندی دہلوی وغیرہ سب نسبتیں ہیں، اور بیشمار نسبتیں شب وروز علماء وصلحاء، اتقیاء کی زبانوں پر آتی ہیں۔ نسبت محض شرک ہو تو ساری دنیا ہی مشرک ٹھہر جائے۔ معاذاللہ یہ تو بداہتہً باطل ہے اور شاید کوئی وہابی بھی یہ نہ کہہ سکے گا۔ کہ محض نسبت ہی شرک ہے۔

اب رہا یہ خیال کہ بزرگوں کے وسیلے اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصیبتیں اور بلائیں دفع فرماتا ہے اس کو شرک بتانا قطعاً گمراہی اور شریعتِ مطہرہ کی مخالفت ہے۔ ہم اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیۂ مبارکہ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا نقل کرچکے ہیں۔ جس میں بیان ہے کہ حضور کی بعثتِ مبارکہ سے قبل یہودی اپنی حوائج ومشکلات اور خوفِ دشمن واندیشۂ شکست کے وقت حضور کے نامِ پاک کی برکت وتوسل سے اپنی مراد طلب کرتے اور پاتے تھے۔ اور اپنے اعداء پر مظفر ومنصور ہوتے تھے۔ اور ہولناک مصیبت سے امن میں رہتے تھے۔ نیز صفحہ ۲۴ پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وارشاد سے ایک نابینا نے بتوسلِ حضور دعا کی اور نابینائی کی بلا سے نجات پائی۔ قرآنِ پاک میں اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ، سورۂ توبہ پارہ ۱۰

اور انھیں کیا بُرا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ غنی کرنے کی نسبت صاف حضور کی طرف فرماتا ہے دوسری آیت مطالعہ کیجئے!

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

واعلموا سورۂ توبہ

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

خدا اور رسول کا فضل و عطا فرمانا۔

سورۂ احزاب میں فرمایا:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ، سورۂ احزاب پارہ ۲۲

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

دیکھئے قرآنِ پاک میں حضور کا غنی کر دینا عطا فرمانا، فضل فرمانا، نعمت دینا، بیان کیا گیا ہے وہابی قرآنِ پاک کے خلاف اس کو کس کے حکم سے شرک قرار دیتے ہیں۔ یہ کیسا شرک ہے جو جا بجا قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

حضرت مسیح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

قرآنِ پاک میں ہے:

اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ سورۂ آلِ عمران پارہ ۳

میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے،

کیا بیمار کو تندرست کرنا، مُردے کو جلانا دفعِ بلا نہیں ہے۔ پھر اگر کوئی مسلمان بزرگوں کی نسبت سے یہ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بلا کو دفع فرمائے گا۔ یا یہ کہ مقبولانِ بارگاہ، اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوئی بلا دفع فرمادے تو یہ شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ اس مضمون سے تو قرآن

اللہ و رسول کا غنی عطا فرمانا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے تصرفات باذن الٰہی۔

وحدیث مالا مال ہیں۔ کیا وہابیہ قرآن وحدیث پر بھی شرک کا الزام لگائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ ،
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۲

یعنی ابدال شام میں ہوتے ہیں وہ چالیس مرد ہیں۔ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک قائم مقام کر دیتا ہے انھیں کی وجہ سے ابر لا جاتے ہیں انھیں کی بدولت دشمنوں پر نصرت دی جاتی ہے۔ انھیں کی برکت سے اہلِ شام سے عذاب دفع کئے جاتے ہیں۔

حضرات ابدال کی برکت سے بارش ہوتی ہے بلائیں ٹلتی ہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری نے مرقاۃ المفاتیح میں ایک حدیث ابن عساکر سے بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کی ہے۔ اس میں ہے: بِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کہ ان کی برکت سے اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے۔ اسی کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں شرک بتاتے ہیں۔ بشرم! شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے اشعار او پر گزرے۔ جن میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصیبتوں اور بلاؤں سے پناہ دینے والا فرماتے ہیں۔

وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ اِذَا انْشَبَ فِی الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ

شاہ صاحب نے تو یہی فرمایا کہ بلاؤں کے ہجوم سے آپ پناہ دینے والے ہیں اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تو تمام کائنات کی ہستی کو آپ کا طفیل بتاتے ہیں۔

کائنات کی ہستی حضور کے طفیل۔

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے کہیئے اگر تم کو مبدء الآثار
عجب نہیں تری خاطر سے تیری امت کے گناہ ہو ویں قیامت کو طاعتوں میں شمار
بکیں گے آپکی امت کے جرم ایسے گراں کر لاکھوں مغفرتیں کم سے کم یہ ہوں گی نثار

قصائد قاسمی

تقویت الایمان کے حکم سے مولوی قاسم صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی مشرک اور

تمام علماء وائمۂ دین اور کُل مومنین بھی مشرک ۔ اس بدنگاری کی کچھ انتہا ہے ۔ اس پر بھی نادان اس باطل کتاب کو نہیں چھوڑتے ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے ۔

بہر حال قرآن پاک کی آیات سے حدیث شریف سے اور خود پیشوایان وہابیہ کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ محبوبانِ خدا باذنِ اللہ تعالیٰ اہلِ حاجت کو غنی کرتے ہیں ۔ فضل فرماتے ہیں ، نعمتیں دیتے ہیں ، بیماروں کو تندرست کرتے ہیں ، اندھوں کو بینا کرتے ہیں ، مُردوں کو زندہ فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مینھ برساتا ہے ۔ مقابلۂ اعداء میں نصرت عطا فرماتا ہے عذاب دفع کرتا ہے ، وہ بلاؤں کے ہجوم سے پناہ دیتے ہیں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر سے امت کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں ۔ آپ کے طفیل میں کائنات کو ہستی ملی ۔ جب ایسا ہے تو اگر کسی نے غلام محی الدین ، غلام معین الدین یا عبد النبی ، عبد الرسول نام رکھ لیا ۔ اور یہ امید کی کہ ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے ناموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا ۔ اور بچوں کو بلاؤں آسیبوں سے محفوظ رکھے گا ۔ تو یہ بالکل آیات واحادیث کے مطابق ہے ۔ اس کو شرک بتانا شرع مطہر سے انحراف اور مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے ۔

ناموں میں منقول ہونا تو بالاتفاق شرط نہیں کہ جو نام زمانۂ اقدس یا زمانۂ صحابہ میں مسلمانوں کے رکھے گئے وہ تو رکھے جائیں اور نیا کوئی نام نہ رکھا جائے ، ایسا ہو تو رشید احمد خلیل احمد اشرف علی ، محمود حسن ، احمد حسن ، حسین احمد ، مرتضیٰ حسن وغیرہ یہ سب نام ناجائز ہو جائیں ۔ کہ زمانۂ اقدس وزمانۂ صحابہ میں ایسے نام نہیں پائے جاتے ۔ اب اگر کوئی نام ناجائز ہوگا تو فسادِ معنیٰ کی وجہ سے یعنی اس کے معنیٰ ایسے ہوں جو شرعاً جائز نہیں تو یہ اچھی طرح ثابت ہو چکا کہ عبد النبی ، عبد الرسول نبی بخش ، غلام محی الدین وغیرہ ناموں میں کوئی ایسا نام نہیں جس کے معنیٰ شرعاً درست نہ ہوں ۔ بزرگوں کا باذن اللہ نفع پہنچانا ، تندرستی دینا ، شفا بخشنا ، نعمتیں دینا ، غنی کرنا وغیرہ خود قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکا تو اب کسی نام کے جواز میں کچھ شبہ نہ رہا ۔ البتہ عبد النبی ، وغیرہ ناموں میں ممکن ہے کہ کوئی وہابی لفظِ عبد کا دھوکا دے ۔ اس لئے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ لفظِ عبد کا

وَاِنْ ذَکَرَ مَعَهٗ مَوْصُوْلًا لَا مَعْطُوْفًا بِاَنْ يَقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُرِهَ وَلَا يُحَرَّمُ وَاِنْ ذَكَرَ مُنْفَصِلًا بِاَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ اَنْ يُضْجِعَ الذَّبِيْحَةَ اَوْ بَعْدَهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَهٗ،

ہے اور اگر خدا کے نام کے ساتھ غیر کا نام ملا کر بے عطف لیا، مثلاً یہ کہا کر بسم اللہ محمد رسول اللہ تو ذبیحہ مکروہ ہے۔ حرام نہیں۔ اور اگر غیر خدا کا نام جدا ذکر کیا مثلاً ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور اس سے پہلے یا جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر کا نام لیا تو کچھ مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا اگرچہ وہ اس کو ان کے لئے نذر کرتے ہیں۔

تفسیر احمدی طبع کلکتہ صفحہ ۴۰

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ

ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔

یعنی اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو۔ یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔ اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کی برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کی مخلوق اور قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے۔ اس کی مرضی

سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا
ہے۔ اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ
لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں
ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔
اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور جتنا ہم
ان کو مانتے ہیں۔ اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں۔ اور اسی
طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان، مطبع مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۵،۶)

مولوی اسمٰعیل صاحب اس عبارت میں مسلمانوں کو مشرک بتا رہے ہیں اور آیۃ وَمَا يُؤْمِنُ
أَكْثَرُهُم بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ کے تحت داخل کرتے ہیں اور کوئی عذر نہیں
سنتے۔ سب کو خرافات بتاتے ہیں۔ اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہوتا
کہ ہم ان انبیاء واولیاء کو پیروں، شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تو یوں تو ہم نہیں سمجھتے
بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کی مخلوق یعنی یہ اعتقاد بھی انھیں شرک سے
نہیں بچاتا۔ وہ ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہیں۔ اور ان کے مذکورۂ بالا تمام اعتقاد
شرک، معاذ اللہ

انصاف کیجئے کہ جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم انبیاء واولیاء کو پیروں کو شہیدوں
کو اللہ کی برابر نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا
اس کا یہ اعتقاد تو بالکل قرآن وحدیث کے مطابق اور توحید کا اعلیٰ اعلان ہے۔ ردِّ
شرک کا یہ بہتر طریقہ ہے۔ چنانچہ اسی لئے حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا، سورۂ مریم
کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا۔

انبیاء و اولیاء، شہداء و صلحاء کیلئے تصرفات حق ہیں — حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرندہ پیدا کرنا

اسی طرح مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء و شہداء کو قدرت تصرّف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے۔ اس کی مرضی سے عالم میں تصرّف کرتے ہیں بالکل حق ہے۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا یہ ارشاد موجود ہے۔

اَنِّیٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ،

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

دیکھو یہ قدرت تصرّف اللہ نے بخشی قرآن نے بتائی۔ حضرتِ مسیح نے ظاہر فرمائی۔ اسی کے ماننے والے کو مولوی اسمٰعیل مشرک کہتے ہیں۔ کیا تمام عالم کے وہابی مل کر اس کو مشرک ثابت کر سکتے ہیں۔ ہاں قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنے کی جرأت کر جائیں۔ جب تو اس اسمٰعیلی شرک کی حمایت کر سکتے ہیں۔ ورنہ کسی طرح ممکن نہیں۔

ایسے ہی مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہلُ اللہ کو پکارنا عینِ اللہ ہی کو پکارنا ہے۔ اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ بالکل صحیح اور شرعِ اسلام کے مطابق ہے اسی لئے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے ساتھ حضور کو ندا کرنا تعلیم کیا گیا۔ عثمان بن حنیف کی حدیث ہم اسی اس کتاب کے صفحہ ۴۴ میں حضرت ابن عمرا ؓ حضرت علقمہ کی حدیثیں صفحہ ۔۔ میں نقل کر چکے ہیں۔ اور بکثرت روایات نقل کی جا چکی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون دانستہ

ونظر بکارخانۂ اسباب وحکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفاں نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا است وانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست نہ از غیر۔

استعانت اولیاء۔ اسماعیل دہلوی۔ شاہ صاحب بھی مشرک

تفسیر عزیزی صفحہ ۱۰

یعنی اگر التفات خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور بندۂ مقرب کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانۂ اسباب وحکمت پر نظر کرکے ظاہراً غیر سے استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا۔ اور شرع میں بھی جائز وروا ہے اور انبیاء واولیاء نے غیر سے اس طرح کی استعانت کی ہے۔ اور درحقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ اب کہیئے اسمٰعیلی دین میں شاہ صاحب بھی مشرک ہوئے ان کی بات بھی خرافات ہوئی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ علیٰ ھٰذا مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔ یہ سب اسلامی عقائد اور قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرماں برداری وغلامی کرنے والے اللہ کے پیارے اور محبوب ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ　　فرما دیجئے اگر اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تمہیں اللہ محبوب رکھے گا۔

حضور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں

پھر محبوبانِ خدا کے اختیارات جو بارگاہِ الٰہی سے انھیں عطا ہوئے۔ ان کی شمار کون کر سکے۔ حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔ رواہ البخاری والمسلم عن عقبۃ ابن عامر (کذا فی المشکوٰۃ فی صفحہ ۵۴۷)

تفسیر بیضاوی میں فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کی تفسیر یوں فرمایا اَوْصِفَاتِ النُّفُوْسِ الْفَاضِلَةِ حَالَ الْمُفَارَقَةِ فَاِنَّهَا تُنْزَعُ عَنِ الْاَبْدَانِ غَرْقًا اَیْ نَزْعًا شَدِیْدًا مِّنْ اَغْرَاقِ النَّازِعِ فِی الْقَوْسِ تَنْشِطُ اِلٰی عَالَمِ الْمَلَکُوْتِ وَتَسْبَحُ فِیْهِ فَتَسْبِقُ اِلٰی حَظَائِرِ الْقُدُسِ فَتَصِیْرُ لِشَرَفِهَا وَقُوَّتِهَا مِنَ الْمُدَبِّرَاتِ خلاصہ یہ کہ یہ نفوس فاضلہ کی صفات ہیں۔ جب وہ بدن سے جدا ہوتے ہیں۔ اور عالم الملکوت کی طرف نکلتے ہیں اور اس میں شناوری کر کے حظائر قدس تک فائز ہو کر اپنے شرف وقوت سے مدبرات میں سے ہوجاتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اسی مضمون کو ایک عمدہ پیرایہ میں بیان کر کے فرماتے ہیں۔

فَتُدَبِّرُ بِالرُّجُوْعِ اِلَی الْکَثْرَةِ اَمْرَ الدَّعْوَةِ اِلَی الْحَقِّ وَالْهِدَایَةِ وَاَمْرَ النِّظَامِ فِیْ مَقَامِ التَّفْصِیْلِ بَعْدَ الْجَمْعِ اِنْتَهٰی ثُمَّ اِنَّ النُّفُوْسَ الشَّرِیْفَةَ لَا یَبْعُدُ اَنْ یَّظْهَرَ مِنْهَا اٰثَارٌ فِیْ هٰذَا الْعَالَمِ سَوَاءٌ کَانَتْ مُفَارِقَةً عَنِ الْاَبْدَانِ اَوْلَا فَتَکُوْنُ مُدَبِّرَاتٍ ؕ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۵۷۴

یعنی نفوس فاضلہ علائق بدنیہ سے مفارقت کے بعد بحار صفات میں شناوری کر کے مقام فنا فی الوحدت میں سابق ہوتے ہیں۔ پھر کثرت کی طرف رجوع کر کے امر دعوت الی الحق وہدایت اور مقام تفصیل میں امر نظام کی تدبیر کرتے ہیں۔ اب سمجھئے ان کے اختیارات عالم کی تدبیران سے متعلق ہے پھر شفاعت میں تو صدہا حدیثیں وارد ہیں اور اس مسئلہ کا بیان کسی قدر تفصیل سے ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ رہا یہ کہ ان محبوبانِ خدا کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ یہ آیۃ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ سے اور بکثرت آیات وحدیث سے ثابت اور ہر مومن کے نزدیک یقینی انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے قرب حاصل ہونا۔ اس کے متعلق مسئلہ ندا میں بکثرت نصوص ذکر کئے جاچکے۔ ان انبیاء و اولیاء کے ماننے سے اللہ سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مومن کا ایمان ہے۔ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ

نفوس فاضلہ ارواح اولیاء و انبیاء کا مدبرات عالم ہونا۔

عَنْهُ فَانْتَهُوْا قرآن پاک میں ارشاد ہے جو رسول تمہارے پاس لائیں اس کو لو۔ اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر، کہئیے یہ ماننا ہوا یا کچھ اور۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ رسول پر ایمان لانا، فرض ایمان نہ لائے تو کافر۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کو اس پر بھی اعتراض ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس شخص کا کیا مطلب ہے۔ کیا لوگ رسول کو ماننا چھوڑ دیں، ان سے ملنا ترک کر دیں یا باتیں کس طرح شرک ہیں۔ اور مسلمان ان عقیدوں سے کیسے مشرک ہو جاتا ہے۔ قرآن و حدیث چھوڑ کر اپنے دل سے ایک نیا شرک گھڑ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا۔ اور وہابیہ نے آنکھ میچ کر تقلید شروع کر دی۔

اس غضب کو تو دیکھئے کہ ان تمام ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن پاک کی آیت وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ الآیۃ لکھدی جو مشرکین اور بت پرستوں یا یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی۔ آیت کا ترجمہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور تفاسیر میں بھی یہی بتایا گیا ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ فِیْ اِقْرَارِهٖ بِاللّٰهِ وَبِاَنَّهٗ خَلَقَهٗ وَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا وَهُوَ مُشْرِكٌ بِعِبَادَةِ الْوَثَنِ اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰی اَنَّهَا نَزَلَتْ فِی الْمُشْرِكِیْنَ لِاَنَّهُمْ مُقِرُّوْنَ بِاَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهُمْ وَرَازِقُهُمْ وَاِذَا حَزَبَهُمْ اَمْرٌ شَدِیْدٌ دَعُوا اللّٰهَ وَمَعَ ذٰلِكَ یُشْرِكُوْنَ بِهٖ غَیْرَهٗ

خلاصہ یہ کہ وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت اور اس کے آسمان و زمین پیدا کرنے کے اقرار سے مومن نہیں ہو گئے۔ وہ بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں

جمہور اس پر ہیں کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت و رازقیت کے مُقِر ہیں۔ اور مصیبت کے وقت اس کو پکارتے بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے غیروں کو اس کا شریک کرتے ہیں۔

تفسیر میں صاف بتایا گیا کہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کس قدر ظلم ہے کہ مولوی اسمٰعیل نے اس آیت کا مصداق مسلمانوں کو ٹھہرایا اور جو حکم قرآن پاک نے مشرکین کے حق میں فرمایا تھا وہ مسلمانوں پر لگایا۔ یہ خوارج کا طریقہ ہے۔

جو آیتیں مشرکین کے حق میں نازل ہوئی تھیں مولوی صاحب نے تقویۃ الایمان میں ان کو مسلمانوں پر ڈھالا۔

بخاری شریف میں ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

(بخاری شریف مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۰۲۴)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو بدترین خلق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں یہ ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔

مولوی اسمٰعیل نے اپنی تمام کتاب میں خوارج کے اس طریقہ پر عمل کیا ہے۔ اور وہابیہ کا یہ شیوہ ہی ہو گیا ہے۔ درحقیقت وہابیہ خوارج کی ایک شاخ ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردّ المحتار میں فرمایا۔

خارجی بدترین خلق ہیں۔

كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متبعین میں جنھوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین طیبین میں تغلّب کیا۔ اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن درحقیقت ان کا اعتقاد یہ تھا کہ فقط وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی بھی ان کے اعتقاد کا مخالف ہے وہ مشرک ہے اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان

وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَاَلْفٍ ؕ — کے شہر ویران کئے اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتحیاب فرمایا۔

نجدی دکھانا مقصود ہے ورنہ تمام مسلمانوں کا قتل عام

مولوی اسمٰعیل دہلوی، ہندوستان میں نجدی دین کے مبلغین کے سرخیل اور میرِ لشکر ہیں۔ انھوں نے بھی شیخ نجدی کے اتباع میں یہی کوشش کی ہے کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دے ڈالیں تاکہ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اموال کو لوٹنے کا حیلہ مل جائے۔

مولوی اسمٰعیل یہ کوتک بھی کر چکے ہیں۔ اور جہاد کے نام سے مسلمانوں کے قتل و غارت کے لئے انھوں نے ہنگامہ آرائی کی۔ مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کیا۔

اس ظالم سے کوئی پوچھے کہ انبیاء کے شفیع جاننے والے کو تو مشرک و بت پرست کہتا ہے تو بے دین بت کس کو بتاتا ہے۔ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ خدا کا غضب کہ یہ بے دین اپنے جوشِ تعصب میں مسلمانوں کو انبیاء و اولیاء کے ماننے سے مشرک ٹھہراتا ہے تو کیا خود انبیاء و اولیاء کو نہیں مانتا۔ اگر ایسا ہے تو کافر ہوا کہ انبیاء کا ماننا مومن ہونے کے لئے ضرور۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب میں فرمایا۔ جبکہ انھوں نے دریافت کیا تھا کہ ایمان کیا ہے؟

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ ، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۱ — یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے اس کے ملائکہ کو مانے اس کی کتابوں کو مانے، اس کے رسولوں کو مانے روزِ آخر یعنی قیامت کو مانے اور برے بھلے کو تقدیر سے مانے،

اسمٰعیل دین میں اپنا اول بے دین

اس سے معلوم ہوا کہ رسولوں کو ماننا تو مومن کے لئے ضروری ہے جو نہ مانے وہ مومن نہیں۔ لہٰذا اگر اسمٰعیل انبیاء کو نہ مانے تو کافر اور مانے تو اپنی تحریر سے مشرک یہ وہ شرک ہے جس سے اسمٰعیل بھی نہ بچا۔ اور اس کے تمام معتقدین کا بھی یہی حال ہے۔ قرآن پاک کی

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تفسیر دانی جہاں شرک کی مشین گوڑ گڑ کا رہی۔

آیات کو خلافِ محل لکھنے کا یہی انجام ہونا چاہیئے۔ اسی مدعائے باطل کے لئے مولوی اسمٰعیل صاحب نے دوسری آیت لکھی اور اس کا غلط مطلب بیان کر کے دنیا کو دھوکا دیا ہے (ملاحظہ ہو)

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۱ھ — اور پوجتے ہیں سوائے اللہ کے ایسی چیز کو کہ کچھ فائدہ نہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس ۱ھ

(اس ترجمہ کے بعد ف لکھ کر مطلب یہ بتایا ہے) یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو۔ سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ماننے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ تقویۃ الایمان ص۲ مطبوعہ فاروقی دہلی

قرآنِ پاک کی آیت لکھ کر صاحب تقویۃ الایمان نے مطلب غلط بیان کیا۔ کہ یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں، آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آیت ہیں۔

تصریح تقویۃ الایمان کی قرآن کے معنی کا تحریف۔

وَيَعْبُدُونَ ہے وَيُنَادُونَ نہیں ہے خود ترجمہ میں لکھا (اور پوجتے ہیں) اور مطلب میں پوجنے کا پکارنا بنا دیا۔ کیا چالاکی ہے۔ کیسی تحریف ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر پوجنے کو پکارنے سے نہ بدلتا۔ تو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا موقع نہ ملتا۔ صاف آیت کا ترجمہ بتا رہا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے جو خدا کے سوا مخلوق کو پوجتے ہیں اور جن بتوں کو یہ پوجتے ہیں وہ انھیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ضرر، اور وہ ان کے خدا کے یہاں شفیع بھی نہیں تو پوجنا ہر طرح باطل ہے۔ اس آیت میں بت پرستی کا حماقت ہونا اور بتوں کا محض بے نفع و ضرر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ یہ مسلمانوں پر انبیاء و اولیاء پر کسی طرح چسپاں ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اس لئے صاحب تقویۃ الایمان نے آیت کے معنی کو بگاڑا۔ اور پوجنے کو پکارنا بنایا۔ تاکہ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگائے۔ اور

مُقربانِ بارگاہِ الٰہی کی شفاعت اور خداداد اختیارات کا انکار کرے۔ باوجودیکہ اہلُ اللہ کو پکارنا ندا کرنا، اور ان کا باذنِ الٰہی امداد فرمانا، نفع پہنچانا اور بارگاہِ الٰہی میں شفیع ہونا آیات واحادیث سے ثابت ہے۔ مسئلۂ ندا ہم بہ تفصیل ذکر کرچکے ہیں۔ اور اہلُ اللہ کے خداداد اختیارات بھی قرآن وحدیث سے ثابت کیے گئے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باذنہٖ تعالیٰ مُردے جلانا بیماروں کو تندرست کرنا، اندھوں کو بینا کردینا، یہود کا حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اپنے اعداء پر فتح وظفر طلب کرنا اور کامیاب ہونا یہ سب قرآنِ پاک سے ثابت کیا جاچکا ہے۔ چہل ابدال کے صدقہ میں بارش ہونا، روزی دیا جانا، اعداء پر مظفر کیا جانا، کوئی چیز گم ہوجائے یا کوئی مدد درکار ہو تو اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کہکر بندگانِ خدا کو ندا کرنا اور ان سے مدد چاہنا، اور ان کا حاجت روائی کرنا اور نفع پہنچانا سب احادیث سے ذکر کیا جاچکا۔ اس سب کا انکار کرنے کے لئے مولوی اسمٰعیل نے آیت کے معنی کو بدلا۔ آیتِ شریفہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ بُت محض بے اختیار ہیں وہ کوئی نفع ضرر نہیں پہونچا سکتے اور بارگاہِ الٰہی میں شافع بھی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ شافع تو محبوب ہوسکتے ہیں نہ مغضوب اور بُت تو مغضوب ہیں۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی اے بُت پرستو تم اور وہ چیزیں جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔

تو جو جہنم کا ایندھن کا ہے وہ شفاعت کیا کرے گا۔ اس کو شفیع جاننا یقیناً باطل۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ غضب کیا کہ قرآنِ پاک نے بتوں اور مغضوبوں اور جہنمیوں پر جو حکم دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں، مُقربوں، اولیاء، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر لگایا اور یہ کہدیا کہ:

لے جس طرح مذکورۂ بالا آیات میں جہاں بتوں کا ذکر ہے اس سے وہابیہ نے انبیاء و اولیاء علیہم السلام مراد لئے خیر گزری کہ اس آیت میں وَمَا تَعْبُدُوْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد نہ لئے ورنہ اس تقیدی کے زمانہ میں کوئی انکار کیا کر لیتا ۱۲

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں
کہ اس کو ماننے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے ،

تقویۃ الایمان کا قرآن پاک میں دوسرا افترا

اب انصاف کیجئے کہ یہ تعمیم قرآن پاک کے کون سے لفظ سے مستفاد ہوئی ہے ۔ کہ کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے ۔ اس آیت کے معنی میں یہ دوسری تحریف ہے ۔ آیت میں تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے ۔ خود تقویۃ الایمان میں جو ترجمہ کیا گیا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہے چنانچہ لکھا ہے کہ (یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں) اس میں یہ کہاں ہے کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ۔ یہ قرآنِ پاک پر افترا ہے ، خدا پر بہتان ہے ، کتاب الٰہی کی مخالفت ہے ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے : مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے ۔ بے اس کے حکم کے اس آیت میں بتوں کی شفاعت کا انکار اور محبوبانِ خدا کی شفاعت کا اثبات ہے ۔

محبوبانِ حق کی شفاعت

تفسیر خازن میں ہے :

وَالْمَعْنٰی لَا یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ زَعَمُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ بِقَوْلِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَةَ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَشَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۱۸۴

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں بغیر اس کے امر وارادہ کے کوئی شفاعت نہ کرے گا ۔ یہ اس لئے کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کی شفاعت نہیں سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اِلَّا بِاِذْنِهٖ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور بعض انبیاء، اور ملائکہ کی شفاعت اور مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے :

فِی التَّاوِیْلَاتِ النَّجْمِیَّةِ هٰذَا الْاِسْتِثْنَاءُ رَاجِعٌ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَ لَهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَهُوَ الشَّفَاعَةُ فَالْمَعْنٰی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا عَبْدُهٗ مُحَمَّدٌ فَاِنَّهٗ مَاْذُوْنٌ مَوْعُوْدٌ یُعِیْنُهُ الْاَنْبِیَاءُ بِالشَّفَاعَةِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ (تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۲۷۲)

تاویلاتِ نجمیہ میں ہے کہ یہ استثناء حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مقامِ محمود کا وعدہ فرمایا اور وہ شفاعت ہے تو معنیٰ یہ ہیں کہ کون ہے روزِ قیامت اللہ کے حضور شفاعت کرے۔ سوائے اس کے پیارے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ ماذون ہیں۔ آپ کو اذن دیا گیا ہے، آپ سے وعدہ کیا گیا ہے اور انبیاء شفاعت میں آپ کے معین ہوں گے۔ قرآن پاک میں بتوں کی شفاعت کا ابطال اور محبوبانِ خدا کی شفاعت کا اثبات ہے اور صدہا احادیث اس مضمون میں وارد ہیں۔ مگر صاحب تفویت الایمان سب کو چھوڑ کر انبیاء کی شفاعت کے انکار پر اڑا ہوا ہے۔ اور شفاعت انبیاء کو بے فائدہ بتاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کو کس قدر مخالفت اور کتنی ضد ہے۔ پھر جو آیت مشرکین اور بتوں کے حق میں تھی اس کو مومنین اور محبوبانِ خدا پر ڈھالنا بھی خارجیوں کا طریقہ ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ قول "کہ تمام زمین و آسمان میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ماننے اور اس کو پکارنے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ یہ قرآن پاک پر بہتان ہے اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔ قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں فرمایا گیا۔ اس جرأت و دلیری کو دیکھئے کہ قرآن شریف پر بہتان اٹھا دیا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۹۴ میں ہے لَیْسَ شَیْءٌ مِنْ

اَلعِصْیَانِ اَعْظَمَ مِنَ الْبُھْتَانِ کہ کوئی گناہ بہتان سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور بہتان بھی خدا پر اَلعیاذ باللہ تعالیٰ انکار شفاعت کا عقیدۂ فاسدہ وہابیہ نے فرقۂ ضالّہ معتزلہ سے لیا ہے چنانچہ مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۲ میں فرماتے ہیں:

وَتَقْیِیْدُ الْمُعْتَزِلَۃِ تِلْکَ الشَّفَاعَۃَ بِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ یَأْبیٰ تَخْصِیْصَہٗ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ وَعِنْدَھُمْ لَمَّا امْتَنَعَ الْعَفْوُ فَلَا فَائِدَۃَ فِی الشَّفَاعَۃِ وَاسْتَدَلُّوْا بِقَوْلِہٖ تَعَالیٰ فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ مَعَ اَنَّ الْاٰیَۃَ فِی الْکُفَّارِ بِاِجْمَاعِ الْمُفَسِّرِیْنَ عَلیٰ اَنَّ اَصْحٰبَنَا اِسْتَدَلُّوْا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ عَلیٰ ثُبُوْتِ الشَّفَاعَۃِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ لِاَنَّہٗ ذَکَرَ ذٰلِکَ فِیْ مَعْرِضِ التَّھْدِیْدِ لِلْکُفَّارِ وَلَوْ کَانَ لَا شَفَاعَۃَ لِغَیْرِ الْکُفَّارِ اَیْضًا لَمْ یَکُنْ لِتَخْصِیْصِ الْکُفَّارِ بِالذِّکْرِ فِیْ حَالِ تَقْبِیْحِ اَمْرِھِمْ مَعْنًی

یعنی معتزلہ کا اس شفاعت میں رفع درجات کی قید لگانا اہل کبائر کی تخصیص کے خلاف ہے۔ اور معتزلہ کے خیال میں چونکہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف نہیں کر سکتا اس لئے شفاعت بے فائدہ ہے وہ آیت فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ کو اپنی دلیل بناتے ہیں۔ باوجودیکہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں ہے۔ علاوہ بریں ہمارے حضرات نے اسی آیت سے مومنین کے لئے شفاعت کے ثابت ہونے پر استدلال فرمایا ہے کیونکہ یہ تہدید کفار کا مقام ہے۔ اگر غیر کفار کی بھی شفاعت نہ ہو تو کفار کی تخصیص کوئی معنیٰ نہ رکھے گی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب تقویت الایمان نے گمراہی کا یہ سبق فرقۂ معتزلہ سے سیکھا۔ اور جس طرح انھوں نے وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہے۔ مؤمنین پر چسپاں کی۔ اسی طرح انھوں نے وہ آیتیں جن میں کفار کی بدنصیبی کا ذکر ہے۔ مسلمانوں پر چسپاں کیں۔ البتہ معتزلہ سے اتنے اور آگے بڑھ گئے کہ انھوں نے صرف اہل کبائر کے عفو جرم کی نفی کے لئے شفاعت کا انکار کیا تھا۔ اور رفع درجات کے حق میں شفاعت کے قائل تھے۔ انھوں نے اتنا بھی گوارہ نہ کیا اور مطلقاً شفاعت کے لئے کوئی گنجائش نہ رکھی۔ صاف کہدیا کہ تمام آسمان و زمین میں

کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ کہ اُس کو ماننے اور اُس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے ان کا نمبر گمراہی میں معتزلہ سے بڑھا رہا۔

یہاں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ صاحب تقویت الایمان مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے قرآن پاک کے معانی میں کیسی کیسی تحریفیں کر رہا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ پر کیسے کیسے افترا اٹھا رہا ہے۔ شفاعت کا مسئلہ تو انشاء اللہ العزیز آئندہ شرح و بسط سے ذکر کیا جائے گا۔

قرآن پاک میں بتوں کے بالذات نافع و ضار ہونے کی نفی ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس آیت کے مطلب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ نے ان کو کچھ قدرت نہیں دی۔ باوجودیکہ آیت میں لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ وہ ان کو نہ نقصان پہنچائیں نہ نفع یعنی بُت بالذات نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور جو بالذات نفع نقصان نہیں پہنچا سکے وہ ہرگز معبود و مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ کسی طرح ان سے نفع، و نقصان مُتَصَوَّر ہی نہیں۔ کیونکہ اگر کسی سے نفع، نقصان پہنچے مگر وہ بالذات نہ پہنچا سکے بلکہ اس میں وہ حضرت قادر مطلق کا محتاج ہو تو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نفی نفع و ضرر بالذات کی ہے ورنہ نفع و ضرر باعتبار سببیت تو خود قرآن کریم نے بتوں کے لئے ثابت فرمایا ہے یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں ہے:

اسمٰعیل کی دوسری غلطی و تحریف۔

وَنَفْیُ الضَّرِّ وَالنَّفْعِ هُنَا عَنِ الْاَصْنَامِ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ وَاِثْبَاتُهُمَا لَهَا فِی الْحَجِّ فِیْ قَوْلِهٖ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ بِاعْتِبَارِ السَّبَبِ،

جمل جلد اول صفحہ ۴۰۲

غرضیکہ صاحب تقویت الایمان نے آیت کے معنیٰ میں طرح طرح کی غلطیاں کی ہیں۔ اس آیت کے ترجمہ میں اور مطلب میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے اور بھی کئی غلطیاں کی ہیں۔ کہاں تک شمار کی جائیں۔ اس کے بعد آیہ کریمہ نقل کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ

اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ ؕ

ترجمہ : اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں وَرے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں۔ پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں۔ ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بیشک اللہ حکم کرے گا۔ ان میں اس چیز میں کہ اختلاف ڈالتے ہیں۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو۔

یہ آیت کریمہ بھی کفار کے حق میں نازل ہوئی۔ اور بتوں کی پرستش میں جو ان کے باطل عذر تھے۔ اس میں ان کا ابطال کیا گیا۔ اس کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور بتوں کی بجائے بزرگانِ اسلام کے ساتھ توسل و شفاعت کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی تحریف اور اللہ تعالیٰ پر افتراء اور خارجیوں کی تقلید ہے۔ صاحب تقویۃ الایمان اس کا عادی ہوگیا۔ وہ ہر جگہ یہی فریب کاری کر کے مسلمانوں کو مشرک بناتا ہے۔ تمام تفاسیر میں اس آیت کو کفار کے حق میں نازل بتایا ہے

جلالین میں ہے :

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ (الاصنام) اَوْلِیَآءَ ھُمْ کُفَّارُ مَکَّۃَ

وہابیہ کے سردار مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ میں اس آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے۔

جبیر ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت تین قبیلوں عامر کنانہ اور بنی سلمہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو بتوں کو پوجتے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

اس غضب کا کیا ٹھکانا کہ جو آیت بت پوجنے والوں کے حق میں نازل ہو وہ مومنین پر چپکائی جائے۔ اس کے بعد تقویۃ الایمان میں ایک اور آیت لکھی ہے جو مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ ترجمہ: کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ

مولوی اشرف علی تھانوی کے قول میں بھی یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی

یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ؕ

میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کرسکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہدیں گے کہ اللہ ہی کیہ پھر کہاں سے خبطی ہوجاتے ہیں

(تقویت الایمان صفحہ ۸

صاحبِ تقویت الایمان کا خود اپنا ترجمہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز کا تصرف اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں یعنی اس قادرِ حکیم کے سوا کوئی بالذات متصرف نہیں وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کرسکتا یعنی جسے وہ ذلیل و خوار کرے اسے کوئی عزت و آسائش نہیں دے سکتا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے خود اپنے ترجمہ کا کہاں تک لحاظ کیا اور اس آیت سے جو نتیجے انھوں نے نکالے۔ ترجمہ ان کی کہاں تک تائید کرتا ہے۔ اب وہ نتیجے ملاحظہ کیجیے:۔

(۱) اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

(۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔

(۴) یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔

(۵) جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں

تقویت الایمان صفحہ ۸

اب اس کے متعلق آپ غور کیجیے۔ " (۱) اوروں کا ماننا محض خبط ہے ،، اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین و صحابہ و تابعین

تقویۃ الایمان میں قرآن مجید کی پہلی آیت کا ترجمہ اور اس کی تفسیر میں تحریف کر کے بتوں کا حکم مسلمانوں پر لگا دیا ہے۔

"وغیرہم سب سے قطع تعلق کرے۔ چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ" جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں۔ کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے۔ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

اسمٰعیل صاحب کے ان کلاموں کا حاصل یہ ہے کہ نہ انبیاء کو مانو۔ نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ جنت کو نہ دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو۔ پھر غضب یہ کہ پیغمبروں پر افترا کیا۔ کہ جتنے پیغمبر آئے وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانو اور اس کے سوا کسی کو نہ مانو۔ باوجودیکہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہو رہا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ط

والمحصنت ربع آخر

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی۔ اور اس کتاب پر جو پہلے نازل فرمائی اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کو اور رسولوں کو اور کتابوں کو اور قیامت کو ماننے کا حکم دیا اور جو نہ مانے اس کو انتہا کا گمراہ (کافر) فرمایا۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب قرآن پاک کے خلاف کہتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ اور پھر یہ طوفان بکنا کہ ہر رسول یہی حکم لایا۔ وہابیوں میں کون ہے جو بتائے کہ کون رسول یہ حکم لائے۔ جو شخص خدا اور رسول پر بہتان اٹھائے اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔ پھر خود آپ نے یہ کتاب تقویت الایمان کیوں تحریر کی۔ اس کو کون مانے گا۔ جب خدا کے سوا اور کا ماننا شرک ہے تو اسمٰعیل و تقویت الایمان کا ماننا کب جائز یہ بھی تو شرک ہوگا۔ جو لوگ مولوی اسمٰعیل و تقویت الایمان کو مانتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لئے اکسیر اعظم

قرآن پاک میں رسلین قرآن اور سابق کتب اور ملائکہ و قیامت کو ماننے کا حکم

تقویۃ الایمان کو ماننے والے قرآن کریم کے منکر ہیں

جانتے ہیں وہ سب تقویت الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خدا کے سوا اور کسی کو نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اور کسی کو قادر و متصرف بالذات نہ مانے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عبارت میں اس پر دلالت نہیں۔ علاوہ بریں یہ خود تقویت الایمان کی تصریح کے خلاف ہے۔ چنانچہ اس میں ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قوت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۱۱

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی اگر انبیاء و اولیاء کے لئے قدرت تصرف مانے جب بھی شرک تو یہ توجیہ بھی درست نہیں بیٹھتی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانے تو یہ بات بھی تقویت الایمان کی عبارت سے نہیں سمجھی جاتی۔ بلکہ اس سے اس کے خلاف ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو تقویت الایمان۔

" سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

تقویت الایمان صفحہ ۸

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک مشرک ہونے کے لئے کسی کو خدا یا معبود ماننا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ اللہ کا عابد بندہ اور مخلوق جانے جب بھی ابوجہل کی برابر مشرک ہو جاتا ہے۔

یہ توجیہ بھی بیکار گئی اور نتیجہ وہی رہا کہ خدا کے سوا کسی کو ماننا صاحب تقویت الایمان کے نزدیک درست نہیں خواہ اس کو معبود نہ جانے بہر حال تقویت الایمان کا یہ قول کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ بالکل باطل و خلاف شرع ہے۔

(۲) علیٰ ہذا القیاس مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ بالکل غلط اور قرآن کریم پر افترا ہے۔ آیت کریمہ میں یہ کہیں بھی نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اسی آیت میں کیا تمام قرآن پاک کی کسی آیت میں نہیں کسی حدیث میں نہیں۔ بلکہ یہ باطل مضمون بکثرت آیات و احادیث کے خلاف ہے جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب کے اوّل میں مُشرح ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ان کی پیش کی ہوئی آیت سورۂ مومنون سے ثابت نہیں۔ قرآن پاک پر افترا کرنے کی اس شخص کو بڑی جرأت ہے۔ اور لوگ اسی دھوکہ میں گمراہ ہوتے ہیں۔ کہ آیت لکھ کر اپنے تراشیدہ غلط و باطل مدعا کو اس کی طرف نسبت کر دیتا ہے عوام بیچارے سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن کا حکم ہے انھیں کیا خبر کہ مُفتری نے دل سے گھڑا اور فریب کاری سے قرآن شریف کی طرف نسبت کر دی۔ لطف یہ ہے کہ اس کا یہ مضمون خود اس کے اپنے ترجمہ سے بھی تو مُستفاد نہیں ہوتا۔ ترجمہ میں تو لکھا کہ اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جس سے ظاہر کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے مقابل ہو کر کوئی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حال میں بھی نہیں کر سکتا۔ نہ خدا کی مرضی سے نہ اس کے قدرت دینے سے۔ دیکھئے یہ کیسا دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فریب کاریوں سے بچائے۔ آمین۔ وہابیہ ان تحریفات سے بھی نہیں شرماتے۔ افسوس!

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب نے سورۂ مومنون کی اس آیت سے ایک یہ بھی نتیجہ نکالا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ تقویت الایمان صفحہ ۸

سُورۂ مؤمنون کی آیت اور خود مولوی اسمٰعیل کا لکھا ہوا ترجمہ خوب غور سے پڑھ لیجیئے۔ اس میں کہیں بھی یہ مضمون نہیں ہے جو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دل سے تراش کر بے دریغ قرآن پاک کی طرف منسوب کر دیا۔ اب رہی یہ بات کہ یہ مضمون صحیح ہے یا غلط اس کی نسبت اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ کفار میں وہ بھی تھے جو اپنے معبودان باطل کو معبود تو جانتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے رتبہ میں کم سمجھتے تھے اور وہ بھی تھے جو اپنے مزعوم شرکاء کو خدا کی برابر مانتے تھے۔ قرآن پاک میں ہر قسم کے مشرکین کا ابطال فرمایا گیا۔

(۴) تقویت الایمان میں اسی آیت سُورۂ مؤمنون کے فوائد میں یہ بھی درج کیا ہے کہ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ تقویت الایمان صفحہ ۸

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کفار بت پرستی تو کرتے نہ تھے بلکہ فقط بتوں کو پکارنا۔ ان کی منتیں ماننی، نذر و نیاز کرنی، ان کو وکیل و سفارشی سمجھنا فقط اتنی ہی باتوں پر قرآن پاک نے کفر و شرک کا حکم دیا۔ اب کوئی اسمٰعیل پرست بتائے کہ آیت سورۂ مؤمنون میں یہ مضمون کہاں ہے؟ اور اگر اس آیت میں نہیں ہے تو قرآن پاک میں اور کسی آیت میں دکھائے۔ قرآن پاک پر افترا کر کے تو اس شخص نے مذہب ہی بنایا ہے۔ ورنہ یہ بے دینی کس طرح چلتی باوجودیکہ آیت سے اوپر خود ہی سورۂ زُمر کی آیت مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى لکھ کر اس کا ترجمہ لکھا۔ کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اس لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں۔ اس آیت میں ان کا اصل شرک بتوں کا پوجنا ذکر فرمایا گیا۔ اور اس کے ساتھ بت پرستی کا یہ عذر باطل کہ حصول قرب کی نیت سے بت پرستی کرتے ہیں۔ ذکر فرمایا گیا۔ اس میں اسمٰعیل نے وَيَعْبُدُوْنَ سے آنکھ میچ کر یہ حکم کر دیا کہ وکیل و سفارشی جاننا ہی ان کا کفر و شرک تھا۔ تو کیا بتوں کی عبادت کرنا اسمٰعیل کے

نزدیک کفر و شرک نہیں۔ اس میں جہاں سورۂ مؤمنون کی آیت پر افترار ہے اور اپنے تراشیدہ مضمون کو خداوند عالم عزّ و علا کی طرف غلط منسوب کیا ہے۔ وہاں قرآن پاک کی صدہا آیتوں کا انکار بھی ہے جن میں مشرکین و کفار کے کفر و شرک بت پرستی متعدد الٰہ ماننے وغیرہ قبائح کا بیان ہے۔

(۵) مولوی اسمٰعیل کا یہ قول کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ یہ ایک دعویٰ ہے۔ اور قرآن پاک کی طرف اس کو نسبت کرنا خدائے پاک پر افترار ہے۔ نہ سورۂ مؤمنون کی آیت میں یہ مضمون نہ قرآن پاک کی کسی اور آیت میں نہ کسی حدیث میں نہ ائمہ دین کے کسی قول میں، مولوی اسمٰعیل کے اس قول سے اہل اللہ کو پکارنے والا ہستیں ماننے والا، نذر و نیاز کرنے والا اولیار انبیار کو شفیع سمجھنے والا، اور اس کے ساتھ ہی یہ اعتقاد کرنے والا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ معاذ اللہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے۔ تو کیا اس کے اعتقاد میں ابوجہل انبیار کو شفیع مانتا تھا۔ یا اہل اللہ کو پکارتا تھا۔ یا خاصانِ خدا کی نذر و نیاز کرتا تھا۔ کس طریقہ پر نذر و نیاز کرنے والے مسلمان ابوجہل کی برابر مشرک ہوگئے۔ دنیا بھر میں کوئی اسمٰعیلی وہابی بتائے توکہ اس کے امام کا یہ کلام کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ ندا کی بحث اوپر بہ تفصیل گذر چکی۔ اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہوگیا کہ اہل اللہ کو ندا کرنا شریعت نے جائز رکھا بلکہ بہت سے مقامات پر اس کا حکم کیا ہے۔ خود نماز میں حضور پر عرض سلام ندا کے ساتھ ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ تو اسمٰعیل کے عقیدے میں ہر نمازی مشرک ہے شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے اشعار ندائیہ نقل ہو چکے۔ تقویت الایمان کے اس اندھادھند حکم سے وہ سب لوگ ابوجہل کی برابر مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ان جناب کا یہ خود ساختہ حکم نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے، نہ کتب دینیہ سے بالکل سب کے مخالف شریعت طاہرہ کی تصریحات اور تمام علمائے دین کے کلام اور خود مولوی اسمٰعیل صاحب کے خاندانی بزرگوں کے کلام اس کے بطلان پر ناطق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ میں فرماتے ہیں ۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت اِمامین نمائندہ برآں فاتحہ وقل ودرود خواندن تبرک مے شود وخوردن بسیار خوب است ۔

فتاوئ عزیزیہ صفحہ ۵، ، مطبع مجتبائی دہلی

نیازِ امامین

اِمامین کی نیاز کا کھانا اور اس پر فاتحہ قل درود پڑھنا شاہ صاحب متبرک اور بہت خوب بتلاتے ہیں یہ وہی نیاز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ یہی حضرت کے زمانہ کے کفار کا کفر وشرک تھا ۔ اور جو کوئی یہ معاملہ کرے وہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے ۔ اسمٰعیل کے اعتقاد میں شاہ صاحب بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہیں ۔ پوچھو اسمٰعیل کے ماننے والوں سے کہ شاہ صاحب کو کیسا سمجھتے ہیں ۔ ابھی تک اسمٰعیل ہی کی طرفداری کئے جائیں گے ۔ یا شاہ صاحب کے کلام کو حق مان کر اس باطل کا رد اور اس کی کتابوں سے بیزاری ظاہر کریں گے ۔ اسی فتاوی میں شاہ صاحب فرماتے ہیں :

اگر گفتہ شود یا الٰہی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض را یا مانند آں طعام بخواہم داد فقراء را کہ بر دروازہ سید نفیس اند یا مانند آں یا خرید خواہم کرد بوریا ہائے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی آں مسجد یا دراہم خواہم داد برائے کسے کہ شعائر مسجد می کند از قسمے کہ در آں نفع فقراء باشد و نذر برائے خدا و ذکر نمودن شیخ جز ایں نیست کہ محل صرف نذر است برائے مستحقان نذر جائز است

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی میں نے تیرے لئے نذر کی ۔ اگر تو مریض کو تندرست کرے یا اس کی مثل تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا ۔ جو سید نفیس کے آستانہ پر رہتے ہیں یا مسجد کے لئے بوریا خریدوں گا ۔ یا اس مسجد کی روشنی کے لئے تیل یا اس کو روپے دوں گا ۔ جو مسجد کی خدمت کرے نذر خدا کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ مستحقوں پر نذر کے خرچ کرنے کا محل ہے ۔ نذر جائز ہے ۔ اولیاء کے آستانوں کے خدام کو نذریں دینا اور ان کو مصرف نذر ٹھہرانا

اور ایسی نذر جائز ہونا شاہ صاحب نے بیان فرمایا۔ یہی وہ چیز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس کے کفار کا یہی کفر و شرک تھا اور ایسا معاملہ کسی کے ساتھ بھی کرے تو آدمی ابوجہل کے برابر کا فرد مشرک ہو جاتا ہے۔ یہی ہے وہ نذر و منت جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے اور شاہ صاحب جائز بتا رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے یہ اپنی طرف سے نہیں فرمایا۔ بلکہ فقہاء کا ارشاد ہے جو شاہ صاحب نے زبانِ فارسی میں ادا فرمایا۔ بحرالرائق اور طحطاوی و شامی وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے۔

اِنْ قَالَ یَا اَللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْرَدَدْتَ غَائِبِیْ اَوْقَضَیْتَ حَاجَتِیْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَۃِ نَفِیْسَۃَ اَوِالْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ اِمَامِ الشَّافِعِیْ اَوِالْاِمَامِ اللَّیْثِ اَوْاَشْتَرِیْ حَصِیْرَ الْمَسَاجِدِ ھِمْ اَوْزَیْتًا لِوُقُوْدِھَا اَوْدَرَاھِمَ لِمَنْ یَّقُوْمُ بِشَعَائِرِھَا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ فَمَا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَذِکْرُ الشَّیْخِ اِنَّمَا ھُوَ مَحَلٌّ لِصَرْفِ النَّذْرِ لِمُسْتَحِقِّیْہِ الْقَاطِنِیْنَ بِرِبَاطِہٖ اَوْمَسْجِدِہٖ اَوْجَامِعِہٖ فَیَجُوْزُ بِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ

تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز ست مضائقہ نیست۔

فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۴۱

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصالِ ثواب کے ارادے سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ جائز ہے اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں۔ یہی اسمٰعیلی عقیدہ میں شرک ہے۔

پھر سنو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیار راہم خوردن
ازاں جائز ست۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۱۴۱

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پہ فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔ پوچھو! اسمٰعیلیوں سے بزرگوں کے نام کی فاتحہ آپ کے شرکی عقائد میں کیا حکم رکھتی ہے۔ پھر شاہ صاحب کے لئے کیا تمغہ تیار کیا ہے۔ یہ تو شاہ صاحب ہیں۔ ان کا کلام تو میں آپ کو اور بھی سناؤں گا۔ اب ایک عبارت مولوی اسمٰعیل کی بھی تو ملاحظہ فرمائیے جو صراطِ مستقیم میں لکھی ہے:

پنہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام وفاتحہ خوانی
خوب نیست۔ چہ ایں معنیٰ بہتر وافضل۔

یعنی یہ نہ سمجھے کہ مُردوں کو کھانا کھلانے اور فاتحہ خوانی کے ذریعہ سے
نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ معنیٰ بہتر اور افضل ہیں۔

صراطِ مستقیم مطبع ضیائی صفحہ ۷۳

اب تو اسمٰعیلی فاتحہ کے لئے بیکار جنگ نہ کریں گے۔ ان کے امام نے بھی اس کو بہتر وافضل مان لیا۔ مگر دریافت کرنا تو یہ ہے کہ اموات کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز سمجھ کر مولوی اسمٰعیل اپنی تقویت الایمان کے حکم سے شرک کے کس طبقہ میں پہنچے۔ کوئی صاحب یہ عذر نہ کریں کہ یہاں صرف فاتحہ کا ذکر کیا نذر و نیاز کا نہیں۔ اور شرک تو انھوں نے نذر و نیاز کو بتایا ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ خود مولوی اسمٰعیل نے اسی صراطِ مستقیم میں طے کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا واعراس و

نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست ۔

(صراطِ مستقیم صفحہ ۶۳)

یہاں تو صاف نذر و نیاز اموات کا ذکر ہے ۔ جس کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے ۔ اور اس کے کرنے والے کو ابوجہل کی برابر مشرک ٹھہرایا ہے ۔ یہاں مولوی اسمٰعیل اس کی خوبی میں شک و شبہ نہیں بتاتے ۔ تو فرمایئے اپنے حکم سے مومن ہے یا مشرک ۔ اور مشرک ہوئے تو فقط ابوجہل کی برابر یا فرعون و ہامان بلکہ ابلیس کی برابر کیونکہ فقط نذر و نیاز کرنے سے ابوجہل کی برابر مشرک بتا چکے ہیں ۔ اور یہاں تو نذر و نیاز کی ترغیب دے رہے ہیں اور اس کو خوب بتا رہے ہیں ۔ اور خوبی میں شک و شبہ لانے سے منع کر رہے ہیں تو تقویت الایمان کے لحاظ سے ابوجہل سے کئی درجے اور بڑھ گئے ابھی کیا ہے " صراطِ مستقیم " کی فصل دوم میں طریقہ چشتیہ کا بیان ملاحظہ کیجئے ۔ جہاں لکھتے ہیں ۔

صراطِ مستقیم میں فاتحہ کیلئے نماز کی طرح بیٹھنا اور بزرگوں کے توسل سے حاجت روائی چاہنا

اوّل طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید و بہ نیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید ۔

(صراطِ مستقیم صفحہ ۱۲۲ مطبع ضیائی)

یعنی پہلے طالب کو چاہیئے کہ باوضو دوزانو نماز کے طریقہ پر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حلِ مشکل کی دعا کرے دو ضربی ذکر شروع کرے ۔

اب اس تعلیم میں دیکھئے کتنی خوبیاں ہیں۔

(۱) قرآن، حدیث، صحابہ، تابعین، تبع تابعین سے یہ طریقہ ان ہیئات و تخصیصات کے ساتھ کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ وہابیہ کے مذہب کی بناء پر بدعت ہوا۔ اور مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔

(۲) مولوی اسمٰعیل نے خود لکھا ہے۔

کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں۔ کتنے بزرگوں کے قصوں کو دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲)

رسول سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے!

(تقویۃ الایمان صفحہ ۴)

لہٰذا اوروں کو ماننا محض خبط ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۸)

اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰)

کسی کی رسم و راہ کو ماننا اور اس کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ انھیں باتوں میں سے ہے، جو خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے۔ اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۴)

تقویۃ الایمان کی ان عبارات میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ علماء، مشائخ، بزرگانِ دین کسی کو نہ ماننا چاہیئے اور کسی کے حکم کو سند سمجھنا شرک ہے۔ اب اس میں خواہ امام ہوں یا مجتہد یا غوث یا قطب یا باپ دادا تقویۃ الایمان کے حکم سے سب کی نافرمانی فرض ہے۔ اور فرض بھی ایسا کہ نہ کرے تو شرک ایمان سے خارج۔ اس پر یہاں تک زور دیا ہے۔ کہ خود رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کو بھی احکامِ نبی سمجھ کر ماننا شرک بتایا ہے۔

مولوی اسمٰعیل کا اپنے قول سے بدعتی ہونا۔

تقویۃ الایمان کی رو سے مقربانِ بارگاہ اور باپ دادا سب کی نافرمانی کرنا فرض ہے جو نافرمانی نہ کرے وہ امام الوہابیہ کے نزدیک مشرک۔

چنانچہ لکھا ہے:

یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انھیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہدیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰)

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک پیغمبر علیہ السلام کا حکم ماننا شرک۔

جب رسول کی بات بھی اسمٰعیل کے نزدیک ماننے کے قابل نہیں۔ اور اس کو ماننے والا بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ تو اسمٰعیل کا یہ طریقہ چشتیہ نکالا ہوا کیوں شرک نہ ہوگا۔ اور اس کو منوانے کے لئے کتاب لکھنے والا مشرک گر یہ وہ احکام شرک ہیں۔ جو خود اسمٰعیل نے بڑے زوروں سے تقویۃ الایمان میں لکھے ہیں۔ اور صراط مستقیم کی عبارت سے خود اس کے ایدیہ جاری ہوگئے اور وہ اپنے ہی مقرر کردہ حکموں سے مشرک ہوا ہے کوئی جو اس کی حمایت کرے اور اس شرک سے اس کو بری ثابت کر سکے نہیں ہرگز نہیں ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را	تم نے دیکھا کہ پروانہ کے خون ناحق نے شمع کو
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند	اتنی بھی مہلت نہ دی کہ رات کو صبح بھی کرسکے

(۳) صراط مستقیم کی عبارت میں چشتی بزرگوں کے نام کی فاتحہ اور اس میں باوضو دوزانو بیٹھنے کا حکم اتنے ہی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ یہ بھی تصریح کہ نماز کے طریقہ پر بیٹھے۔ پوچھو تقویۃ الایمان سے کتنا ڈبل شرک ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

آداب سے کھڑے ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انھیں کاموں میں سے ہے۔ کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴) جہاں ادب سے کھڑے ہونا شرک ہو وہاں باادب دوزانو اور وہ بھی نماز کی طرح بیٹھنا کس طرح شرک نہ ہوگا ؎

محفل دعا میں دوزانو بیٹھنا اسمٰعیل دہلوی کو شرک سے بری ثابت کرے۔

(۴) مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم کی مذکورہ بالا عبارت میں فاتحہ کا حکم دے کر تو وہابیہ کی شیخی کرکری کی ہی تھی

اِس سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ کشود کار کی دعائیں نہایت گریہ زاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بزرگانِ چشت کا وسیلہ بنانے کا حکم دیا۔ یہ اس کے عقیدہ کا وہی شرک ہے۔ جس کو صفحہ ۸ والی عبارت میں لکھا ہے "کہ کسی کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا۔ گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں"،

اسمٰعیل دہلوی ابوجہل سے بڑا مشرک

اب تو خواجگانِ چشت کو صراطِ مستقیم میں اپنا وکیل و سفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی حکم سے ابوجہل کی برابر مشرک ہوا۔ مسلمانوں پر شرک کے جھوٹے حکم لگانے کا یہ وبال ہے، كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ (مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے) ان الفاظ پر تو غور فرمایئے کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے۔ یعنی خواہ وہ مسلمان انبیاء و اولیاء کو شفیع و سفارشی سمجھے تو بھی اسمٰعیل کے نزدیک ابوجہل کی برابر مشرک،

اس دشمنِ ایمان کو یہ تو نظر نہ آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں انبیاء و اولیاء کو شفیع سمجھنا کس نے بتایا۔ اور اس کا یہ حکمِ شرک کہاں تک پہونچا لیکن یہ بھی یاد نہ رہا کہ صراطِ مستقیم میں خود بھی اولیاء کو وکیل و سفارشی بنا چکا ہے۔ اور تفویت الایمان میں یہ حکم اپنے ہی اوپر دے چکا ہے۔ اب یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا جس کو اسمٰعیل نے تفویت الایمان میں کفر و شرک کہا ہے۔ خود اسمٰعیل اور اس کے بزرگوں کے قول سے بھی ثابت ہے۔ اور اس کا یہ حکمِ شرک بے دلیل و باطل، اب مسائل نذر و نیاز و شفاعت وغیرہ کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارتیں نقل کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ اسمٰعیل کی فریب کاری خوب واضح ہو جائے۔

نذر و نیاز و شفاعت سے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا فتویٰ

شاہ صاحب فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

حقیقت ایں نذر آنست کہ اہدائے ثواب طعام وانفاق و بذل مال بروح میت

کہ امریست مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی

الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ ایں نذر مستلزم می شود پس

حاصل ایں نذر آنست کہ آں کہ نسبت مثلاً اہدائے ثواب ہذا القدر الیٰ روح

فلاں وذکر ولی برائے تعیین عمل منذور ست نہ برائے مصرف ومصرف

ایشاں متوسلان آں ولی می باشد از اقارب وخدمہ وہم طریقاں

امثال ذٰلک وہمیں است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح

یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع

اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نذر کی حقیقت کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے۔ اور یہ امر سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سعد وغیرہ کی حدیث سے ثابت تو اس نذر کا حاصل طعام وغیرہ کی ایک مقدار معین کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے۔ اور ولی کا ذکر عمل منذور کی تعیین کے لئے ہے نہ مصرف کے لئے۔ مصرف اس نذر کرنے والوں کے نزدیک اس ولی کے اقارب اور خدام اور ان کے طریقے والے اور متوسلین ہیں۔ اور بلاشبہ نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے۔ اس کی ادا وفا واجب ہے۔ اس لئے کہ وہ شریعت میں قربت معتبرہ ہے۔

شاہ صاحب نے مسئلہ کو خوب حل فرمایا اور نذر کو جائز ہی نہیں بلکہ اس کی وفا کو واجب فرمایا۔ اور احادیث صحیحہ سے ثابت اور مسنون فرمایا۔ میاں اسمٰعیل یہ کہہ رہے ہیں کہ کفار کا یہی شرک تھا اور جو کوئی ایسا کرے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ تحقیق بالکل درست اور احادیث و فقہ کے بالکل مطابق ہے۔ مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں۔ ثواب اس کا کسی بزرگ کو

پہنچاتے ہیں۔ اور جس چیز کی نذر کی ہے۔ اس کو اس بزرگ کے خدام یا اعزا یا متوسلین یا متبعین یا ان کے طریقہ کے لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ سب شرع میں جائز ہے۔ اور اس کو شرک بتانا دین پر افترا اور مسلمانوں کی تکفیر ہے۔ اب اس کے ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے : عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِّنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۹۸

خلاصہ مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی۔ بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کیا وہاں مشرکین کا کوئی بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو۔ یا کفار کا کوئی میلا لگتا ہے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر پوری کرو!

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی مکان مخصوص یا خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیوں کہ نہ وہاں بت ہوتا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو نہ کفار کا میلہ۔

اب رہی یہ بات کہ اس عمل کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچانا بھی شرع میں درست ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک درست ہے۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت ام سعد کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے ثابت ہے اور اس حدیث کو خود مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں نقل کیا ہے اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے

ملاحظہ فرمایئے !

اموات کو ثواب پہنچانا۔

حضرت رسالتؐ پناہ سعد بن معاذ را بعد التماس ایشاں کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ و یارائے گفتن نیافت و اگر می یافت وصیتی میکرد۔ پس برائے وی اگر چیزے بکنم نفع بوی خواہد رسید فرمود چاہ بکن و بگو کہ ایں برائے مادرِ سعد است۔ (صراطِ مستقیم صفحہ ۶۳)

یعنی حضرت سعد بن معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے وفات پائی تو انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا۔ اگر ملتا تو وہ وصیت کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ کروں تو کیا انھیں نفع پہنچے گا۔ حضور نے فرمایا۔ کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے۔ اس کے بعد پھر مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

صراطِ مستقیم میں اموات کو ثواب پہنچانے کا ثبوت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از طرف برادر خود عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وفاتش بردہ آزاد کردند و بریں قیاس باید کرد سائر عبادات۔ پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب بروح کسے از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی ست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن ست۔

صراطِ مستقیم صفحہ ۶۴

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کئے۔ اور اس پر تمام عبادات کو قیاس کرنا چاہیئے۔ پس جو عبادت مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب گذرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ ضرور بہتر اور مستحسن ہے۔ اور ثواب پہنچانے کا طریقہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں، تیجہ، چالیسواں، عرس، نذر و نیاز سب کو جائز کر دیا۔

مولوی اسمٰعیل کے ارشاد سے گیارہویں، تیجہ، چالیسواں، عرس، نذر و نیاز جائز ہیں۔

جب ہر عبادت کا ایصالِ ثواب حدیث شریف سے ثابت ہے تو ذکر، تلاوت، صدقہ سب کا ایصالِ ثواب حدیث کے مطابق ہوا۔ اس کو بدعت کہنا ایک امر ثابت بالسنۃ کو بدعت بتانا اور اسمٰعیل کو بدعتی ٹھہرانا ہے۔ اور اسمٰعیل ان امور کو بدعت و شرک کہے تو وہ اپنے قول سے خود ملزم ہے۔ الحاصل نذر و نیاز منت کا جواز بدلائل واضحہ ثابت ہوا اور مخالف کو اس میں کوئی جائے گفتگو باقی نہ رہی۔

اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ نذر اللہ کے لئے ہو اور ایصالِ ثواب بزرگوں کی روح کو کیا جائے تو یہ درست ہے۔ دلائل سے ثابت ہے۔ اس میں کوئی جائے اعتراض نہیں ہے۔ مگر نذر عبادت ہے اولیاء کی طرف اس کی نسبت کرنا شرک ہے۔ کیونکہ اس عبادت کی نسبت غیر خدا کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کی گیارہویں۔ شیخ عبدالحق کا توشہ، بی بی صاحبہ کی صحنک، خواجہ صاحب کی دیگ، شاہ بوعلی قلندر کی سہ منی، اماموں کی نیاز کھچڑا، شربت، اس قسم کی نسبتوں کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کہا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے پر شرک کا حکم دینا بھی غلط خلافِ شرع اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک بنانا ہے۔ یہ تو کسی مسلمان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آتا کہ ہم ان بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں۔ یا اس نذر سے ان کا تقرب چاہتے ہیں۔ نہ کوئی مسلمان اس خیال کو گوارا کر سکتا ہے عوام اور جہال کے ذہن میں تو یہ معنی آتے بھی نہیں۔ وہابی کوشش کر کے سکھائیں۔ تب شاید کوئی اس شرکی معنی کو سمجھے۔ ہر مسلمان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ ایصالِ ثواب ان بزرگوں کے لئے ہے۔ اور اسی مناسبت سے وہ نسبت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس کی تفصیل فرما دی جو اوپر مذکور ہو چکی۔ اب رہی یہ بات کہ ایصالِ ثواب کے لحاظ سے بھی کسی چیز کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا شرک ہو یہ بالکل غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ امّ سعد کی حدیث جو خود اسمٰعیل نے صراطِ مستقیم میں نقل کی اور ابھی ذکر کی گئی ہے۔ خود اس میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنوئیں کی نسبت امّ سعد کی طرف

نذر کی نسبت بزرگوں کی طرف کرنے سے عبادت مقصود نہیں ہوتی۔

عبادتوں کی نسبت غیر خدا کی طرف۔

فرمائی جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے۔ چونکہ وہ بزرگوں میں بڑے درجہ
سعادت۔ یہ نسبت شرک ہوتی تو حدیث میں کیسے آتی۔ مولوی اسمٰعیل صراط مستقیم میں تو کہہ
گئے اس وقت انھیں نظر نہ آیا کہ میں کیا لکھتا ہوں یہ تو شرک ہے۔ وہ تقویۃ الایمان میں اس کو
ابوجہل کا سا شرک بتایا ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ایک ہی چیز کو ایک جگہ شرک بتانا دوسری
جگہ حدیث سے ثابت کرنا۔ کیسی حیاداری ہے پھر کہاں تک کوئی ذکر کرے گا۔ ایسی نسبت تو خود
قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ
ہدایت کہ صدقات فقراء و مساکین وغیرہ کے لئے ہیں۔ یہاں صدقات کی فقراء و مساکین کی
طرف نسبت ہو رہی ہے۔ کہو اسمٰعیل سے لائے تو اپنی تقویۃ الایمان ہے کچھ غیرت۔ اس سے
اور بڑھ کر سنئے۔ حج خاص عبادت ہے۔ قرآن پاک میں حج کی نسبت بیت اللہ کعبہ کی طرف
کی گئی ہے۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ۔ الخ۔ اور نماز عید، نماز جمعہ۔ نماز جنازہ۔ نماز خوف، نماز ظہر
نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء، نماز فجر وغیرہ میں نماز کی نسبت غیر خدا کی طرف ہیں تو کیا یہ سب
نمازیں شرک ہو گئیں۔ روزے رمضان کے، زکوٰۃ سونے کی، زکوٰۃ چاندی کی، زکوٰۃ مال کی،
زکوٰۃ گایوں کی، زکوٰۃ بکریوں کی، ان تمام عبادتوں کی نسبتیں بھی غیر خدا کی طرف ہیں۔ اور
صرف ہماری بول چال میں نہیں۔ بلکہ بکثرت احادیث میں تو کیا یہ سب شرک۔ اسمٰعیل تقویۃ
الایمان کی عینک سے تو سارا اسلام شرک ہی شرک نظر آئے گا۔ الحمد للہ کہ یہ خوب
واضح ہو گیا کہ مسلمان جو نذریں نیازیں کر کے بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں وہ
بے شبہ جائز و درست اور احادیث و آیات سے اس کا جواز ثابت اس کو شرک بتانے والا
گمراہ۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے زمانے میں میاں اسمٰعیل
خفیہ خفیہ لوگوں میں اپنے خیالات پھیلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق شاہ
صاحب کی خدمت میں سوال پیش کیا گیا۔ اور بت پرست اور عالم کے ایک مکالمہ کی شکل میں

میاں اسمٰعیل صاحب کے یہ خیالات شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا نہایت نفیس جواب دیا۔ جو ان کے فتاوے میں درج ہے۔ چونکہ شاہ صاحب کے جواب سے مولوی اسمٰعیل کی دھوکہ دہی کی پوری قلعی کھل جاتی ہے اس لئے وہ سوال و جواب یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ

اہل قبور سے استمداد اور بت پرستی میں فرق۔

سوال: بت پرستے مدد از بت میخواست عالمے منع کرد کہ شرک مکن بت پرست گفت کہ اگر شریک خدا دانستہ پرستش کنم البتہ شرک است واگر مخلوق فہمیدہ پرستش نمایم چگونہ شرک باشد۔ عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ کہ از غیر خدا مدد مجوئید، بت پرست گفت کہ بنی نوع انسان از یکدیگر چرا سوال می نمایند۔ عالم گفت کہ بنی نوع انسان زندہ اند از ایشاں سوال منع نیست و بتان تو مثل کنھیا و کالکا وغیرہ مردہ اند قدرت برہیچ چیزے ندارند۔ بت پرست گفت شما کہ از اہل قبور مدد و شفاعت مے طلبید باید کہ بر شما ہم شرک عائد شود القصہ ہرچہ مقصد و مراد شما از اہل قبور است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنھیا و کالکا است۔ بحسب ظاہر نہ قوت اہل قبور دارند نہ بت واگر مگوئی کہ بقوت باطن اہل قبور کشائش حالات می نمایند بلا ازبتان ہم روائی حاجات مے شود واگر مگوئید کہ بایشاں مے گوئیم کہ از خدا برائے ما شفاعت بخواہید من ہم ازبتان ہمیں استدعا دارم پس ہرگاہ کہ جواز

استمداد از اہلِ قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہند آمد۔

جواب

دریں سوال چندجا اشتباہ واقع شدہ۔ آں چندجا را خبردار باید شد آں گاہ بفضلِ الٰہی جواب سوال بخوبی واضح خواہد شد۔ اوّل آنکہ مدد خواستن چیزِ دیگر است و پرستش چیزِ دیگر است عوام مسلمین برخلافِ حکمِ شرع از اہلِ قبور مدد میخواہند و پرستش نمے کنند و بت پرستاں مدد ہم می خواہند و پرستش ہم می کنند پرستش آنست کہ سجدہ کند یا طواف نماید یا نام او را بطریق تقرب ورد سازد یا ذبح جانور بنام او کند یا خود را بندۂ فلانے بگوید و ہر کہ از مسلمانانِ جاہل با اہلِ قبور ایں چیز با لفعل آرد فی الفور کافر میگردد و از مسلمانی مے بر آید دوم آنکہ مدد خواستن دو طور مے باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر وگدا در مہماتِ خود مدد میجویند و عوام الناس از اولیاء دعا میخواہند کہ از جنابِ الٰہی فلاں مطلب ما را درخواست نماید ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است و دوم آنکہ باستقلال چیزے کہ مخصوص صفات بجنابِ الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باراں یا دفع امراض یا طولِ عمر و مانند ایں چیز با بے آنکہ دعا و سوال از جنابِ الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند ایں نوع استمداد حرام مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرۂ مسلمانان خارج مے شود بخلاف بت پرستاں کہ ہمیں نوع مدد را از معبودان باطل خود می خواہند و آں را جائز مے

شمارند و آنچه بت پرست گفت که من از هم بتانِ خود شفاعت میخواهم چنانچه
شما هم از پیغمبران و اولیا شفاعت میخواهید۔ پس دریں کلام هم دغل و تلبیس است
زیرا که بت پرستاں هرگز شفاعت نمی خواهند بلکه معنی شفاعت را نمے دانند
ونه در دل خود تصور مے کنند معنی شفاعت سفارش است و سفارش
آنست که کسے مطلبِ کسے را از غیر خود بعرض و معروض ادا سازد و بت
پرستان در وقت درخواست مطالب خود از بتاں نمے فهمند و نمے گویند
که سفارش ما بحضور پروردگار جل وعلا نمائید و مطلب ما را از جناب او
تعالیٰ بر آئید بلکه از بتان خود درخواست مطلب خود مے کنند و آنچه گفته
است که هرچه مقصد شما از اهل قبور است همان قسم مقصود من هم از صورت
انبیا و کاملاں است نیز خطا در خطا است زیرا که ارواح را تعلق به بدن
خود که در قبر مدفون است البتہ می باشد زیرا که مدتِ دراز دریں بدن
بوده اند و ایں ها قبور معبودان خود را تعظیم نے کنند بلکه از طرف خود صورتها
و سنگها و درختان و دریاها را قرار مے دهند که صورت فلانے است بجائے که
آں چیز را تعلق باں ارواح باشد یا بدن آنها در آنجا سوخته گردد و ایں
قرارداد افترائی را هیچ اثر نیست آرے حاجت روائے بندگان خالق اکبر
از راه رحمانیت خود باتمام مے فرماید آنها می فهمند که از طرف بتاں ایں فائده
حاصل شد. حق تعالیٰ که عالم الغیب والخفیات است حالات بندگان
خود را می داند و در زندگانی آں ها حاجت روائی منظور است از هر
طرف که مطلب خود خواهند مطلب ایشاں را بایشاں مے دهد چنانچه پدر
مشفق حاجت پسر خود را که صغیر السن است میداند و در وقتیکه از خدمت
گار [illegible] خود [illegible] مطلب باو میدهد حالانکه خدمتگار [illegible]

... ست حال بتاں بلکہ حال اہل قبور نیز موافق قاعدہ اہل اسلام آنچہ مرقوم شدہ کہ پس ہرگاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور ثابت شد بعض مسلمان ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہند آمد پس فرق درمیان استمداد از اہل قبور و پرستش سیتلا و مسانی بچند وجہ است اول آنکہ اہل قبور معلوم اند کہ صلحا و بزرگان بودند و سیتلا و مسانی موہوم محض اند وجود آنہا معلوم نیست بلکہ ظاہرا خیال بندی ایں مردم است و دوم آنکہ سیتلا و مسانی بر تقدیر وجود آنہا از قبیل ارواح خبیثہ شیاطین اند کہ کمر بایذائے خلق بستہ اند انہا را بارواح طیبہ انبیاء و اولیاء چہ مناسبت سوم آنکہ استمداد از اہل قبور بطریق دعا است کہ از جناب الٰہی عرض کردہ، مطلب ما برآرند و پرستش ایں چیزہا بنا بر اعتقاد و استقلال قدرت است کہ کفر محض است ۔

ترجمہ سوال

ایک بت پرست بت سے مدد مانگ رہا تھا۔ ایک عالم نے منع کیا کہ شرک مت کر بت پرست نے کہا کہ اگر خدا کا شریک جانکر پوجوں تو ضرور شرک ہے اور اگر مخلوق سمجھ کر پرستش کروں تو کیسے[1] شرک ہوگا۔ عالم نے کہا قرآن شریف میں بار بار آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد[2] مت مانگو

---

[1] یہ گفتگو پرستش میں ہے اور پرستش ہر طرح شرک ہے۔ پرستش کیلئے مخلوق جاننے کا عذر محض باطل بیکار ۱۲

[2] عالم وہابی کا یہ قول بھی غلط ہے۔ غیر خدا سے مطلق مدد چاہنے کی ممانعت متواتر تو کیا قرآن شریف میں ایک جگہ بھی نہیں آئی۔ ۱۲

بُت پرست نے کہا۔ انسان ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں۔ عالم نے کہا انسان زندہ ہیں اور ان سے سوال کرنا منع نہیں ہے اور تیرے بت مثل کنہیا، کالکا وغیرہ کے مردہ ہیں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے بت پرست نے کہا۔ تم قبر والوں سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو چاہیئے کہ تم پر بھی شرک عائد ہو۔

خلاصہ یہ کہ اہلِ قبور سے جو تمہارا مقصود و مراد ہے۔ ویسا ہی کالکا اور کنہیا کی تصویروں سے ہمارا مقصد ہے۔ ظاہری طور پر نہ قبر والے طاقت رکھتے ہیں۔ نہ بُت اگر کہو کہ قبر والے قوتِ باطن سے کشائش حالات کرتے ہیں تو بہت جگہ بتوں سے بھی حاجت روائی ہوتی ہے۔ اور اگر تم یہ کہو کہ ہم اہلِ قبور سے کہتے ہیں کہ خدا سے ہمارے لئے شفاعت کیجیئے تو ہم بھی بتوں سے ایسی استدعا کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اگر اہلِ قبور سے استمداد کا جواز ثابت ہو تو بعضے ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔

جواب

اس سوال میں چند جگہ اشتباہ واقع ہوا ہے اس سے خبردار رہنا چاہیئے تاکہ اللہ کے فضل سے سوال کا جواب اچھی طرح سمجھ میں آئے (۱) مدد چاہنا اور چیز ہے اور پرستش دوسری چیز۔ عام مسلمان خلاف شرع اہلِ قبور سے مدد چاہتے ہیں اور پرستش نہیں

لے وہابی عالم کا یہ قول بھی غلط نہ زندہ خدا کا شریک ہو سکتا ہے نہ مُردہ مستقل بالذات سمجھ کر مدد مانگنا دونوں سے ناجائز اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھنا کسی کو بھی شرک نہیں۔ اگرچہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت نہیں دی ہے۔ اس کی نسبت ایسا گمان کرے تو غلط ہوگا۔ ۱۲

لے اہلِ قبور سے مدد چاہنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک جائز ایک ناجائز، شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں ان کی تفصیل کی ہے اور ہم اوّل کتاب میں اس کی نقل کر چکے ہیں خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندہ یا مردے کسی کو بھی اللہ کے سوا قادر بالذات یا متصرف مستقل سمجھ کر مدد مانگے تو ناجائز و ممنوع اور اگر مدد الٰہی کا مظہر اور اس کا پیارا سمجھ کر مدد چاہے تو جائز۔ تفصیل کیلئے دیکھو ہماری اسی کتاب کا صفحہ از ۲۵ تا صفحہ ۳۰

کرتے ۔ بُت پرست[1] مدد بھی چاہتے ہیں اور پرستش بھی کرتے ہیں ۔ پرستش یہ کہ سجدہ[2] کرے یا طواف کرے یا اس کے نام کو بطریق تقرّب وِرد کرے ۔ یا اس کے نام پر جانور ذبح کرے یا اپنے آپ کو اس کا پجاری کہے ۔ اگر کوئی جاہل مسلمان اہل قبور کے ساتھ بھی ایسا کرے تو وہ فوراً کافر ہو جائے گا ۔ اور مسلمان ہونے سے باہر ہو جائے گا ۔ دوسرے مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے ۔ ایک یہ کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد ۔ ۔ ۔

---

[1] بت پرست بتوں کو معبود اور متصرّف بالذات جان کر مدد طلب کرتے ہیں ۔ اس لئے یہ شرک ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود اور متصرّف بالذات نہیں جانتے بلکہ وہ تمام مخلوق کو اللہ کا بندہ اور اس کا محتاج سمجھتے ہیں ۔ اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری حاجت عرض کر کے کار برآری کراتے ہیں ۔ یا اللہ تعالیٰ نے انھیں کسی کام کی طاقت دی ہے وہ کر دیتے ہیں ۔ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں ۔ چنانچہ شاہ صاحب عنقریب جائز ناجائز کی تفصیل فرما رہے ہیں ۔ [2] سجدہ اور طواف وغیرہ مطلقاً پرستش نہیں ہے ۔ بلکہ بنظرِ عبادت ہو تب تو شرک ہے چنانچہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی صفحہ ۲۲۴ سورۂ بقر میں فرماتے ہیں ۔ پیشانی را بزمین رسانیدن بدو طریق واقع مے شود یکے آنکہ برائے اداء حق عبودیت باشد و ایں قسم در جمیع ادیان جمیع ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع ست و ہیچ گاہ جائز نشدہ (الیٰ قولہ) دوم آنکہ برائے تکریم و تحیۃ باشد مانند سلام و سر خم کردن و ایں معنیٰ باختلاف رسوم و عادات و تبدیل ازمنہ و ولایات مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام * در قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشاں واقع شدہ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا و در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ عبادت شرک ہے کبھی کسی شریعت میں غیر خدا کے لئے جائز نہیں ہوا ۔ اور سجدۂ تحیۃ و تکریم شرک نہیں ۔ اس لئے پہلی شریعتوں میں جائز ہوا ۔ ہماری شریعت میں وہ بھی حرام ہے ۔ طواف کی نسبت شاہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب " اِنْتِبَاہ فِی سَلَاسِلِ اَولیَاءِ اللہ " میں فرمایا ۔ بعدہٗ ہفت کرت طواف کند دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست

مشکلات میں
چاہے۔ جیسے اُمرا و بادشاہ سے نوکر اور فقرا بھی مدد چاہتے ہیں۔ اور عوام الناس اولیا سے دعا چاہتے ہیں کہ جناب الٰہی میں ہماری حاجت عرض کیجئے۔ اس طرح کی مدد شرع میں زندہ اور مُردہ دونوں سے جائز ہے۔ دوسرا طریقہ مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں بالاستقلال جناب الٰہی کے ساتھ خاص ہیں جیسے بیٹا دینا یا مینہ برسانا۔ یا بیماری دور کرنا یا عمر دراز کرنا وغیرہ کسی مخلوق سے چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا و سوال کرنا نیت میں نہ ہو (یعنی یہ سمجھے کہ یہ چیزیں یہ بزرگ خود دے دیں گے) اس طرح کی مدد چاہنا حرام مطلق بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی زندہ یا مُردہ سے اس قسم کی مدد چاہے تو مسلمانوں کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا بخلاف بُت پرستوں کے کہ وہ اسی قسم کی مدد اپنے معبودانِ باطل سے چاہتے ہیں۔ اور اس کو جائز سمجھتے ہیں[1]۔ اور یہ بات جو بُت پرست نے کہی کہ میں بھی اپنے بتوں سے شفاعت چاہتا ہوں* یہ بڑے دھوکے اور فریب کی بات ہے۔ اس لئے کہ بُت پرست ہرگز شفاعت[2] نہیں چاہتے۔ بلکہ شفاعت کے معنیٰ تک نہیں جانتے۔ ان کے دلوں میں شفاعت کا تصور تک نہیں ہوتا۔ شفاعت کے معنیٰ سفارش ہیں اور سفارش یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے مطلب کو کسی اور کی خدمت میں عرض کرے۔ اور بُت پرست بتوں سے اپنے مطالب کی درخواست کے وقت یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ تم پروردگار بزرگ برتر کے حضور میں ہماری سفارش کر دو۔ اور

حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ: بکند بعدہٗ طرف پایاں رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند بگوید یارب بست ویک بار (انتباہ صفحہ ۱۰۰) یہاں شاہ صاحب عمل کشف قبور میں قبر کا طواف کرنے اور میت کے پاؤں کی طرف رخسارہ رکھنے کیلئے تعلیم دے رہے ہیں۔ اب وہابی بتائیں کہ تقویت الایمان کے حکم سے شاہ صاحب کو مشرک مانیں گے۔ یا تقویت الایمان کو باطل:

[1] اور مسلمان پہلی قسم کی مدد چاہتے ہیں جو جائز ہے اور شرک نہیں تو بُت پرستوں اور مسلمانوں میں بڑا فرق ہے ۱۲

[1] یہی بُت پرست والی بات مولوی اسمٰعیل تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔ ۱۲

[2] تو مولوی اسمٰعیل کا یہ قول بالکل غلط اور فریب کاری ہوا جو انھوں نے لکھا ہے کہ "کفار کا بھی کفر و شرک تھا کہ وہ بتوں کو اپنا وکیل و سفارشی جانتے تھے۔ ۱۲

* بُت پرست ہرگز شفاعت چاہتے ہی نہیں وہ تو شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے۔

ہماری مراد اللہ تعالیٰ سے پوری کرادو۔ بلکہ خاص اپنے بتوں سے مطلب کی درخواست کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا کہ اہلِ قبور سے جو تمہارا مقصد ہے۔ وہی ہمارا کالکا اور کنھیا کی تصویروں سے ہے۔ یہ بات بھی غلط در غلط ہے اس لئے کہ جو جسم قبروں میں دفن ہیں ان کی ارواح کو ان کے ساتھ ضرور تعلق رہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ روحیں مدت دراز تک ان جسموں میں رہی ہیں۔ اور بت پرست اپنے معبودوں کی قبروں کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے تصویروں اور پتھر اور درخت اور دریا قرار دیتے ہیں کہ فلاں کی صورت ہے بغیر اس کے کہ ان چیزوں کو ان روحوں کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہو۔ یا ان کے بدن وہاں جلے ہوں اس اِفترائی قرار داد میں کچھ اثر نہیں ہاں بندوں کا حاجت روا خالق اکبر ہے۔ جو اپنی رحمانیت سے ان کی مرادیں پوری کرتا ہے اور بت پرست نادان سمجھتے ہیں کہ یہ تمام فائدے بتوں نے پہنچائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اپنے بندوں کے حالات جانتا ہے۔ اس کو ان کی اس زندگی میں ان کی حاجت روائی منظور ہے۔ چاہے یہ اپنا مطلب کسی سے مانگیں مگر وہ دیتا ہے جیسے مشفق باپ اپنے چھوٹے بچے کی حاجت کو جانتا ہے۔ اور جب وہ بچہ خدمت گار یا دایہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہ چیز باپ دیدیتا ہے* ایسا ہی بتوں کا حال ہے بلکہ اہلِ اسلام کے قاعدے کے مطابق اہلِ قبور سے مانگنے والے کو بھی اللہ ہی دیتا ہے اور سائل نے جو یہ لکھا ہے کہ جب اہلِ قبور سے مدد چاہنی جائز ثابت ہوئی تو ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی وغیرہ کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ قبور سے مدد چاہنے اور سیتلا و مسانی کے پوجنے میں کئی وجہ سے فرق ہے اول یہ کہ اہلِ قبور صالحین اور بزرگ لوگ ہیں جن کے حالات خوب معلوم ہیں۔ اور سیتلا اور مسانی محض وہمی جن کی نسبت یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کبھی تھے بلکہ ظاہرا معلوم ہے کہ یہ سب ان لوگوں کی خیال بندی ہے۔ دوسری بات یہ کہ سیتلا اور مسانی کو اگر فرض بھی کیا جائے کہ وہ کبھی تھے تو وہ خبیث ارواح اور شیطانی وجود ہوں گے۔ جنہوں نے خلقِ خدا کی ایذا پر کمر باندھ رکھی ہے (جیسا کہ ہندوؤں کے اعتقاد سے ظاہر ہے)، ان کو انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں سے کیا

* حالانکہ خود گنگا اور دریا قدرت نہیں رکھتے

[illegible]

مناسبت [1] ۔

تیسری بات یہ ہے کہ اہلِ قبور سے مدد چاہنا بطریقِ دعا کے ہے کہ جنابِ الٰہی میں عرض کر کے ہماری حاجت روائی کرا دیجئے ۔ اور بتوں وغیرہ کی پرستش اس اعتقاد کی بنا پر ہے کہ وہ قادر مستقل ہیں اور یہ اعتقاد کفر خالص ہے ۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ مولوی اسمٰعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نذروں، نیازوں، منتوں کا ثواب بزرگانِ دین کو پہنچانا اور انھیں بارگاہ میں اپنا شفیع جاننا بالکل حق اور موافق شرع ہے ۔ مولوی اسمٰعیل کا اس کو شرک بتانا باطل اور گمراہی ہے ۔

عرض مرادات پہ حاجت طلبی کی نفی

شرک کے معنی :

مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کے معنیٰ لکھتے ہیں ۔

"شرک کے معنیٰ یہ ہیں ۔ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں ۔ اور اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ [1] کرنا اور اس کے نام کا جانور [2] کرنا اور اس کی منت [3] ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر [4] سمجھنا اور قدرت [5] و تصرف کا ثابت کرنا ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے ۔"

تقویت الایمان صفحہ ۸

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کے معنیٰ یہ قرار دیئے ہیں ۔ کہ ایسی چیزوں کا غیرِ خدا کے لئے کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہوں ۔ اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرائی ہوں ۔ تو جس میں یہ دونوں باتیں یا ان میں سے ایک بات نہ ہو وہ شرک نہ ہو گا ۔ اور ہر چیز کے شرک ہونے کے لئے ضروری ہو گا کہ اس کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے

---

[1] یہ تو حضرت شاہ صاحب کا ادب ہے ۔ اور تقویت الایمان والے نے تو ہر جگہ پاک بزرگوں کے ساتھ ان ناپاکوں ہی کا ذکر کیا ہے ۔ ۱۲

بندوں کے حق میں نشانِ بندگی ٹھہرایا ہو۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی مذکور نے جو مثالیں شرک کی لکھی ہیں ان میں خود اُس کے اپنے بیان کئے ہوئے معنیٰ بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ یہاں میں چھ چیزیں ذکر کیں ہیں۔ ایک سجدہ جس کو مطلقاً شرک قرار دیا ہے۔ باوجودیکہ سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک سجدۂ عبادت جو خدا کے سوا کسی کے لئے بھی کسی شریعت میں حلال نہیں ہوا۔ یہ سجدہ تو غیر خدا کے لئے کفر و شرک ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:

لِاَنَّ سُجُوْدَ الْعِبَادَۃِ لِغَیْرِ اللّٰہِ کُفْرٌ وَالْاَمْرُ لَا یَرِدُ بِالْکُفْرِ

(تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۴۲۶)

سجدۂ عبادت غیر خدا کے لئے کفر ہے

یعنی سجدۂ عبادت غیر خدا کے لئے کفر ہے اور کفر ہرگز مامور بہ نہیں ہوتا خداوند عالم اس کا حکم نہیں فرماتا۔ اللہ کے سوا جو شخص کسی کو بقصدِ عبادت سجدہ کرے وہ مشرک ہے دوسرا سجدہ تحیّت و تعظیم، یہ سجدہ بھی ہماری شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں حرام ہے۔ لیکن شرک و کفر نہیں اسی لئے پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ اگر کفر ہوتا تو کبھی جائز نہیں ہوسکتا۔ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ط یعنی یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے بھائیوں کے سجدہ کا قرآن پاک میں ذکر ہے وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ یہ سجدے تعظیمی ہیں۔ تفسیر لُبَابُ التّاویل میں ہے:

وَکَانَ سُجُوْدَ تَحِیَّۃٍ وَتَعْظِیْمٍ لَا سُجُوْدَ عِبَادَۃٍ کَسُجُوْدِ اِخْوَۃِ یُوْسُفَ۔ تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۸

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کا سجدہ، سجدۂ تعظیم و تحیت تھا سجدۂ عبادت نہ تھا۔ جیساکہ برادرانِ یوسف علیہ السلام کا سجدہ، سجدۂ تعظیم تھا سجدۂ عبادت نہ تھا

تفسیر کبیر میں ہے:

قَالَ قَتَادَةُ فِی قَوْلِهٖ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا كَانَتْ تَحِيَّةُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ سُجُوْدَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَعَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ مُعَاذًا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ سَجَدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ مَا هٰذَا قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ تَسْجُدُ لِعُظَمَائِهَا وَعُلَمَائِهَا وَرَأَيْتُ النَّصَارٰى تَسْجُدُ لِقِسِّيْسِهَا وَبَطَارِقَتِهَا قُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا تَحِيَّةُ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَذَبُوْا عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ

تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۲۷

یعنی قتادہ نے وخرّوا لہ سجدًا کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ اس زمانہ میں سجدہ کرنا لوگوں کے درمیان ایک تحیت و تعظیم تھی۔ اور صُہیب سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے آئے۔ انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور نے فرمایا: اے معاذ یہ کیا، عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ بولا یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت معہودہ مستمرہ نہیں، یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ یہ شرک ہے، نہ یہ فرمایا کہ تم نے سجدہ کیا یہ شرک ہوا از سرِنو اسلام لاؤ!

مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مطلقًا سجدہ شرک ہے۔ ان کے طور پر تمام ملائکہ مشرک برادرانِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرک اور خداوندِ عالم نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا۔، معاذ اللہ اس نے بھی شرک کا حکم دیا۔ موحِّد ہے تو اسمٰعیل کے نزدیک شیطان ہے۔ جس نے

خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس شیطانی توحید سے پناہ میں رکھے، آمین
اب اسمٰعیل اور اسمٰعیلیوں سے دریافت کیجئے۔ کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدۂ تعظیمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا۔ اور اپنے بندوں کے حق میں نشانِ بندگی ٹھہرایا۔ اور جب کوئی دلیل نہیں تو شرک کس طرح ہوا۔ محض تمہارے کہدینے سے کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بے دلیل تمہاری بات کا ماننا تقویۃ الایمان کے حکم سے خود شرک ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۹ میں لکھا ہے۔ اور مالک ٹھہراتے ہیں اور مولویوں اور درویشوں کو سوا اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲) مولوی اسمٰعیل نے شرک کی دوسری مثال لکھی ہے:

اور اس کے نام کا جانور کرنا۔ اس پر بھی دلیل قائم کرنا تھی کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا۔ مگر کوئی دلیل نہیں ہے محض اپنی رائے اور اپنا حکم اور وہ تقویۃ الایمان صفحہ ۹ کے حکم سے شرک مسئلہ بعونہ تعالیٰ ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ و ۷۰ میں بیان کر آئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کے نام کا جانور کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ بجائے تکبیر کے وقتِ ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے تو بے شک یہ ممنوع و حرام ہے مگر کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا۔ یہ مسلمانوں پر افتراء ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جانور کو وقتِ ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہدینا کہ یہ گائے زید کی ہے۔ یا عقیقہ کی ہے۔ یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ یہ سب شرک ہے۔ تو یہ حکم غلط اور باطل خلافِ شرع اور گائے یا جانور جائز حلال طیب۔

اور اس طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک تمام دنیا مشرک ہی مشرک ہوگی۔

(۳) اس کی منت ماننی یہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی تیسری مثال لکھی ہے
اس سے اگر یہ مراد ہو کہ نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب منظور ہو تو ایسا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ کسی مومن کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا۔ یہ مسلمانوں پر افتراء ہے۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ شے منذور کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا شرک ہے تو یہ غلط۔ بتاؤ اس کو کب اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا۔ اور اپنے بندوں کے حق میں کہاں نشانِ بندگی ٹھہرایا۔

اس مسئلہ کی تفصیل قریب ہی گذر چکی ہے۔

مشکل کے وقت کسی کو پکارنا

(۴) مشکل کے وقت پکارنا۔ تقویۃ الایمان میں شرک کی چوتھی مثال یہ لکھی ہے۔ ہم اس مسئلہ کو بوضاحت تمام اپنی اسی کتاب کے ص۲۱ سے ۲ تک لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔ مگر وہابی یہ یاد رکھیں کہ نذر و نیاز وغیرہ کو شرک بتا دینا تو سہل تھا۔ اس میں دین کے سوا اور کسی چیز کا نقصان نہ تھا۔ مگر مشکل کے وقت پکارنے کو شرک بتانے سے سخت مشکل پیش آئے گی کسی نے پکڑ کر پیٹنا شروع کیا۔ آپ پولیس کو یا اور کسی اپنے رفیق و معاون کو پکاریں تو شرک ہو جائے۔ چپ چاپ پٹتے رہیں۔ ؟ کیسے جاہلانہ خیال ہیں۔ رات دن اپنے حاجات و ضروریات کے لئے آدمی اپنے متعلقین و خدام کو پکارتا ہے تو اسمٰعیلی دین میں ساری دنیا ہی مشرک ہوئی

تقویۃ الایمان کا شرک ہر بزرگوں کو ہو جائے گا

اگر یہ کہے کہ زندوں کو پکارتے ہیں یہ شرک نہیں تو یہ سراسر باطل ہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہو۔ اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرائی ہو وہ سب کیلئے شرک ہے زندہ ہو یا مردہ کیا سجدہ عبادت مردہ کیلئے شرک ہے زندہ کیلئے نہیں، یہ کہاں کا دین ہے، اور مقبولانِ بارگاہ کو مردہ کون کہتا ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ راہِ خدا میں جان دینے والوں کو قرآنِ پاک زندہ کہتا ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ اور راہِ خدا میں جان دینے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ تو کیا اب مولوی اسمٰعیل اور ان کے متبعین شہداء کو مشکل کے وقت پکارنے کی اجازت دیں گے۔ جن کی حیات قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ اگر نہ دیں گے تو پھر اور کسی زندہ کا پکارنا کس دلیل سے جائز سمجھتے ہیں۔

(۵) ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔

(۶) اور قدرت و تصرّف ثابت کرنی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی پانچویں اور چھٹی مثالیں یہ دی ہیں۔ اور اپنے حسب عادت محض اپنی رائے سے اس کو شرک بتادیا ہے۔ نہ اس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل ہے نہ خود ان کی اپنی بیان کی ہوئی تعریفِ شرک اس پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر اور متصرف بالذات نہیں جانتا۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب باوجود اس کے بھی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا رہے ہیں۔ کیونکہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے علم وتصرف بعطائے الٰہی کے تمام مسلمان معتقد ہیں۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب بھی حکم شرک کو علم وتصرف ذاتی کے ساتھ خاص نہیں کرتے۔ بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں۔

اسمٰعیل کے نزدیک علم وقدرت عطائی کا اعتقاد بھی شرک ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۱۰

اس عبارت میں علم وقدرتِ عطائی کے اثبات کو بے دریغ شرک بتایا ہے تو ضرور مولوی اسمٰعیل کے نزدیک شرک کی تعریف اس پر صادق آتی ہوگی۔ اور شرک کی تعریف میں وہ کہتے ہیں کہ اس چیز کو اللہ نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا ہو تو ان کے نزدیک غیر کی تعلیم سے عالم ہونا اور غیر کے قدرت دینے سے متصرف ہونا ایسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے لئے خاص کی ہیں۔ اور معاذ اللہ ان کا مفروض خدا علم ذاتی نہیں رکھتا۔ دوسرے سے سیکھا ہوا ہے۔ اور قدرت ذاتی نہیں رکھتا۔ بندوں کی طرح دوسروں کے قدرت دینے سے تصرف کرسکتا ہے تو پوچھو وہابیوں سے کہ تمہارے اعتقاد میں وہ دوسرا کون ہے۔ جو خدا کو سکھاتا ہے اور اس کو قدرت دیتا ہے۔ کیا خدا کے لئے اور کوئی خدا تجویز کرلیا۔ تعالی اللہ عما یقول الظلمون یہ ہے ان بے دینوں کی سڑی ہوئی توحید یہ لوگ خدا کے بھی قائل نہیں۔ اس کو بھی عالم بالذات اور متصرف بالذات نہیں جانتے اور اپنے اس ناپاک اعتقاد پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ تف اس بے دینی پر پھر کسی کے لئے

وہابیوں کا فرضی خدا علم وقدرت ذاتی نہیں رکھتا۔

قدرت تصرّف ثابت کرنا اگر شرک ہو تو کوئی وہابی شرک سے نہ بچے کہ حکومت و سلطنت کے تصرّفات مانتا ہے۔ کفار و فسّاق کے تصرّفات کا قائل ہے۔ شیطان تک کے تصرّفات کا معتقد ہے۔ قرآن کریم اور احادیثِ شریفہ میں بیشمار مخلوق کے تصرّفات کا بیان ہے۔ شریعتِ طاہرہ نے جزا کا مدار بھی تصرّف پر رکھا ہے۔ بندہ اپنی خداداد قدرت و اختیار سے جو تصرّف کرتا ہے اسی پر اس کو جزا دی جاتی ہے۔ اور جو کام اس کی قدرت میں نہ ہو اور اختیار سے صادر نہ ہو اس پر کوئی گرفت نہیں۔ ان تمام تصرّفات کو مان کر ایک ایک وہابی کے ذمہ کروڑوں بلکہ بے شمار شرک نکلیں گے۔

اب رہی یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یعنی ہر جگہ اور ہر مقام کا علم رکھنا یہ شرع میں کسی کے لئے ثابت ہے یا نہیں۔ اس کو ملاحظہ فرمائیے!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝ — ایسے ہی دکھائے ہم نے (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائیں۔

قرآنِ حکیم کے بیان سے تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیشِ نظر اور ان کے روبرو حاضر ہیں۔ اور وہ ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ اسی کو تقویت الایمان والے نے شرک بتایا تھا۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے حدیث فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آں۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۲)

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی و کلی علوم حضور کو حاصل ہو گئے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کا احاطہ فرما لیا۔

سارا عالم حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے پیش نظر موجود ہے

حضرت شیخ نے اسی حدیث کی شرح کے آخر میں فرمایا۔ پس از اں دانست عالم را وحقائق آں را۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عالم اور عالم کے تمام حقائق کو جانا، اب پوچھو اسمٰعیل سے۔ سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ ذرہ ذرہ علم مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہے۔ تفویت الایمانی شرک کا منہ کالا ہو۔ جو آیات واحادیث کی ایسی بے دریغ مخالفت کرتا ہے۔ اسی اشعۃ اللمعات میں ہے:

حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجودات کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے

وبیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابداں ست۔ در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آنکہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر ست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ست در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر است۔ پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ مومنین کے پیش نظر اور عابدوں کے نور دیدہ ہیں۔ تمام حالات اور جملہ اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ انکشاف ونورانیت کا وجود اس حالت میں بیشتر اور قوی تر ہوتا ہے۔ اور بعض عرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہکر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ موجودات کے ذرّہ ذرّہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کیئے ہوئے ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس چاہئے کہ نمازی اس سے باخبر اور آگاہ رہے۔ تاکہ قرب کے انوار و معرفت کے اسرار سے فیضیاب ہو۔

حضرت شیخ محقق قدس سرہٗ کی اس تحقیق و تصریح سے ثابت ہوا کہ عرفاء کے نزدیک حقیقتِ محمدیہ موجودات کے ذرّہ ذرّہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں موجود ہے۔ تو اب کہیئے ہر جگہ موجود ہونا اور کس کو کہتے ہیں مگر ہر ذرّہ میں یہ جلوہ گری اللہ تعالیٰ کی عطا اور اسی کی مرضی سے ہے اور در حقیقت قدرتِ الٰہی کا ایک ظہورِ شان ہے۔ جس طرح آفتاب کی روشنی مشرق سے مغرب تک شہروں، قصبوں، قریوں، آبادیوں، ویرانوں، جنگلوں، پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں میں ہر مقام پر موجود ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت ہے۔ ناظر۔ عاقل اس سے سبقِ معرفت حاصل کرتا ہے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار — صاحبِ عقل و خرد کی نظر میں درختوں کے سبز پتوں
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار — میں ہر ہر پتّہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کا ایک دفتر ہے

مگر حضرت شیخ نے اپنی اس عبارت کے اوّل میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین مؤمنان است۔ اس عبارت سے جیسے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرکار دولتمدار سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ مومنین کی نظر کے سامنے ہیں۔ اور اہلِ ایمان کو یہ دولت ہمیشہ میسّر ہے۔ ایسے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دیدار اور حضور سے استفاضہ اور حصولِ برکت مؤمنین کا حصّہ ہے۔ بے دین، کور باطن، خفاش کی طرح آفتابِ نبوّت کے انوار سے محروم ہیں۔ اس لئے اگر کوئی تاریک باطن انکار کرے تو وہ اپنی نابینائی کی شہادت دیتا ہے۔ اس مسئلہ پر اور مزید دلائل و عبارات پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ اہلِ ایمان کے اطمینان کے لئے ان شاء اللہ العزیز اس قدر کافی ہے۔ اب ایک عبارت زمانۂ موجودہ

بے دین خفاش کی طرح آفتابِ نبوت کے انوار سے محروم ہیں۔

کے وہابیہ کی مایۂ ناز کتاب "المہند" ، کی بھی پیش کر دی جائے تاکہ دیوبندی صاحبوں کو معلوم ہو جائے کہ تقویت الایمان کے حکم سے وہ کیسے پکے مشرک ہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ احمد مالکی جن کا نام مہند میں القاب و آداب اور تعریف و توصیف کے ساتھ چھ سطروں میں لکھا ہے وہ اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں : جو اسی المہند میں چھپی ہے :

اَمَّا قُدُوْمُ رُوْحِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ بَعْضِ الْاَحْيَانِ لِبَعْضِ الْخَوَاصِ اَمْرٌ غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ وَمُعْتَقِدُ هٰذَا الْقَدْرِ لَا يُعَدُّ مُخْطِئًا لِكَوْنِهٖ اَمْرًا مُمْكِنًا فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ يَتَصَرَّفُ فِی الْكَوْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَيْفَ يَشَاءُ

المہند مطبوعہ عزیز المطابع میرٹھ صفحہ ۶۲

(اور اس کا ترجمہ بھی اسی میں اس طرح لکھا ہے)

پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں کچھ استبعاد نہیں۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے۔ اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر سر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا کیونکہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔"

اس عبارت میں حضور کی روح پاک کا تشریف لانا۔ قبر مبارک میں زندہ ہونا۔ تمام جہان میں باذنہ تعالیٰ اپنے حسب مرضی و خواہش تصرف کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی صاحبوں نے اس کو سند کے طور پر اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ یہ تمام باتیں تقویت الایمان کے خلاف ہیں۔ اور تصرف پر تو اس میں شد و مد کے ساتھ شرک کا حکم دیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ وہ تقویت الایمان کو مان کر اپنا مشرک ہونا قبول کریں گے یا تقویت الایمان کو باطل و ضلالت بتائیں گے۔ اگرچہ تصرف کا مسئلہ خود مخالفین کی نقل کی ہوئی عبارت سے بخوبی

ثابت ہوگیا۔ مگر مسلمانوں کے اطمینان کے لئے اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں جو اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:

وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عزوعلا در حیطۂ قدرت وتصرف وے بود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اشعۃ اللمعات جلد (۱) صفحہ ۳۳۷

اس عبارت سے جن وانس کے تمام ملک اور کل جہان کا بفضل الٰہی حضور کے قدرت وتصرف میں ہونا معلوم ہوا۔ اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا تھا۔

مولوی اسمٰعیل نے شرک کے معنیٰ کی توضیح میں جو چھ مثالیں پیش کی تھیں۔ ان کا تو حال معلوم ہوچکا ہے۔ اس کے بعد مولوی مذکور نے انبیاء واولیاء علیہم السلام کی شان عالی میں یہ گستاخانہ کلمہ لکھا ہے۔

اور اس بات میں اولیاء انبیاء اور جن وشیطان میں اور بھوت وپری میں کچھ فرق نہیں۔

تقویت الایمان صفحہ ۸

اولیاء انبیاء کا ذکر اور ذلیل ترین مخلوق اور مقہور بارگاہ الٰہی شیطان اور بھوت کے ساتھ اس بے ادبی سے مسلمانوں کے تو دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہوگئے ہیں۔ اگر ان کی نسبت کہدیا جائے کہ مولوی اسمٰعیل اور شیطان وبھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپے سے باہر ہوجائیں۔ لیکن انبیاء واولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء اولیاء علیہم السلام کے فضائل وکمالات کا انکار کریں اور مسلمانوں کو حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کی بناء پر مشرک بتائیں۔ اور اس مقصد کے لئے قرآن وحدیث اور ان کے معانی میں تحریف وتبدیل کریں۔ اور اپنی فرضی واختراعی توحید کے حیلہ سے مقبولان بارگاہ الٰہی

کی شان میں بے ادبی کے کلمے لکھیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے۔ وہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا رد فرمائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا کہیں الا ٰجانیں۔ ان کی پرستش کریں۔ تو وہ مالک الملک ان کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شانِ انبیاء علیہم السلام کے لیے ہلکا ہو۔ اپنی توحید کا بیان فرمائے۔ نصاریٰ کے بطلان کا اظہار کرے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت کے خلاف کوئی لفظ نہ ارشاد کرے وہ فرماتا تو حق تھا۔ وہ ان کا مالک و مولیٰ ہے مگر اسی نے تو انھیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ تقویت الایمان کی طرح کہیں یہ نہ فرمایا۔ کہ لے نصاریٰ پوجنا سب کا شرک ہے۔ اس بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بُت برابر ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ طرز اور یہ اندازِ گفتگو اپنے مقبولوں کے حق میں اللہ سبحانہٗ نے گوارہ نہ فرمایا۔ جو ان کا خالق و مالک ہے۔ تو اسمٰعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے۔ اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہو گئے جو یہ سب باتیں دیکھ کر اس کی حمایت کیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے ان چیزوں کی شمار کی ہے۔ جو ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لی ہیں۔ اور ان میں سے کسی چیز کو دوسرے کے لیے ثابت کرنا ان کے نزدیک شرک ہے۔ اب میں اختصار کی غرض سے انھیں ایک جدول میں لکھ کر اس کے مقابل مختصر جواب درج کرتا ہوں۔

یہ نہیں کہ نعوذ باللہ ان بارگاہ کی شان کو گھٹا کر ان کی تحقیر کریں اور اللہ رب العزت ان کی عظمت کا بیان فرمائے۔

فہرست شرکیاتِ وہابیہ مع جواب

نمبر شمار	۱۵ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔	مختصر جواب
۱	ہر جگہ حاضر وناظر رہنا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	اس کا جواب تفصیل ابھی گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے! صفحہ ۱۱۵ تا صفحہ ۱۲۱
۲	ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی تقویت الایمان (صفحہ ۱۰)	علم بالذات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کو کوئی دوسرے کے لئے ثابت نہیں کرتا۔ رہا علم عطائی وہ بعطائے الٰہی اس کے خاص بندوں کے لئے ثابت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص بتانا علم الٰہی کی توہین و تنقیص ہے اور اس کو غیر سے مکتسب کہنا ہے اور یہ کفر ہے۔ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا حدیث ترمذی میں ہے۔ حضور نے فرمایا: فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ میرے لئے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ اس کو شرک بتانا کھلی بے دینی و گمراہی ہے۔

نمبر	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کرلئے ہیں اور غیر اللہ کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
۳	کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لینا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)	یہ کونسی آیت یا حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا ہے۔ جس چیز کو دل میں آیا مُنہ اٹھا کر شرک کہدیا کسی دلیل کی ضرورت نہ ثبوت کی حاجت۔ ماں باپ رات دن اولاد کا نام اٹھتے بیٹھتے یعنی بکثرت لیا کرتے ہیں۔ آقا نوکروں کو ہر وقت پکارتے ہیں۔ دوست اپنے دوستوں کو ہر لحظہ یاد کرتے ہیں۔ اسمٰعیل کے نزدیک سب شرک ہے۔ اولاد اپنے باپ دادا کا ذکر کرتی اور نام لیتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا ایسا ذکر کرو جیسا اپنے باپ دادا کا کیا کرتے ہو۔ یعنی بکثرت اٹھتے بیٹھتے تو کیا تقویۃ الایمان والا قرآن کے اس حکم کو بھی شرک کہے گا۔ یہ ہے اس کا شرک جس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ نہ مخلوق نہ خالقِ جلّ وعلا۔
۴	دور و نزدیک سے پکارنا تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۔	یہ بھی شرک نہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا۔ بلکہ شرع مطہر نے ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہکر حضور علیہ

نمبر	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔	مختصر جواب
		الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے کی تعلیم دی۔ چاہے نمازی چین میں ہو یا جاپان میں ۔ روم میں ہو یا ایران میں۔ اور اس مسئلہ کی تحقیق اوّل کتاب میں گذر چکی۔
۵	بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی دینی دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرنا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	یہ بھی شرک نہیں نہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ بے دین خدا پر افترا کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اوّل کتاب میں بوضاحت تمام آچکا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا یہود حضرت سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رونق افروزِ عالم ہونے سے پہلے آپ کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے۔ قرآن پاک کے اس مضمون کو تقویت الایمان والا شرک بتا رہا ہے اور وہابی اس کی غلامی کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
۶	اس کے نام کا ختم پڑھے (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	کس آیت میں یا حدیث میں آیا ہے۔ کہ نام کا ختم پڑھنا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا۔ اور بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ ختم اسی کو تو کہتے ہیں کہ مشکل کے وقت کسی کے

	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کرلئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے ۔	مختصر جواب
		نام کا ورد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے وہ مشکل رفع فرما دیتا ہے ۔ یہ خود حدیث میں وارد ہے : قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَسُرَتْ عَلَیْہِ حَاجَۃٌ فَلْیُکْثِرْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَاِنَّہَا تَکْشِفُ الْھُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْکُرُوْبَ وَتُکْثِرُ الْاَرْزَاقَ وَتَقْضِی الْحَوَائِجَ (دلائل الخیرات مطبوعہ مطبع رزاقی کانپور صفحہ ۲) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر کوئی حاجت دشوار ہو اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے کیونکہ درود شریف غموں، فکروں اور کربتوں کو دور کرتا ہے اور رزق زیادہ کرتا ہے ۔ اور حاجت روا کرتا ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کا ختم ہے جو حدیث شریف میں تعلیم کیا گیا ۔ پھر ختم میں تو ایک محدود تعداد میں ذکر ہوتا ہے حضور کے ذکر کی کثرت تو اس سے بھی بدرجہا زیادہ مقتضائے ایمان ہے ۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲)

وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے ۔	**مختصر جواب**
	اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مُقتَضائے ایمان ہے اور کثرتِ ذکر مقتضائے محبت کہ حدیث شریف میں وارد ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اسی کا ذکر زیادہ کرتا ہے تو جو ایمان کامل رکھتا ہے وہ حضور کی محبت سب سے زیادہ رکھتا ہے، وہ حضور کا ذکر بہت کثرت سے کرتا ہے جلنے والے جلا کریں ۔ ایمان دار حضور ہی کے ذکر میں رہتے ہیں اور رہیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ شرک بتانے والوں کا منہ تو اللہ تعالیٰ نے کالا کر دیا ۔ یہ کثرتِ ذکر ہی سے جلتے ہیں ختم ہی کو روتے ہیں ۔ وہاں اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عبادتوں میں داخل کر دیا اذان ہے تو اس میں حضور کا ذکر، تکبیر ہے تو اس میں حضور کا ذکر، نماز ہے تو اس میں حضور کا ذکر تکبیر حضور پر عرض سلام حضور پر درود شریف، اب دشمنان ایمان نماز تکبیر اذان سب کو چھوڑیں ۔ ان کا فرضی شرک سب جگہ موجود ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے

مختصر جواب	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کرلئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	نمبر
اب وہابیوں سے ایک ور بات دریافت طلب ہے، وہ یہ کہ کبھی حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے نام کا ختم پڑھا ہے۔ ایسا ہو تو کوئی حدیث پیش کرو۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو کیا تمام صحابہ میں سے کسی میں بھی یہ نشانِ بندگی پایا نہیں گیا۔ اور اگر یہ نشانِ بندگی نہیں تو غیر کے لئے ایسا کرنا شرک کیسے ہوگیا۔ پڑھو تقویت الایمان کی تعریفِ شرک ،		
کیا یہ بھی خدا نے اپنے ساتھ خاص کیا۔ اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا۔ پوچھو وہابیوں سے کہ تم میں نشانِ بندگی پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو تم کیسے بندے ہو کر نشانِ بندگی سے بھی محروم ہوا ور اگر پایا جاتا ہے تو خدا کی صورت کا تصور کیا کرتے ہو۔ اس کے لئے صورت بھی گھڑ رکھی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؕ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے۔ اس کے لئے صورت ماننا کفر و بے دینی ہے۔ شرح عقائد میں ہے: وَلَا مُصَوَّرٌ اَیْ ذِیْ صُوْرَۃٍ وَّشَکْلٍ مِثْلَ صُوْرَۃِ الْاِنْسَانِ اَوِ الْفَرَسِ لِاَنَّ ذٰلِكَ مِنْ	اس کی صورت کا تصور باندھنا (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	۷

	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔	مختصر جواب
		خَوَاصِّ الْاَجْسَامِ تَحْصُلُ لَهَا بِوَاسِطَةِ الْكَمِّيَّاتِ وَالْكَيْفِيَّاتِ وَاِحَاطَةِ الْحُدُوْدِ وَالنِّهَايَاتِ ، (شرح عقائد نسفی مطبع محمدی صفحہ ۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ شکل وصورت نہیں رکھتا۔ جیسے کہ انسان یا فرس کہتے ہیں کیونکہ ذی صورت ہونا اجسام کے خواص میں سے ہے جو ان کو بواسطہ کمیات وکیفیات واحاطہ حدود ونہایات کے حاصل ہوتا ہے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے: وَكَذٰلِكَ مَنِ اعْتَرَفَ بِالٰهِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَوَحْدَانِيَّتِهٖ وَلٰكِنَّهُ اِعْتَقَدَ اَنَّهٗ غَيْرُ حَيٍّ اَوْ غَيْرُ قَدِيْمٍ وَاَنَّهٗ مُحْدَثٌ اَوْ مُصَوَّرٌ یعنی ایسے ہی وہ شخص کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے الٰہ ہونے اور اس کے واحد ہونے کا تو مقر ہو لیکن یہ اعتقاد رکھے کہ وہ حی وقدیم نہیں ہے یا محدث یا صورت والا ہے (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۴) کتب معتبرہ کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صورت ماننا کفر ہے۔ تو صورت کا تصور کرنا اس کے ساتھ کیسے خاص ہو سکتا ہے اور جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کہے وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے

وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
	نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کی صورت کے تصور باندھنے کو شرک بتانے سے اس شرک بتانے والے کا کفر لازم آتا ہے کہ اس نے خدا کے لئے بھی صورت تجویز کر دی۔ معاذ اللہ یہ تو ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ وہ خدا کے لئے صورتیں تجویز کرتے ہیں۔ اسلام اس کو روا نہیں رکھتا۔ مگر جاہل وہابی تعصب سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں ایسے آپے سے باہر ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صورت کا ثابت کرنا کفر ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ اب ثابت ہوا کہ اسمٰعیل کا یہ قول کہ کسی کی صورت کا تصور باندھنا شرک ہے مستلزم کفر ہے۔ اب دوسرے پہلو سے نظر ڈالئے۔ وہابیہ کے طور پر اسمٰعیل صاحب کے اس حکم سے کون کون مشرک ہوا دنیا میں ایسا کون شخص ہے جس نے عمر بھر کسی کا تصور نہ کیا ہو نہ باپ کا نہ بیٹے کا نہ عزیز و اقارب کا نہ دوست و احباب کا نہ دشمن کا نہ کسی شہر یا مکان کا یا باغ کا تو دنیا کا کوئی شخص کوئی فرد بشر اسمٰعیلی شرک سے نہیں بچ سکتا۔ سارا عالم مشرک بنا ڈالا، مثل مشہور ہے۔ ساون کے اندھے کو سب ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔ اسمٰعیل کو سارا جہان

نمبر	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب

مشرک ہی مشرک معلوم ہوتا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ اسمٰعیل صاحب کے خاندان کے قبلہ وکعبہ خاص طور پر اس جنگی حکم شرک کی زد میں آ گئے۔ اور تقویۃ الایمان نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو مشرک بنا ڈالا شاہ ولی اللہ صاحب قول جمیل میں فرماتے ہیں۔

وَاِذَا غَابَ الشَّیْخُ عَنْہُ یُخَیِّلُ صُوْرَتَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بِوَصْفِ الْمُحَبَّةِ وَالتَّعْظِیْمِ فَتُفِیْدُ صُوْرَتُہٗ مَا تُفِیْدُ صُحْبَتُہٗ۔ قول جمیل مطبع محمدی صفحہ ۵۵ فصل اشغال نقشبندیہ، **ترجمہ:** اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے۔ بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی۔ جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تصور شیخ کا طریقہ بتایا اور اس کو مفید ارشاد کیا۔ تقویۃ الایمان کے حکم سے یہ شرک ہے۔ اور صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی صفحہ ۴ میں مولوی اسمٰعیل نے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الرحمۃ کو قطب المحققین فخر العلماء المسلمین اعلمہم باللہ لکھا ہے۔ مشرک کو ایسا لکھ کر وہ آپ

مختصر جواب	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	بیان
کیا ہوا۔ ذرا وہابی سوچیں اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ محض کسی حوت کا تصور تو شرک نہیں بلکہ شرک جب ہے جبکہ اس کے ساتھ یہ اعتقاد ہو کہ تصور کرتے ہی اس کو خبر ہو جاتی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ پھر تصور کا ذکر بیکار تھا۔ ایسی حالت میں اس اعتقاد پر حکم کرنا تھا اور اس اعتقاد پر بھی شرک کا حکم صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کشف کردے تو کیا محال ہے۔ بلکہ بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا۔ اور آئندہ بھی ذکر کیا جائے گا۔ ہاں یہ اعتقاد بیشک شرک ہے کہ فلاں شخص بالذات عالم ہے۔ اور بے عطائے الٰہی خود بخود جانتا ہے۔ اسی طرح کسی کے لئے ایک ذرہ کا علم ثابت کرنا بھی شرک ہے۔ مگر کسی مسلمان کا یہ خیال نہیں مسلمانوں کی نسبت یہ کہنا ان پر افترا اور بہتان ہے۔		

تقویت الایمان میں شرکیات کی یہ فہرست تین حصوں میں بیان کی ہے۔ یہ پہلا حصہ تھا۔ اس میں جس قدر شرکیات بیان کئے ہیں۔ ہم نے سب نقل کئے اور ان کا حال ظاہر کر دیا البتہ جس بات کو انھوں نے مختلف عبارتوں میں بار بار مکرر کہا ہے۔ اس کو ہم نے ایک ہی مرتبہ لکھا۔ اور بے فائدہ تکرار سے پرہیز کیا۔ جیسے ایک مرتبہ انھوں نے لکھا ہے کہ ہر چیز

کی ہر وقت خبر رکھنی اور اس کو شرک قرار دیا۔ پھر اسی کو دوسری مرتبہ اس طرح لکھا کہ اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اس کو شرک بتایا۔ یہ ۲ دو عبارتیں ہیں۔ اور مضمون ایک ہے۔ اس کو ہم نے ایک ہی مرتبہ لکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جواب لکھ دیا ہے۔ اتنے شرک لکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں۔ اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیار واولیار سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

تفویت الایمان صفحہ ۱۰

اشراک فی العلم کے معنیٰ

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے بتایا کہ اوپر لکھی ہوئی باتیں (جو فہرست شرکیات میں نمبروار لکھی گئیں) سب شرک ہیں۔ اور اشراک فی العلم میں داخل ہیں۔ اور اشراک فی العلم کے معنیٰ یہ بیان کئے ہیں۔ کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا، اور آخر میں یہ تصریح کر دی کہ یہ علم کسی کے لئے بالذات ماننے یا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننے ہر طرح شرک ہے۔ اب غور فرمایئے کہ علم ذاتی کا اثبات غیر خدا کے لئے بے شک شرک ہے۔ اور اس میں یہ شرط نہیں کہ تمام چیزوں کا علم اس کے لئے ثابت کرے یا غائب کا جبھی شرک ہو بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی ثابت کرے تو بھی مشرک پھر خواہ وہ ذرہ سامنے ہی رکھا ہوا ہو۔ الحمد للہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں مانتا۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب حکم شرک کو علم ذاتی کے اعتقاد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ علم عطائی کے اعتقاد پر بھی شرک کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی

وہابیہ کے نزدیک غیر خدا کیلئے علم عطائی ماننا بھی شرک ہے

ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویت الایمان صفحہ ۱۰)

جب کسی کے لیئے علم عطائی یعنی غیر کا عطا کیا ہوا علم ثابت کرنا شرک ہوا اور اشراک فی العلم کے معنیٰ خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے اسی صفحہ میں یہ لکھے ہیں۔ کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا تو ان کے نزدیک ضرور خدا کا علم بھی عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا ہوگا اور یہ بیشک کفر ہے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں اللہ تعالیٰ کا علم بھی مُکتسب اور غیر سے حاصل کیا ہوا قرار دے دیا۔ اور خداوند عالم کو اس کے کمالات میں غیر کا محتاج ٹھہرایا۔ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یقیناً اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں۔ وہ غنی بالذات ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کتنے وسیع علم عطا فرمائے۔ اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے

اسمٰعیل کی زبان پر لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم عطائی اور غیر سے مکتسب ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے اس سلسلۂ شرکیات میں۔ دوسرا حصہ اشراک فی التَّصَرُّف کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

اسمٰعیل کی شرکیات کا دوسرا حصہ اشراک فی التصرف۔

دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا۔ اور روزی کی کشائش اور تنگی کرنی۔ اور تندرست اور بیمار کرنا۔ فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے۔ اور کسی انبیاء و اولیاء کی اور پیر و شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت

کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ و ۱۱

تصرف کے اقسام و احکام

نذر و نیاز کا مسئلہ تو ہم بیان کر چکے ہیں۔ صاحب تقویۃ الایمان نیاز و نذر کا ایسا دشمن ہے کہ بے موقع اس کا ذکر لے آتا ہے۔ یہاں کوئی موقع اس کا نہ تھا۔ تصرف سے بحث تھی مگر خوئے اور بہانہ درکار اس کے علاوہ مسئلہ صرف اتنا تھا۔ کہ غیر خدا کے لئے تصرف کرنا کیسا ہے۔ اس کو اتنا طول دیا۔ اور مارنا[۱] جلانا[۲]، روزی[۳] دینا، کشائش[۴] اور تنگی[۵] کرنا، تندرست[۶] اور بیمار[۷] کرنا، فتح و شکست[۸] دینا، اقبال[۹] و ادبار دینا، مرادیں[۱۰] پوری کرنا، حاجتیں[۱۱] بر لانا، بلائیں[۱۲] ٹالنا، مشکل[۱۳] میں دستگیری کرنا، برے[۱۴] وقت میں پہنچنا، اتنی باتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کیں۔ یہ سب تصرف میں آ گئی تھیں۔ ان کا جدا گانہ ذکر بیکار ہے۔ اب رہا ان کا شرک ہونا نہ ہونا اس کی حقیقت یہ ہے کہ تصرف (جس میں یہ سب باتیں آ گئیں) وہ دو طرح پر ہے ایک تصرف بالذات اور بالاستقلال وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ ایک ذرہ کو بے اس کے حکم کے کوئی جنبش نہیں دے سکتا۔ لہٰذا غیر کو متصرف بالذات سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ دوسری قسم کا تصرف بعطائے الٰہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے تصرف کرنا اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے۔ رات دن ہم دنیا میں تصرف کرتے رہتے ہیں کسی کو تکلیف دیتے ہیں کسی کو آرام پہنچاتے ہیں، کسی کو مارتے ہیں، کسی کو باندھتے ہیں، کسی پر سواری کرتے ہیں، کسی کو شکار کرتے ہیں، کسی کو کھا جاتے ہیں۔ یہ تمام تصرفات ہی تو ہیں ان کا انکار دیوانہ بھی تو نہ کرے گا۔ تو تمام عالم ہی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہوا۔ کیونکہ اس نے تقویۃ الایمان میں لکھ دیا کہ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یعنی

متصرف بالذات نہ جانے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھے جب بھی وہابیہ کے نزدیک مشرک۔ وہابی کو کوئی مار دے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فلاں نے مارا ہے یہ کہا اور تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہوا کہ غیر خدا کو مارنے والا سمجھتا ہے۔ وہابی بھوکا ہو اور کوئی دو روٹی دے کر اس کی حاجت برآری کرے تو وہابی انکار ہی کئے جائے گا۔ کبھی احسان نہ مانے گا کیونکہ اگر وہ ایک مرتبہ بھی یہ کہے کہ اس نے مجھے روٹی دی، میری حاجت برآری کی تو فوراً مشرک ہو جائے۔ مگر وہابی ان میں سے کسی بات کو شرک نہیں کہتے۔ رات دن اپنی تعلّیاں کیا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا اور نہیں سمجھتے کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے وہ مشرک ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویۃ الایمان والے کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے۔ وہ بد نصیب انبیاء و اولیاء محبوبانِ خدا کا دشمن ہے۔ ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے۔ مگر اس بدباطن کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم قرآنِ عظیم میں اپنے محبوبوں کے تصرفات کا بکثرت ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جو اسمٰعیل کے دادا پیر ہیں۔ آیۂ کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(حاشیہ: وہابی کا عکسی نزدیک سے مشرک ہو جانا)

تحقیق من گردانندہ ام در زمین خلیفہ را کہ خلافت من نماید در اشیائے زمین تصرف کند و چوں تصرف در اشیائے زمین بدون تصرف در اسباب آں اشیا کہ مربوط بآسمان ست متصور نیست پس ہر چند آں خلیفہ از عناصر زمین پیدا شود و در محل کون و فساد ساکن و مستقر گردد۔ اما در وے روحے آسمانی نیز خواہم دمید کہ بسبب آں روح بر ساکنان آسمان و موکلان کواکب نیز حکمرانی نماید و آں ہا را بکار خود مصروف سازد چنانچہ گویند

(حاشیہ: ٭تصرف کا ثبوت)

گفتہ سے

محمد مصطفیٰ ام ایک وقت ستی ہیں	مصطفیٰ جان رحمت کا فقیر ہوں میں مگر دیکھو کہ
کہ نا بہ تاملک بحکم برستارہ کنم	مستی کے وقت آسمان پر اترا تا اور ستارہ پر حکومت کرتا ہو

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے۔ اور تصرف بغیر اس کے متصور نہیں کہ ان کے اسباب میں جو آسمان کے ساتھ مربوط ہیں تصرف کرے اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہو اور محل کون و فساد میں سکونت کرے۔ لیکن اس میں آسمانی روح پھونکوں گا جس کے سبب سے وہ ساکنان آسمان و موکلان کواکب پر بھی حکمرانی کرے اور انھیں اپنے کام میں مصروف کرے۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس تفسیر میں خلیفہ کے لئے اشیائے زمین و آسمان میں تصرف اور ساکنان افلاک اور کواکب کے موکلوں پر حکمرانی ثابت کی۔ تقویت الایمان والے سے پوچھو کہ یہ دادا پیر کا کتنا بڑا ڈبل شرک ہے۔ ابھی کیا ہے۔ دل و جگر پھونک دینے والے جملے تو یہ ہیں۔ جو شاہ صاحب اس عبارت کے چند سطر بعد فرماتے ہیں:

باز او را قدرتے داد کہ نمونۂ قدرت خود است باں معنی کہ چنانکہ قدرت کاملہ الٰہی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابتۃ الآثار ست ہم چناں قدرت ایں خلیفہ بجمع و تفریق و تحلیل و ترکیب و حکایت و تصویر سبب مصنوعات بے شمار گردید۔

یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے۔ بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کے وجود کا سبب ہے۔ ایسے ہی اس خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق تحلیل و ترکیب اور حکایات و تصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔

شاہ صاحب اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

پس ذرہ جمیع صفات و آثار آنہا حکایت و انموذج صفات علیائے الٰہی گشت و معنی خلافت مستحقق شد۔ (تفسیر عزیزی صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ: پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا اور خلافت کے معنیٰ ثابت ہو گئے۔ پھر فرماتے ہیں:

و بایں علم شریف در ملکوت آسمان نیز تصرف کردن گرفت۔ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۹۸	ترجمہ: اور اس علم شریف سے آسمانی ملکوں میں بھی تصرف کرنے لگا۔

خلیفہ اللہ کا اختیار ساتوں آسمانوں پر اور ان کے فرشتوں پر

شاہ عبد العزیز صاحب کا عقیدہ دیوبندیوں کی شرک کاری

آسمان وزمین میں تصرف کی قدرت۔

شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

حقیقت خلافت چنانچہ در تفسیر مذکور شد استیفائے منافع عالم و تصرف در آنہاست و منافع عالم تماماً در دست ملائکہ است۔

ترجمہ: حقیقت خلافت عالم کے منافع کا استیفاء اور ان میں تصرف کرنا ہے۔ جیساکہ تفسیر میں مذکور ہوا۔ اور عالم کے منافع کل کے کل فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں۔

سورۂ بقر صفحہ ۲۰۲ تفسیر عزیزی،

اور ان کے والد دونوں مشرک۔ تقویۃ الایمان کے حکم سے شاہ صاحب

پھر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

احکام بشریت در شیخ دیدہ رم نکند و بے اعتقاد نشود بلکہ دست او را دست خدا شناشد و دست گیر طریقت انگارد (سورۂ بقر صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ پیر میں بشریت کے اوصاف دیکھ کر اس سے نہ بھاگے۔ اور بے اعتقاد نہ ہو۔ بلکہ اس کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ جانے اور طریقت کا دستگیر سمجھے،

شاہ صاحب کی ان عبارتوں سے مقبولان بارگاہِ حق کے مراتب علیا ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آسمانوں و زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی۔ لیکن تقویۃ الایمان کے حکم سے یہ بہت وزنی شرک ہے۔ اب وہابی صاحبان فرمائیں کہ تقویۃ الایمان کو مان کر شاہ صاحب کو مشرک کہیں گے۔ یا اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان کو بے دین سمجھیں گے۔ فیصلہ کریں شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ اطیب النغم کے اشعار اسی کتاب کے صفحہ ۵ میں نقل ہو چکے ہیں۔ جن میں شاہ صاحب موصوف نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء دافع مصیبت شفیع حاجت کہا ہے۔ آپ سے مدد مانگی ہے۔ عطاؤں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں بتائی ہیں۔ تصرف کا ایسا زبردست اعتقاد رکھ کر شاہ صاحب مشرک ہوئے یا تقویۃ الایمان والا گمراہ ہے۔ وہابی فیصلہ کریں۔ ہم نے اسی کتاب کے صفحہ ۶۵-۶۶ میں قرآن پاک

اور حدیث شریف سے مقربانِ بارگاہ کے تصرفات کا ذکر کیا ہے۔ مگر مصنف تقویت الایمان کو نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کا لحاظ مسلمانوں کو مشرک کہنے پر اڑا ہوا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ خود اس نے شرک کی جو تعریف کی ہے۔ یہاں وہ بھی صادق نہیں آتی اور انبیاء و اولیاء و دیگر مقربانِ بارگاہِ حق کی شان میں نہایت بے باکانہ گستاخانہ کلمات لکھتا ہے۔ اور اندھے معتقد قرآن و حدیث چھوڑ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

تصرف کے متعلق تقویت الایمان کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ کی عبارت تو ہم اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ میں نقل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسی کے متعلق اور چند مقامات کی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمایئے۔

تصرف کے متعلق مصنف تقویت الایمان کے اعتقادات

(۱) اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی (تقویت الایمان صفحہ ۸)

(۲) کوئی فرشتہ اور آدمی غلام سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا ہے (تقویت الایمان صفحہ ۹)

(۳) نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے۔ نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے۔ اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۰)

(۴) اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۸)

(۵) ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار (تقویت الایمان صفحہ ۲۹)

(۶) جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے (تقویت الایمان صفحہ ۳۲)

(۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویت الایمان صفحہ ۴۷)

اس قسم کی عبارات سے کتاب بھری پڑی ہے منقولہ بالا عبارتوں میں گستاخانہ بے ادبانہ طرز گفتگو کے علاوہ ساری مخلوق کے تصرف واختیار کا انکار کیا ہے ۔ وہ بھی اس طرح نہیں کہ کسی کو بالذات تصرف واختیار حاصل نہیں ۔ بلکہ صاف تصریح کی ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی ۔ تصرف بعطائے الٰہی کا انکار ہے ۔ اب تمام دنیا کے وہابی جمع ہو جائیں کہ یہ مضمون قرآن یا حدیث میں کہاں ہے کوئی ہمت کر کے ایک آیت یا ایک حدیث تو پیش کر دے مگر پیش کہاں سے کرے ۔ یہ مضمون آیات وحدیث میں کہاں ہے ۔ البتہ صدہا آیتوں اور حدیثوں کے خلاف ہے ۔ چند آیات پیش کی جاتی ہیں ۔

(۱) بیر تصرف بعطائے الٰہی کو شرک سمجھتے ہیں۔

پہلی آیت : اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد دلانے کے سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے :

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۔

پارہ ۷ ، رکوع ۵

اور جب تم بناتے مٹی سے پرندکی سی مورت میرے حکم سے پھر تم پھونک مارتے اس میں تو وہ زندہ ہو جاتی میرے حکم سے اور اچھا کر دیتے تم مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور جب تم نکالتے (قبروں سے) مردوں کو (زندہ کر کے میرے حکم سے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصرفات کا قرآن کریم میں ذکر

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باذنِ الٰہی پرند بنانا ۔ اور مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا ۔ مُردوں کو زندہ فرمانا مذکور ہے ۔ یہ کیسے بڑے اور کتنے عظیم تصرفات ہیں جن کے اسمٰعیل صاحب منکر ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی ۔ صاحب تقویت الایمان کے اس قول سے قرآنِ کریم کی اس آیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار لازم آتا ہے ۔

حضرت ذوالقرنین اور حضرت داؤد علیٰ نبینا علیہم السلام کے تصرفات کا بیان۔

دوسری آیت: ذوالقرنین کے حق میں ارشاد ہوا۔

اِنَّا مَکَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ پارہ ۱۶ رکوع ۲
ہم نے اس کو زمین میں قدرت دی اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

اس آیت پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی۔ اور خلق کو یا بادشاہوں کو جن سامانوں کی حاجت ہوتی ہے سب مرحمت ہوئے۔ جمل میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے۔

مَکَّنَّا لَهٗ اَمْرَهٗ مِنَ التَّصَرُّفِ فِیْهَا کَیْفَ یَشَاءُ
یعنی ہم نے اس کو زمین میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی۔ جیسے چاہے تصرف کرے۔

خداوند تعالیٰ تو اپنے بندوں کے لئے ایسے عظیم تصرفات ثابت فرماتا ہے مگر تقویت الایمان والا ایک نہیں مانتا۔ خداوند عالم اور قرآن پاک کی مخالفت پر اڑا ہوا ہے۔

تقویۃ الایمان کے قول سے آیات ورمعنٰی ایمان رکھا ٹھکرا دینا آتا ہے۔

تیسری آیت: حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے۔

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ۔ پارہ ۱۷ رکوع ۶
اور مسخر و مطیع کر دیا ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ کہ تسبیح کرتے اور پرندوں کو،

چوتھی آیت: انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ۔ پارہ ۲۲ رکوع ۷
اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا کہ حکم فرمایا۔ اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا۔

پانچویں آیت:

وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ
اور یاد کرو ہمارے بندہ داؤد صاحب قوت کو بیشک وہ رضائے الٰہی کی طرف، بڑا رجوع

بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ○ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ○

پارہ ۲۳ رکوع ۱۱

کرنیوالا ہے۔ بیشک ہم نے مسخر کیا۔ پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام و پگاہ اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اسکے فرمانبردار ہیں اور ہم نے اسکی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کو حکمت اور قول فیصل عطا فرمایا۔

ان آیتوں میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کا مسخر و مطیع فرمایا۔ اور آپ کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ اور آپ کو زبردست سلطنت عطا فرمائی۔ (تقویت الایمان والے) ان آیات کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور قرآن پاک کی مخالفت سے ڈریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطائے تصرفات

چھٹی آیت: حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ○ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ

پارہ ۱۷، رکوع ۵

اور مسخر کر دی ہم نے سلیمان کیلئے تیز ہوا کہ ان کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ اور ہم ہر چیز کے عالم ہیں۔ اور ہم نے شیطانوں میں سے ان کو مسخر کیا۔ جو سلیمان کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم ان کے حافظ تھے۔

ساتویں آیت:

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ط وَمَنْ

اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا مسخر فرما دی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ اور بہایا ہم نے اس کے لئے گداختہ تانبے کا چشمہ اور مسخر کر دیئے جنات میں سے وہ جو اس

يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ،

پارہ ۲۲ رکوع ۷

کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم (یعنی اطاعتِ سلیمان) سے عدول کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ (وہ جنات) اسکے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کی برابر لگن اور لنگر دار دیگیں (ف) تصویریں بنانا اس شریعت میں حرام نہ تھا۔

آٹھویں آیت :

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

پارہ ۲۳ رکوع ۱۱

حضرت سلیمان نے عرض کیا یا رب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو بیشک تو ہی ہے، بڑا عطا فرمانے والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کردیئے۔ ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک وسلطنت اس اقتدار وحکومت اس قدرت و تصرف کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی کہ ہوا ان کے بس میں کردی اور ان کے لئے مسخر فرمادی کہ ان کے حکم سے چلتی مہینوں کی منزلیں ساعتوں میں طے کرتی اور اور ان کے لئے مس گداختہ کے چشمے رواں کر دیے اور جنات اور دیو ان کے لئے مسخر فرمادیئے آپ نے ان کو کئی قسموں پر تقسیم فرمایا۔ بعض سے عمارت کا کام لیا۔ عجیب وغریب عمارتیں تعمیر کرائیں۔ بعض کو برتن اور ہتھیار بنانے کی خدمت پر مامور فرمایا۔ اور ایسے شاندار سامان تیار کرائے۔ جن سے دیکھنے والوں کو حیرت ہو۔ بعض کو غواصی پر مقرر فرمایا کہ سمندر کی تہ سے موتی

نکال کرائیں۔ اور جو شریر و فسادی تھے انھیں بیڑیاں ڈال کر مقید کیا کہ لوگ ان کے شر و ایذار سے امن میں رہیں۔ قرآن پاک یہ تصرف و اختیار ثابت کرتا ہے۔ کیا تقویت الایمان والے نے یہ آیتیں نہیں دیکھیں یا ان پر ایمان نہیں رکھتا۔ کس طرح کہتا ہے کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اس کے اس قول سے کتنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے تصرفات اور ان کے حکومت و اختیار کے ذکر و بیان سے قرآن پاک معمور ہے۔ صدہا آیتیں اس مدعا پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ یہاں آٹھ آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔ اب دو ایک آیتیں ملائکہ کے تصرفات کے متعلق بھی ملاحظہ فرمائیے!

نویں آیت: قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ

ان سے فرما دیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اس آیت میں بیان فرمایا کہ ملک الموت وفات دینے پر مقرر ہیں۔ وفات دینا تصرف ہے یا نہیں۔ اسی تصرف کا صاحب تقویت الایمان منکر ہے۔

دسویں آیت:

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ

پھر ان کی قسم جو جھڑک کر چلائیں۔

اس آیت میں ان ملائکہ کی قسم یاد فرمائی گئی جو ابر پر موکل ہیں۔ اور اس کو چلاتے ہیں ابر لانا لے جانا تصرف ہے۔ تقویت الایمان والا کس کس تصرف کا انکار کرے گا۔

گیارھویں آیت:

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا

قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور ان کی جو نرمی سے بند کھولیں۔ اور ان کی جو آسانی سے پھیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں پھر کام کی تدبیر کریں۔

پارہ ۳۰

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ملائکہ روحیں بھی قبض کرتے ہیں۔ اور تمام دنیوی امور کی تدبیریں بھی ان سے متعلق ہیں۔ کہئیے یہ عالم میں تصرف ہوا یا کچھ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کا ترجمہ یہ لکھا ہے: "ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں"، یہ ترجمہ کر کے مولوی اشرف علی بھی تقویۃ الایمان کی رو سے مشرک ہوئے کہ انھوں نے ملائکہ کو مدبّر اور عالم میں متصرف مانا۔

تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی مشرک اور ان کے ترجمہ قرآن میں شرک۔

اہلِ اسلام غور فرمائیں کہ صاحب تقویۃ الایمان کا تصرف بعطائے الٰہی کو شرک قرار دینا۔ قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے اور اس سے بکثرت آیات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار لازم آتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ کی جو عبارت اوپر نقل ہو چکی ہے۔ اس میں تصرف کی تفصیل میں مارنا، جلانا وغیرہ جو چودہ باتیں شرک کی بتائی تھیں۔ وہ سب آیات مذکورۂ بالا نے مقبولانِ بارگاہ حق کے لئے ثابت فرمائیں۔ بلکہ اس سے اور بدرجہا زیادہ اور فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا نے تو تمام عالم کے امور کی تدبیر پہ ملائکہ کا مؤکل ہونا ثابت فرما دیا۔ اب چند احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے!

حدیث (۱)

زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور کے دست اقدس میں ہیں۔

اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ، رواہ البخاری عن عقبۃ بن عامر (بخاری مجتبائی ج ۱ صفحہ ۵۰۸)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔"

پوچھو تقویۃ الایمان والے سے کچھ ہوئی خبر حضور کس کس چیز کے مالک و مختار ہیں زمین کے خزانوں کی کنجیاں پروردگار عالم نے حضور کو مرحمت فرما دیں۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و اختیار کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حدیث (۲)

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي اُتِيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي

مشکوٰۃ شریف صہ۵۱۲

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا" میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا۔ اور رعب سے میری نصرت فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں۔

انبیاء علیہم السّلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ خواب تو ظاہر میں ہوتا ہے۔ دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ

یعنی چشم مبارک آرام فرما ہیں اور دل منوّر بیدار،

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی خواب ناقض وضو نہیں۔ ان کی خواب سے ہماری نیند کو کیا نسبت ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بہرحال احادیث سے ثابت ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو دے دی گئیں۔ اور مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں۔

جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے۔ قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳)

اب تو انھیں بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ زمین کے خزانوں کے قفل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہیں۔ جب چاہیں کھولیں، جب چاہیں نہ کھولیں۔ یہ ہے حضور کا تصرّف واختیار اور اس سے ظاہر ہے اسمٰعیل کے اس قول ناپاک کا بطلان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک یا مختار نہیں اور اسی سے تقویۃ الایمان کے اس قول کا بطلان

ثابت ہوا۔ جو اس نے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے۔ کہ کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ نادان خزانچی کیسا خزانے ان کو عطا فرما دیئے گئے۔ آنکھ ہو تو دیکھ مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

حدیث (۳)

حضور کو دونوں خزانے سرخ و سفید عطا فرما دیئے گئے

اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید عطا فرما دیئے گئے۔"

یہی نہیں کہ صرف دنیا ہی کے خزانوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک بنایا گیا آخرت کے خزانوں کی کنجیاں بھی حضور کو عطا فرما دی گئیں۔ ترمذی و دارمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث (۴)

خزانۂ آخرت کی کنجیاں بھی حضور کو عطا ہوئیں

اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۴

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "کرامت اور مفاتیح (کنجیاں) اس روز میرے دستِ اقدس میں ہوں گی"۔

کچھ دیکھا دنیا و آخرت کی کنجیاں حضور کے دستِ مبارک میں ہیں۔

حدیث (۵)

حضور چاہیں تو سونے کے پہاڑ ساتھ چلیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ، مشکوٰۃ ص ۵۲۱

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہ میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے"۔

یہ ہے تصرف و اختیار، یہ ہے حکومت و اقتدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا جن سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑیں سروں پر خاک ڈالیں۔

حدیث (۶)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِی بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۱

دروازہ پہ آکر دروازہ کھلواؤں گا، خازن دریافت کرے گا۔ آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لئے مجھے حکم دیا گیا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

حدیث (۷) ترمذی نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔ مشکوٰۃ شریف ۵۱۳

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا" میں بروزِ قیامت کہ اولین و آخرین سب جمع ہوں گے، تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ فخر نہیں کہتا میرے ہی دست مبارک میں لواء الحمد ہوگا۔ فخر نہیں کہتا۔ اس دن آدم اور ان کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوگا۔"

یہ تو ایک ادنیٰ سی جھلک ہے۔ اس شانِ عالی کی جس کا آخرت میں ظہور ہوگا کہ تمام اولین و آخرین میں کوئی نہیں جس کے لئے پہلے جنت کا دروازہ کھلے خازنِ جنت حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتظار میں ہے۔ خلقِ خدا میں جو سب سے بہتر اور مقرب بارگاہ ہیں یعنی انبیاء علیہم السلام ان میں سے ہر ایک اسی آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہے۔ قربان اس شانِ سیادت اور اس سلطنت و اقتدار کے جو بعطائے حق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ عالم دنیا میں جو تصرفِ عام و اختیارِ تام حضور کو بعطائے الٰہی حاصل ہے۔ اس کا ثبوت تو اوپر احادیثِ معتبرہ سے پیش کیا گیا اب اس کے آثار کی دو ایک مثالیں بھی احادیث سے ذکر کر دی جائیں تاکہ مومنین کے ایمان تازہ ہوں اور منکرین کے قلوب جل بھن کر کباب ہو جائیں۔

حدیث (۸) عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۔ (رواہ مسلم)

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۴

سے مروی ہے کہ ہم نے جنگ حنین میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا صورت ایسی پیش آئی کہ اصحاب کے قدم اکھڑ گئے۔ اس وقت جب کافروں نے ہجوم کرکے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا آپ اپنی سواری سے اتر آئے اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے مونھوں پر ماری اور شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فرمایا ان میں سے ہر آفریدہ کی دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی اور پیٹھ دے کر بھاگے۔

حاشیہ: حضور نے ایک مشت خاک سے لشکر گراں کو ہزیمت دی۔

قربان اس تصرف خداداد کے کہ ایک مشت خاک سے لشکر گراں کو ہزیمت دی۔ اس کو کہتے ہیں فتح و شکست دینا۔ مسلمانوں کو فتح دی کفار کو شکست، اسی کو تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔

وہابیوں خدا اور رسول سے شرم کرو جس کا نام پاک محمد مصطفےٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اختیار کا یہ عالم ہے کہ تنہا ایک لشکر گراں کو ایک مشت خاک سے ہزیمت دیتا ہے تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر جو اس سلطان دارین کی شان میں یہ بکے کہ وہ کسی چیز کا مالک یا مختار نہیں،

حدیث (۹) حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کرکے اس کے کوٹھے سے گر پڑے۔ اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ فرماتے ہیں۔

حاشیہ: دست اقدس سے شفا مرحمت فرمانا

فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِىْ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ

میں اس کو عمامہ سے باندھ کر اپنے اصحاب کی طرف چلا۔ پھر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا، پاؤں

رِجلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا — دراز کر۔ میں نے دراز کیا۔ حضور نے دستِ مبارک پھیرا

فَكَانَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۰۳۲ — تو یہ حال ہوا کہ گویا کبھی دکھا بھی نہ تھا۔

سبحان اللہ دستِ مبارک پھیرنے سے پنڈلی جڑ گئی۔ اللہ رے تصرف اس کو کہتے ہیں یہ ہے تندرست کرنا۔ مراد پوری کرنا۔ حاجت برلانا۔ مشکل میں دستگیری کرنا۔ جس کو تقویۃ الایمان والے نے شرک بتایا ہے۔

حدیث (۱۰) ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سلمہ بن اکوع کو پیش آیا۔ کہ جنگ خیبر میں ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ فرماتے ہیں:

فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا

فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا — حضور نے تین مرتبہ دم فرمایا اس وقت تو شکایت ہوئی

اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ، مشکوٰۃ شریف ص۵۳۲ — نہیں۔

قابلِ غور یہ بات ہے کہ یہ حضرات زخمی ہو کر حضور کی خدمت میں کیوں حاضر ہوئے۔ بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے۔ زخمی معالجِ جراحات کو تلاش کرتا ہے۔ جنگ میں جو لوگ مجروحین کی خبرگیری کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کے پاس پہنچتا ہے۔ مگر یہ حضرات کہیں نہ گئے۔ سیدھے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علیٰ رغم انفِ وہابیہ ان حضرات کا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مراد پوری کرنا، حاجت برلانا، بلا ٹالنا، مشکل کے وقت دستگیری کرنا، تندرستی عطا فرمانا اپنے حبیب کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اسی لئے جب ٹانگ ٹوٹی مشکل رونما ہوئی۔ بلا میں مبتلا ہوئے، صحت کے حاجت مند ہوئے، تندرستی کی مراد دل میں لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور کے صدقہ سے دم کے دم میں شفا پائی۔ والحمد للہ

حدیث (۱۱) ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضور مجھ پر گذرے۔ شدتِ مرض میں اس وقت یہ دعا کر رہا تھا کہ یارب اگر وقت آگیا ہے تو مجھے موت کے ساتھ اس مرض کی تکلیف سے راحت دے۔ اور اگر ابھی زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگانی میں وسعت عطا فرما۔ اور اگر یہ مرض بلا ہے تو

حضور نے دستِ مبارک پھیر کے ٹوٹی پنڈلی جوڑ دی۔ صحابہ حاجت روائی کیلئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے تھے۔

صبر عنایت کر۔ حضور نے فرمایا تم کیا کہا تھے۔ میں نے وہ کلمے دُہرائے،

فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِاشْفِهٖ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي بَعْدُ، مشکوۃ شریف صفحہ ۵۶۵

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر ماری، فرمایا یارب اس کو عافیت فرما، یا شفا عطا فرما۔

حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس مرض کی مجھے کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی۔ عجب شان ہے کہ ٹھوکر سے بیمار کو تندرست کرتے ہیں۔ وہابی کو ٹیڑھی آنکھ سے شرک ہی شرک نظر آتا ہے۔ یہ حدیثیں انھیں نظر نہ آئیں۔

حدیث (۱۲) بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا۔ لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھاگل تھی۔ اس سے وضو فرمایا۔ صحابہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہیں۔ بجز حضور کی چھاگل کے۔

فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً مشکوۃ شریف صفحہ ۵۳۲

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں ڈالا تو انگشتہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا اور وہ کثرت پانی کی ہوئی کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کتنے صاحب تھے۔ فرمایا کہ اگر ہم لاکھ ہوتے تو سب کو کفایت کرتا۔ تھے ہم پندرہ سو ۱۵۰۰

یہ ہے مشکل میں دستگیری اور حاجت برآری سبحان اللہ۔ خزائن الٰہیہ اس طرح ہاتھ میں ہوتے ہیں کہ انگشت مبارک سے دریا جاری ہو رہے ہیں۔ یہ معجزات ہیں، دلیل نبوت ہیں کفار کو عاجز کر دیتے ہیں۔ مگر وہابی احادیث میں یہ سب کچھ دیکھ کر تصرف کا منکر ہی رہتا ہے۔

حدیث (۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں

ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا۔ جب قریب آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے اس نے عرض کی اور کون یہ گواہی دیتا ہے۔

(درخت کا خدمت اقدس میں حاضر ہوکر رسالت کی گواہی دینا)

قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا فَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۱

حضور نے فرمایا یہ درخت اور اس کو بلایا حضور وادی کے کنارے پر تھے۔ وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہوگیا۔ حضور نے اس درخت سے تین مرتبہ شہادت دلوائی۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور حضور اس کے رسول ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس گیا۔

حدیث (۱۴) امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں فرمایا کہ اس دلیل سے کہ میں اس درخت خرما کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضور نے اس کو بلایا۔

(خوشۂ خرما کا رسالت کی گواہی دینا)

فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ

مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۱

وہ درخت سے اترنے لگا۔ یہاں تک کہ حضور کی طرف گرا اور رسالت کی گواہی دی۔ پھر حضور نے اس کو واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی اسلام لے آیا۔

یہ ہیں تصرفات، خوشہ کو حکم دیا تو درخت سے اتر کر حاضر ہو۔ درخت کو ایماء ہو تو زمین چیرتا ہوا خدمت میں پہونچے اور حضور کے مرتبے کو پہچانے، رسالت کی شہادت دے۔

خوشہ اور درخت تو اس تصرف کا معترف ہو سکتا ہے۔ اعرابی یہ دیکھ کر اسلام لے آتا ہے مگر وہابی پر کچھ اثر نہیں وہ احادیث دیکھتا ہے اور منکر کا منکر رہتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ

حدیث (۱۵) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا۔ حضور کسی طرف روانہ ہوئے۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

جو پہاڑ اور درخت سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

(رواہ الترمذی) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۰

پہاڑوں، درختوں کا عرض سلام

حدیث (۱۶) حضرت محمد بن منکدر سے مروی ہے۔ کہ سرزمین روم میں حضرت سفینہ لشکر کی راہ بھول گئے۔ جنگل میں لشکر کو تلاش کرتے پھرتے تھے۔ کہ ایک شیر سامنے آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔

يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ

اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اور اس طرح راہ گم کردہ ہوں۔ یہ سنتے ہی شیر خوشامد کرتا سامنے آیا۔ اور آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جب کوئی کھٹکا ہوتا اس طرف متوجہ ہو جاتا پھر آپ کے پہلو میں آجاتا۔ اسی طرح شیر آپ کے ساتھ چلتا رہا یہانتک کہ لشکر میں پہنچے۔ پھر شیر واپس گیا

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۵

درندے غلامان حضور کی حفاظت و اطاعت کرتے ہیں۔

جانور بھی درندے مطیع ہوئے

یہ دیکھئے غلاموں کی حکومت کہ آقا کا نام لیا اور بجائے آزار پہنچانے کے محافظ بن گئے اور خدمت گار ہو گئے۔ یہ ہے مصطفائی اقتدار اور محمدی اختیار جس کا نام پاک محمد ہے۔ اس کے غلام شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔ تقویۃ الایمان والے دشمن دین نے کیسے کہا "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔"

حدیث (۱۷) ابو الجوزاء سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں قحط شدید ہوا خلق پریشان ہوئی۔ لوگوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًی اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ

حضور کی قبر مبارک سے ایک منفذ آسمان کی طرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا کیا تو بکثرت بارش ہوئی، سبزہ جما اور اتنی پیداوار ہوئی کہ اونٹ اس قدر موٹے ہو گئے کہ چربی کی کثرت سے کھالیں پھٹ گئیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا

قحط اور تنگی کی شکایت خیر القرون کے مسلمانوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی۔ تفویۃ الایمان والے کے نزدیک پہلا شرک تو یہی ہوا پھر حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو۔ بندے کا کیا اختیار۔ ایسا اعتقاد شرک ہے۔ بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی، اور قبر انور سے حاجت براری کی تلقین فرمائی اور تفویۃ ایمانی شرک کے پرخچے اڑا دیے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قبر اطہر سے وہ مدد ہوئی کہ فراخ حالی میں وہ سال مشہور ہو گیا۔ یہ تو سید کونین سلطانِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد تصرف و اختیار و قدرت و اقتدار کی ایک جھلک دکھائی گئی۔ سرکار ابد قرار کے کمالات کا احاطہ ناممکن ہے۔ حضرت خالد ابن الولید سے کہا گیا۔ صِفْ لَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہم سے حضور کے اوصاف بیان کیجیے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ اَمَّا اِنِّیْ اُفَصِّلُ فَلَا میں تفصیل بیان کر سکوں ممکن نہیں۔ حضرت علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب جلد رابع صفحہ ۸۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں لِاَنَّ صِفَاتَہٗ لَا یُمْکِنُ الْاِحَاطَۃُ بِھَا یہ اس لئے کہ آپ کی صفات کا احاطہ ممکن نہیں۔ اب ہم حضور کے غلاموں

کی شانِ تصرف و اختیار میں دو ایک حدیثیں دکھاتے ہیں۔

حدیث (۱۸) ترمذی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِّنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِىْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ

ترجمہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے ژولیدہ مو غبار آلودہ پرانے کپڑوں میں گذر کرنے والے ایسے ہیں جن کی طرف دنیا التفات بھی نہیں کرتی۔ اور لوگ حقارت سے انھیں خیال میں بھی نہیں لاتے مگر بارگاہِ الٰہی میں ان کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے فضل پر اعتماد کر کے قسم کھائیں کہ خدا ایسا کریگا اور ایسا ہوگا۔ تو خدا تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما کر انھیں صادق کر دیتا ہے۔ انھیں میں سے حضرت براء بن مالک ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

غلامانِ مصطفیٰ کی بارگاہِ خداوندی میں قدر و منزلت

اس سے معلوم ہوا کہ فقراء امت اور غلامانِ رسول گو ظاہر بینوں کی نظر میں حقیر ہوں۔ مگر بارگاہِ حق میں انھیں قبول حاصل ہے۔ کہ وہ جس امر پر قسم کھائیں خدا ویسا ہی کرے یہ تو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف ہیں۔ تقویت الایمان والوں نے کہہ دو! اس دربار کے غلاموں کے ایسے قدر اختیارات ہیں۔ وہ بدنصیب سرکار کے اختیار کا انکار کرتے ہیں ؎

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ دونوں جہان کی آبرو ہیں جسکو آپکے آستانہ کی خاک حاصل نہیں اسکے سر خاک ہو

حدیث (۱۹) شریح بن عبید سے مروی ہے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے:

اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ

یعنی ابدال شام میں رہتے ہیں یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقیٰ بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۲

دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے۔ ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابر ان کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انھیں کی مدد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انھیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

یہ برکت کچھ اہل شام کے ساتھ خاص نہیں۔ حدیث شریف میں اہل شام کا ذکر قرب و جوار کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے۔ ورنہ ان کی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے۔ خاص کر جو ان سے استعانت اور طلب مدد کرے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات جلد (۴) مطبوعہ کشوری، صفحہ ۵۵۰ میں فرماتے ہیں۔

وتخصیص باہل شام بجہت قرب و جوار و مزید ارتباط ایشاں خواہد بود والا برکت و نصرت ایشاں عالم را شامل است خصوصاً کسے کہ استنصار و استعانت کند از ایشاں۔

شام والوں کے ساتھ خاص کرنا نزدیکی و پڑوس اور ان کے مزید تعلق کی وجہ سے ہوگا ورنہ ان کی برکت و مدد تمام دنیا کو شامل ہے خاص کر ان کو جو ان سے طلب امداد کرے۔

اسی مضمون کی مؤید ہے وہ حدیث جو حاشیہ میں بحوالہ مرقات بروایت ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں: بِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یعنی انھیں کی بدولت اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے۔ اب تقویۃ الایمانی شرک کا مزاج پوچھئے روزی کی کشائش فتح و شکست دینا۔ بلا دفع کرنا سب حدیث شریف میں ابدال کے لئے ثابت فرمایا گیا۔ اب وہابی اپنے عقیدے سے توبہ کر کے تقویۃ الایمان کو آگ میں پھونکیں گے۔ یا معاذ اللہ قرآن و حدیث پر بھی شرک کا حکم جاری کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔ دو ایک عبارتیں اکابر علماء دین کی بھی دکھا دی جائیں۔

امام المحدثین حضرت علامہ احمد شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی حدیثیہ

ابدال کی برکت سے ابر و بارش اور دشمنوں پر فتح و ظفر اور دفع بلیات۔

ابدال کی برکت و نصرت تمام عالم کو شامل۔

میں فرماتے ہیں:

حضرت خلیل علیہ السلام سے شیخ ابو عبداللہ قرشی کی ملاقات اور حضرت کی دعا سے دفع قحط۔

نَقَلَ الْیَافِعِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنِ الشَّیْخِ الْکَبِیْرِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْقُرَشِیِّ اَنَّہٗ وَقَعَ بِمِصْرَ غَلَاءٌ کَبِیْرٌ فَتَوَجَّہَ لِلدُّعَاءِ بِرَفْعِہٖ فَقِیْلَ لَا تَدْعُ فَلَا یُسْمَعُ لِاَحَدٍ مِّنْکُمْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ دُعَاءٌ فَسَافَرْتُ اِلَی الشَّامِ فَلَمَّا وَصَلْتُ اِلٰی قَرِیْبِ ضَرِیْحِ الْخَلِیْلِ عَلَیْہِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ تَلَقَّانِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اجْعَلْ ضِیَافَتِیْ عِنْدَکَ الدُّعَاءَ لِاَھْلِ مِصْرَ فَدَعَا لَھُمْ فَفَرَّجَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ،

فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۲۱۲

امام یافعی وغیرہ نے شیخ کبیر ابو عبداللہ قرشی سے نقل کیا۔ کہ مصر میں بڑی گرانی واقع ہوئی۔ تو حضرت شیخ دعا کیلئے متوجہ ہوئے۔ اس پر آپ سے کہا گیا کہ تم دعا نہ کرو اس بارہ میں تم میں سے کسی کی دعا نہ سنی جائے گی، شیخ فرماتے ہیں۔ پھر میں نے شام کی طرف سفر کیا جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا۔ تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے خدا کے رسول حضور میری میزبانی و ضیافت میں اہل مصر کے لئے دعا فرما دیں۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ گرانی رفع فرما دی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی زیارت بھی خوش نصیبوں کو میسّر ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مدد بھی فرماتے ہیں۔ اور ان کی دعا کی برکت سے روزی کی کشائش ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ رَاَیْتُ ابْنَ الْعَرَبِیِّ صَرَّحَ بِمَا ذَکَرْنَاہُ مِنْ اَنَّہٗ لَا یَمْتَنِعُ رُؤْیَۃُ ذَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرُوْحِہٖ وَجَسَدِہٖ لِاَنَّہٗ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ

یعنی پھر میں نے حضرت شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی رویت روح و جسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں،

اَحْیَاءٌ رُدَّتْ اِلَیْہِمْ اَرْوَاحُہُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا وَاُذِنَ لَہُمْ فِی الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِہِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِی الْمَلَکُوْتِ الْعُلْوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ وَلَا مَانِعَ مِنْ اَنْ یَّرَاہُ کَثِیْرُوْنَ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ۔

اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہم السّلام زندہ ہیں۔ ان کی روحیں بعد قبض واپس فرما دی گئیں اور ان کو اپنی قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں۔ کہ ان کو بہت سے لوگ ایک وقت میں دیکھیں۔

فتاوی حدیثیہ صفحہ ۲۱۳

اس سے حضرات انبیاء علیہم السّلام کی حیات بھی ثابت ہوئی۔ عالم علوی و سفلی میں تصرف کا ماذون ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر ان کی زیارت ہو سکتی ہے۔ تقویت الایمان کے اس اقرار کا بطلان بھی واضح ہو گیا۔ جو اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نسبت لکھا ہے۔

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" (تقویت الایمان صفحہ ۵۸)

الحمدُ للہ کہ مسئلہ تصرف کی کماینبغی تحقیق ہو گئی۔ اور ثابت ہو گیا کہ تقویت الایمان کا حکم شرک قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام ائمہ کے مخالف اور باطل ہے۔ صاحب تقویت الایمان نے اپنے شرکیات کا تیسرا حصہ "اشراک فی العبادات" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں،

> تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ[۱] اور رکوع اور ہاتھ[۲] باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا۔ اور اس[۳] کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر[۴] کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیو کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور راستہ میں اس مالک کا نام پکارنا[۵] اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار[۶] سے بچنا اور اسی قید سے

حضرات انبیاء کی حیات اور ان کا ماذون فی التصرف ہونا اور بیک وقت چند مقامات پر ان کی زیارت۔

جا کر طواف[10] کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ[11] کرنا اور اس کی طرف[12] جانور لے جانے اور وہاں منتیں[13] مانی۔ اس پر غلاف[14] ڈالنا۔ اور اس[15] کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں[16] مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ[17] دینا اور اس کی دیوار[18] سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا۔ اور اس[19] کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد[20] روشنی کرنی اور اس کا مجاور[21] بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو[22] دینی اور روشنی[23] کرنی، فرش[24] بچھانا پانی پلانا[25]، وضو غسل[26] کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ اور اس کے کنوئیں کو تبرک[27] سمجھ کر پینا۔ بدن[28] پر ڈالنا، آپس[29] میں بانٹنا، غائبوں[30] کے واسطے لے جانا، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں[31] چلنا۔ اور اس کے گرد وپیش کے جنگل[32] کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار[33] نہ کرنا، درخت[34] نہ کاٹنا گھاس[35] نہ اکھاڑنا، مویشی نہ چگانا[36]۔ یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔ پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت یا پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے۔ ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ مراد مانگے۔ مجاور بن کر بیٹھے رہے۔ وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے۔ اور اسی قسم کی باتیں کرے۔ تو اس پر

شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو شرک فی العبادات کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

صاحب تقویت الایمان ایک بات کو بار بار کہنے کا عادی ہے۔ اس عبارت میں بھی بہت مکررات ہیں۔ اور بہت باتیں سابق میں کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ ان کا رد بلیغ ہو چکا ہے یہاں اس کل اس تمام یادہ گوئی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ غیر کی تعظیم شرک اگر وہ صاف ہی لکھ دیتا تو اس کو اس قدر طول گفتگو کی کوفت اٹھانی نہ پڑتی۔ اور اس کے اظہار بطلان اور رد کے لئے بھی اس قدر کہنا کافی ہوتا کہ یہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولان بارگاہ کی تعظیم کا حکم فرمایا: وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ اور أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اور بکثرت آیات و احادیث اس پر ناطق ہیں۔ مگر اس مطلب کو اس نے صاف نہ کہا۔ بلکہ یہ لکھا کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ عبادات بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں غیر کی عبادت پرستش یقیناً شرک ہے۔ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اِيَّاهُ یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ مگر صاحب تقویت الایمان کا یہ مطلب نہیں۔ اس کی عبارت میں بڑا فریب ہے، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ انسان کے افعال کی کبھی متعدد جہتیں ہوتی ہیں۔ اور ہر جہت پر حکم جداگانہ ہوتا ہے۔ ان جہات سے قطع نظر کرنا اور سب پر ایک حکم لگا دینا نہایت فریب اور اضلال عوام و گمراہ گری ہے۔ بلا اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرنا عبادت ہے۔ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ لیکن یہی ہجرت اگر حصول مال یا تزوج کی نیت سے ہو تو عبادت نہیں ہے نہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا

یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ (رواہ البخاری والمسلم)

ہجرت ترکِ وطن کا نام ہے۔ وہ ایک جہت سے عبادت ہے دوسری سے نہیں۔ لیکن عبادت نہ ہونے کی جہت سے اس کا شرک ہونا لازم نہیں۔ اسی لئے حدیث شریف میں اس کو شرک نہ فرمایا۔ اسی طرح مسجد میں اپنے آپ کو روکنا (اعتکاف) عبادت ہے۔ اگر اللہ کے لئے ہو۔ اور اگر اپنی کسی غرض دنیوی کے لئے مسجد میں پابندی سے رہا تو یہ عبادت نہ ہوگا۔ مگر اس سے مسجد میں رہنے کا شرک ہونا بھی لازم نہ آئے گا۔ نماز کے افعال دیکھئے۔ جن میں سے سجدہ رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تو صاحب تقویت الایمان نے ذکر کر دیا ہے۔ مگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا جیسے قومہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یا بیٹھنا جیسے بَیْنَ السَّجْدَتَیْن اور تشہد (التحیات) یہ بھی افعالِ نماز ہیں۔ ان کے عبادت ہونے میں شبہ نہیں۔ جس طرح سجدہ و رکوع و قیام نماز میں فرض ہیں۔ اسی طرح قعدۂ اخیرہ (بیٹھنا) بھی فرض ہے۔ یہ افعال عبادتاً غیرِ خدا کے لئے کرنا شرک اور اگر جہتِ عبادت پر نہ ہوں تو لزومِ شرک کا حکم باطل ورنہ ہر شخص مشرک ہو جائے۔ کیونکہ وہ کھڑا ہوا تو قومہ ہو گیا۔ بیٹھا تو قعدہ ہوا اٹھنا بیٹھنا بھی شرک سے خالی نہ ہوا اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تو شرک ہو جائے اور ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا شرک نہ ہو۔ جیسے وہ عبادت ہے ایسے ہی یہ بھی عبادت اور افعالِ نماز میں سے ہے۔ حدیثِ جبرئیل میں یوں ہے:۔

حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ وَوَضَعَ کَفَّیْهِ عَلٰی فَخِذَیْهِ	حضرت جبرئیل حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر بہ ہیئتِ نماز بیٹھے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۱

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شرک ہوا۔ معاذ اللہ ملائکہ معصوم ہیں۔ معصوم کا دربار ہے مگر چونکہ یہ بیٹھنا بروجہ عبادت نہیں۔ اس لئے شرک نہیں ہو سکتا۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یا اور افعال جو عبادتوں میں کئے جاتے ہیں جس حالت میں بروجہ عبادت نہ کئے

جائیں۔ جب بھی شرک ہو جائیں۔ لیکن اگر صاحب تفویت الایمان مسلہ صحیح لکھتا کہ یہ افعال بر وجہ عبادت غیر خدا کے لئے شرک ہیں۔ اور اگر دوسری جہت سے کئے جائیں تو شرک نہیں تو اس کا مُدعا حاصل نہ ہوتا۔ مقبولانِ بارگاہِ حق کی تعظیم سے جس کا وہ دشمن ہے خلق کو کس طرح روکتا وہ جانتا تھا کہ دنیا کے پردے پر کوئی مسلمان کسی بزرگ کے روبرو بہ قصد عبادت ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہوتا۔ پھر بر وجہ عبادت کی قید لگاتا تو مسلمانوں کو مشرک کس طرح ٹھہراتا۔ دربارِ اقدس میں دست بستہ بہ ہیئت نماز کھڑا ہونا ہم صفحہ ۴۲ میں ثابت کر چکے ہیں۔ اور خواجگانِ چشت کی فاتحہ کے لئے نماز کی طرح بیٹھنا خود صاحب تفویت الایمان نے صراطِ مستقیم میں لکھا ہے جو ہم صفحہ ۹۴ میں نقل کر چکے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے اس حکم سے خود مشرک ہو گیا۔ سجدہ وطواف کا حکم صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ میں اور سجدہ کی قسمیں اور ان کے احکام صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۳ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ صاحب تفویت الایمان سجدہ کو مطلقاً شرک کہتا ہے۔ اور ستم اس نے یہ کیا ہے کہ شرک مان کر پچھلی شریعتوں میں اس کے ثبوت کا قائل ہوا۔ گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا۔ اور انبیاء نے شرک کیا۔ معاذ اللہ اس کا یہ ملعون کفر تفویت الایمان کے صفحہ ۴۲ میں ملاحظہ کیجئے!

> جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے۔ جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا۔ اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کریں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہیئے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔ تفویت الایمان صفحہ ۴۳

طرز گفتگو تو دیکھئے کتنا شریفانہ ہے۔ خیر یہ تو ان کی تہذیب ہے۔ دیکھنا تو

یہ ہے کہ صاحب تقویت الایمان نے یہ تسلیم کیا۔ کہ فرشتوں نے حضرت آدم کو اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف علیہم السلام کو سجدہ کیا۔ یہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔ ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ میں کہتا ہوں ہماری شریعت میں جائز نہ ہونا اور بات ہے یہ تو تسلیم ہے کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو اور تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں سجدہ کو مطلقاً شرک کہا ہے۔ یہاں تک کہ صفحہ ۱۲ میں یہ لکھ دیا۔ کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

علیہما السلام

یقیناً ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہی سمجھ کر سجدہ کیا تھا کہ ہماری اس طرح کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو اسمٰعیل کے حکم سے یہ ان کا شرک ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تھا تو معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا۔ اور تمام فرشتے اور حضرت آدم اور اللہ تعالیٰ اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام سب اس بے دین کے نزدیک مشرک ہوئے۔ فقط اس کا پیر شیطان بچ رہا۔ لعنت ہے اس عقیدۂ ناپاک پر یہ ہے اسمٰعیلی شرک کی حقیقت۔ جس کی دہابیہ نے پکار مچا رکھی ہے۔ اسمٰعیل صاحب نے اسی سلسلۂ شرکیات میں کسی کے نام پر مال خرچ کرنا اور کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شمار کیا ہے دنیا میں ایسا تو کوئی مسلمان نہیں جو انفاق یا روزے سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کرتا ہو البتہ اموات کے ایصالِ ثواب کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ روزہ بھی رکھتے ہیں اور اس میں ان اموات کے نام بھی لیتے ہیں۔ جیسے حضور غوث اعظم کی گیارہویں، اور شاہ عبدالحق کا توشہ، ان بزرگوں کے نام لینے سے یہ مقصود ہے کہ اس عملِ خیر کا ثواب ان کی ارواح کو پہنچایا جاوے یہ حدیث سے ثابت ہے۔ امّ سعد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں انھیں اسمٰعیل صاحب کے صراط مستقیم کے حوالہ سے صفحہ ۱۰۰ میں نقل ہو چکی ہیں۔ فقط۔ انفاق اور روزہ ہی کیا۔ اسمٰعیل صاحب نے ہر عبادت کے ایصالِ ثواب

اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور حضرت آدم و حضرت یعقوب و حضرت یوسف و تمام فرشتے علیہم السلام مشرک ہیں۔ معاذ اللہ۔

کو جائز و مستحسن کہا ہے۔ صراط مستقیم صفحہ ۶۳ میں ہے۔ ہر عبادتے کہ از مسلمان ادا شود ثواب آں بروحے کسے از گذشتگان برسانند۔ پھر اسی کو شرک بتانا خود اپنے اوپر شرک کا حکم کرنا ہے۔

اس کے بعد تقویۃ الایمان میں کسی کے گھر کی طرف دور سے قصد کرنا سفر کرنا، شرک بتایا ہے۔ شرک کے یہ تمام احکام امام الوہابیہ کے طبعزاد ہیں۔ شریعت نے ان میں سے کسی کو شرک نہ فرمایا۔ اب مرید پیر کے گھر جائے تو مشرک، طالب علم استاد کے مکان پر جائے تو مشرک۔ محدثین نے تو ایک ایک حدیث کے لئے اپنے اساتذہ کے مکانوں کی طرف بڑے بڑے سفر کئے ہیں۔ خود صحابہ نے ایسے سفر فرمائے ہیں۔ اس بے دین کے شرک سے کوئی نہ بچیگا دنیوی ضرورتوں کے لئے احباب سے ملنے اعزار و اقارب کی زیارت کرنے۔ شادیوں میں شریک ہونے۔ تعزیت کرنے کے لئے لوگ رات دن دور دور کے سفر کرتے ہیں۔ شریعت نے یہ سفر جائز فرمائے۔ مگر تقویۃ الایمان کے حکم سے ساری دنیا مشرک تمام سفر شرک کہیں کوئی قصد کر کے گیا اور تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہوا۔ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا۔ نصاریٰ کے گھر کے قصد سے اس نے سفر کیا۔ یہ کتنا ڈبل شرک ہوا۔ مگر مقصود اس بے دین کا اس سفر کو شرک بتانا ہے۔ جو سرمایۂ سعادت و ذخیرۂ برکات ہے۔ یعنی بقصد زیارت مدینہ طیبہ کا سفر، چنانچہ لکھتا ہے۔

"کسی کی قبر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہونچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانا۔ اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا۔ وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنا یہ سب شرک کی

وہابی پر نامعقول باتیں کرنا فرض ورنہ مشرک۔

باتیں ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۴۵)

اب وہابی جہاں کہیں بھی سفر کریں تو شکار کرتے، درخت کاٹتے، گھاس اکھاڑتے پھرا کریں۔ ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائیں گے۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۱ میں نامعقول باتوں سے بچنے کو بھی شرک بتایا ہے۔ تو فرض ہوا کہ وہابی جب سفر کرے تو ضرور نامعقول باتیں کیا کرے ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائے گا۔ کمبختوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ جو ایسی بیہودہ کتاب کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

احادیث سے حضور پر نور کی زیارت کیلئے قصد کرکے حاضر ہونے کا بیان

اب احادیث ملاحظہ کیجئے۔ تو اس بے دینی کا بطلان ظاہر ہو اور معلوم ہو کہ معاند بدبخت زیارت روضۂ طاہرہ سے روکنے کے لئے یہ تمام بکواس کر رہا ہے۔

حدیث (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی۔ اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہو گئی۔

حدیث (۲) انھیں حضرت سے مروی ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ،

جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

حدیث (۳)

مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَدُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

جو میری زیارت کے لئے آیا اور بجز میری زیارت کے کسی حاجت و غرض کا اس نے قصد نہ کیا مجھ پر حق ہے کہ میں روز قیامت اس کا شفیع ہوں۔

روضہ مبارک کی زیارت کرنے والے کیلئے شفاعت ضروری۔

حدیث (۴)

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ
مشکوٰۃ شریف صہ ۲۴۱

جس نے حج کر کے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری حیات میں زیارت کی۔

روضۂ مبارک کی زیارت بعد وفات بھی زیارت ہی کی طرح ہے۔

حدیث (۵)

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جس نے کعبۂ معظمہ کا حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

زیارت نہ کرنے والے پر ظلم کرنے والا ہے

زیارت نہ کرنے والا بڑا ہی بد نصیب اور رسول اللہ کا ظالم ہے۔

یہ تمام حدیثیں امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۃ الوفا صفحہ ۴۱ و ۴۲ میں ذکر فرمائیں۔

حدیث (۶)

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مشکوٰۃ شریف صہ ۲۴۰

جس نے قصد کر کے میری زیارت کی وہ روز قیامت میری حفاظت و حمایت میں ہوگا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت روضۂ طاہرہ کے لئے قصد کر کے حاضر ہونا، اور اس سے دینی نفع کی توقع رکھنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔ اس شخص کے نزدیک قرآن و حدیث میں شرک ہی شرک ہے۔ معاذ اللہ آستانے کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو بھی شرک کہتا ہے۔ باوجودیکہ یہ آداب زیارت میں سے ہے۔ اور اس کا مفصل بیان صفحہ ۲۴ سے صفحہ ۴۴ تک گذر چکا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا۔ حرم کس نے بنایا۔ وہاں شکار کرنے، درخت کاٹنے، گھاس اکھاڑنے سے کس نے منع کیا۔ یہ جاہل بدلگام خاکش بدہن شرک کس کو کہہ رہا ہے

مدینہ شریف کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب۔ وہاں کا شکار نہ کرنا، گھاس نہ اکھاڑنا۔

حدیث (۷)

مسلم شریف کی حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۳۹

میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے مابین حرام کرتا ہوں۔ اس کے خار دار درختوں کا کاٹنا اور اس کا شکار کرنا۔

اسی کو تقویت الایمان میں شرک لکھا ہے۔ بے دینوں سے پوچھو کہ ان کے عقیدہ فاسدہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم بھی شرک ہے۔ تو پھر توحید کیا وہ شیطان سے سیکھیں گے۔ یہ تو ان بدنصیبوں کو کیا معلوم ہوگا کہ روضۂ طاہرہ کعبۂ مکرمہ بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ الْکَعْبَۃَ اَفْضَلُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ مَا عَدَا الضَّرِیْحَ الْاَقْدَسِ وَکَذَا الضَّرِیْحُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَدْ نَقَلَ الْقَاضِیْ عِیَاض وَغَیْرُہٗ الْاِجْمَاعَ عَلٰی تَفْضِیْلِہٖ حَتّٰی عَلَی الْکَعْبَۃِ وَاَنَّ الْخِلَافَ فِیْمَا عَدَاہُ وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَقِیْلِ الْحَنْبَلِیْ اَنَّ تِلْکَ الْبُقْعَۃَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَقَدْ وَافَقَہُ السَّادَۃُ الْبَکْرِیُّوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ

یعنی کعبہ شریف شہر مدینہ سے افضل ہے سوائے روضہ مبارکہ کے اور روضۂ مبارکہ مسجد حرام سے افضل ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ روضۂ انور کعبہ شریف سے بھی افضل ہے۔ خلاف جو کچھ ہے وہ روضہ کے ماسوا میں ہے۔ اور ابن عقیل حنبلی سے منقول ہے کہ، روضہ مبارک عرش سے افضل ہے اور اس پر سادات بکری ان کے ساتھ متفق ہیں۔

جس روضۂ پاک کا یہ مرتبہ ہے اس کی زیارت کے لئے حاضر ہونا اور اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک بتایا جائے خدا کی پناہ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ میں ہے

وَاَنْ یَّاْتِیَ الْقَبْرَ الْکَرِیْمَ فَیُسَلِّمَ وَیَدْعُوْا وَیَسْاَلَ اللہَ اَنْ یُّوْصِلَہٗ اِلٰی اَھْلِہٖ سَالِمًا وَیَقُوْلَ غَیْرَ مُوَدِّعٍ یَارَسُوْلَ اللہِ

خلاصہ یہ کہ رخصت کے وقت زائر روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر سلام عرض کرے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے کہ اس کو اس کے اہل و عیال کی جانب سلامتی

روضۂ طاہرہ کعبہ شریف اور عرش سے افضل ہے

روضۂ اقدس کی حاضری کے وقت کیا دعا کرے

وَيَجْتَهِدُ فِي خُرُوْجِ الدَّمْعِ فَاِنَّهٗ مِنْ اَمَارَاتِ الْقُبُوْلِ وَيَنْبَغِي اَنْ يَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ عَلٰى جِيْرَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلٰى مُفَارَقَةِ الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ كَمَا فِي الْفَتْحِ

کے سَاتھ پہنچائے اور بے ارادہ رخصت کرتا رہے یا رسُول اللہ، اور آنسو بہانے میں بے پایاں سعی کرے کیونکہ یہ قبولیت کی علامت ہے اور مناسب ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑوسیوں پر کچھ صدقہ کرے پھر بارگاہ نبوی کی جُدائی پر روتا حسرت کرتا واپس ہو جائے ''

قرآن شریف میں اسمٰعیل کا شرک

یہ تو فقہ کی عبارت ہے ۔ قرآن کریم میں حضرت رَبُّ العزّت ارشاد فرماتا ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

مطلب یہ کہ جن گنہ گاروں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو ۔ اگر آئیں اے سیّد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کے حضور میں حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت طلب کریں ۔ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں تو ضرور وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا پائیں ۔

اسمٰعیل کی اس کتاب کا نام تقویۃ الایمان کیوں ہے

تفویت الایمان والے کا شرک تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تعلیم فرمادیا وہ آستانِ پاک کے سامنے دعا کرنے کو شرک بتا رہا ہے ۔ آیت شریف میں اس کا حکم ہے ۔ یہ نہیں ارشاد ہوتا کہ گنہگار مسجد میں جائیں ۔ کعبہ شریف میں آئیں ۔ اور بقول اسمٰعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعا نہ مانگیں کہ یہ تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے ۔ بلکہ یہ ارشاد ہے کہ آستانۂ رسول پر حاضر ہوں ۔ اس سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کتاب کا نام تفویت الایمان ہے ۔ اور ہے یہ قرآن و حدیث کے مخالف تفویت الایمان کہ خداوند عالم جس کا حکم فرمائے ۔ یہ کتاب اس کو شرک بتائے اس کے نزدیک دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ۔

امام اعظم ابو حنیفہ

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں ۔ اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے ۔ تو دو رکعتیں پڑھ کر حضرت امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں ۔ تو مراد جلد حاصل ہو جاتی ہے ۔ ۔

ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۳۹ میں ہے:

قَالَ اِنِّی لَاَتَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْئُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا۔

تقویت الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زائر کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد کرنا بھی لکھا ہے۔ یہ بھی خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت پر حملہ ہے۔ کہ درود شریف کا ورد آداب زیارت میں سے ہے اور موجب سعادت ہے۔

حسن التوسل صفحہ ۸۷ میں ہے:

وَمِنْہُ الْاِکْثَارُ مِنْ ذِکْرِہٖ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ لِسَانًا وَقَلْبًا عَلٰی وَجْہِ التَّعْظِیْمِ بِحَیْثُ تَکُوْنُ شِعَارًا لَّہٗ فِیْ سَفَرِہٖ سِرًّا وَّجَھْرًا وَالْجَھْرُ اَوْلٰی اِنْ اَمِنَ نَحْوَ الرِّیَاءِ وَالتَّشْوِیْشِ عَلٰی نَائِمٍ لَعَلَّ اَنْ یَّبْعَثَ غَیْرَہٗ لِلصَّلٰوۃِ

یعنی از انجملہ حضور کے ذکر کی کثرت کرنا ہے صلوٰۃ وسلام کے ساتھ زبان سے بھی دل سے بھی تعظیم کے طریقہ پر اس طرح پر کہ یہ ذکر سفر میں اس کا شعار ہو جائے اور یہ ذکر سرًّا ہو خواہ جہرًا اور جہرًا بہتر ہے۔ اگر ریا اور تشویش نائم سے امن ہو۔ کیونکہ شاید جہر سے دوسرے کو درود شریف کی رغبت ہو۔ ائمہ دین تو یہ فرمائیں، کہ حضور کے ذکر کو شعار بنالے۔ اختیار امت اس پر عامل مگر وہابی دین میں یہ شرک۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تقویۃ الایمان میں شرک کی باتوں میں یہ بھی لکھا:

"اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۱)

اگرچہ دیوار سے منہ اور چھاتی ملنا اور غلاف پکڑنا۔ آداب زیارت میں سے نہیں ہے بلکہ یہ بہتر ہے کہ زائر روضہ شریف سے کسی قدر فاصلہ پر ہے کہ اس میں ادب زیادہ ہے۔ علامہ شیخ عبد القادر فاکہی مکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل، صفحہ ۱۲۳ میں فرماتے ہیں:

روضہ میں کثرت سے درود پڑھنا۔

روضہ پاک کی دیوار سے منہ لگانا، غلاف پکڑنا بعض ان کے دین میں شرک ہے

مِنَ الْاَوْلٰی اَلْبُعْدُ عَنِ الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ نَحْوَ اَرْبَعَۃِ اَذْرُعٍ۔

یعنی اولیٰ یہ ہے کہ زائر قبر شریف سے چار گز کے فاصلہ پر رہے۔

امام سمہودی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب خلاصۃ الوفا ر صفحہ ۵۲ میں فرماتے ہیں۔

قِیْلَ لِمَالِكٍ فَالَّذِیْ یَلْتَزِمُ اَتَرٰی لَهٗ اَنْ یَتَعَلَّقَ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عِنْدَ الْوَدَاعِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ یَقِفُ وَیَدْعُوْا قِیْلَ لَهٗ وَكَذٰلِكَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

خلاصہ یہ کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپکے نزدیک رخصت کے بعد کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹنا چاہئے۔ فرمایا نہیں کھڑے ہو کر دعا کرے۔ کہا گیا کہ حضور کے روضۂ مبارک پر بھی ایسا ہی کرے۔ فرمایا ہاں!

غرض کہ دیوار سے چپٹنا یا پردوں سے لپٹنا آداب زیارت میں نہیں اور اہل شوق سے وارفتگی میں ایسا ہو جائے تو قابل ملامت و لائق اعتراض بھی نہیں۔ چہ جائیکہ اس کو شرک بتاکر اپنا نامۂ اعمال سیاہ لیا جائے۔ نابینا کو یہ نظر نہ آیا کہ اس کا طبعزاد شرک کہاں تک پہونچے گا۔ دیوار کجا خاص قبر شریف پر رخسار رکھدینا تو صحابۂ کرام سے ثابت ہے۔

حسن التوسل،، صفحہ ۱۲۴ میں ہے:

قُلْتُ لٰكِنْ نَازَعَ جَمْعٌ كَالسُّبْكِیِّ النَّوَوِیَّ فِیْمَا اعْتَمَدَ بِمَا نَقَلَهٗ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَبِلَالٍ مِنْ اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا وَضَعَ خَدَّهٗ عَلٰی قَبْرِ الشَّرِیْفِ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَیْهِ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ وَلَا شَكَّ اَنَّ الْاِسْتِغْرَاقَ فِی الْمَحَبَّةِ یَحْمِلُ عَلَی الْاِذْنِ فِیْ ذٰلِكَ وَالْقَصْدُ بِهٖ التَّعْظِیْمُ وَالنَّاسُ تَخْتَلِفُ مَرَاتِبُهُمْ كَمَا فِی الْحَیٰوۃِ فَمِنْهُمْ مَنْ لَا یَمْلِكُ نَفْسَهٗ بَلْ یُبَادِرُ اِلَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِیْهِ اَنَاءَۃٌ فَیَتَاَخَّرُ

یعنی سبکی کی مثل ایک جماعت نے نووی کی مخالفت کی بایں دلیل کہ حضرت ابن منکدر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ان میں سے ہر ایک صاحب نے اپنا رخسار قبر اطہر پر رکھا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنا داہنا ہاتھ قبر شریف پر رکھا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ مزار شریف پر رکھا پھر سبکی نے فرمایا کہ بیشک محبت میں استغراق اور وارفتگی اس کی اجازت دیتی ہے اور اس سے تعظیم ہی مقصو

ہے۔ اور حالتِ حیات کی طرح اب بھی اہلِ ذوق کے مراتب مختلف ہیں۔ بعض بے قرار ہو کر اس کی مبادرت کرتے ہیں اور بعض کو قرار ہوتا ہے۔ وہ پیچھے ہٹتے ہیں

ایسا ہی خلاصۃ الوفار صفحہ ۶۱ میں ہے۔ مگر اس میں اس قدر اور بھی ہے۔

وَنُقِلَ عَنْ اَبِی الصَّیْفِ وَالْمُحِبِّ الطَّبَرِیِّ جَوَازُ تَقْبِیْلِ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ

یعنی ابو الصیف اور محب طبری سے قبورِ صالحین کو بوسہ دینے کا جواز منقول ہے

اگرچہ عوام کی گمراہی کے اندیشہ سے اس میں احتیاط مناسب ہے لیکن جو افعال کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں۔ ان کو محض اپنی رائے فاسد سے بے دھڑک شرک بتا دینا صحابہ پر الزام شرک لگانا اور کھلی گمراہی ہے۔

تفویت الایمان میں انھیں شرکیات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے۔

"اس کے کنویں کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے لئے لے جانا (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں)،،

تفویت الایمان صفحہ ۱۱

ظالم نے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر استعمال کرنا کہاں سے شرک بتا دیا۔ جو بات ہے بے دلیل من گھڑت ہے۔ اور چھانٹ چھانٹ کر ان چیزوں کو شرک بتایا ہے۔ جن کا ثبوت شریعت میں موجود ہے۔ اور جن کی تعلیم دی گئی ہے۔

خلاصۃ الوفا صفحہ ۶۳ میں ہے:

وَکَذَا الْاٰبَارُ الَّتِی شَرِبَ اَوْتَطَهَّرَ مِنْهَا وَالتَّبَرُّكُ بِذٰلِكَ۔

یعنی ان کنووں کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے پانی کو تبرک بنانا مستحب ہے۔

جن سے حضور نے پانی پیا۔ یا طہارت فرمائی۔ پانی کو تبرک بنانا۔ اور غائبوں کے لئے لے جانا احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث: مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز

اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَأْتُوْنَ بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاؤُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيْهَا۔

سے فارغ ہوتے مدینہ طیبہ کے خدام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تو آپ ہر برتن میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے اور سردی کے اوقات میں بھی انھیں اس برکت سے محروم نہ فرماتے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۹

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس پانی کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ تبرک ہے اور اسے تبرک سمجھ کر لے جانا۔ مریضوں کو بامیدِ شفا پلانا حدیث سے ثابت ہے۔ اب تقویت الایمان والا کس کو مشرک کہے گا۔

بزرگوں سے نسبت رکھنے والے پانی کو بامید شفا بطور تبرک پینا۔

حدیث: مسلم شریف میں ایک اور حدیث حضرت اسماء بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ جس کو حضور پہنتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد میں نے لے لیا۔ ہم اس کو بیماروں کے لئے دھویا کرتے تھے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس جبہ شریف کے دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل ہو۔ الفاظ مبارک حدیث کے یہ ہیں۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۴)

تقویت الایمان والا تو بزرگوں کے کنویں کے پانی کو بطور تبرک استعمال کرنا ہی شرک کہتا تھا۔ یہاں ملبوس شریف کا غسالہ تبرک ہے۔ اور صحابہ اس کو شفا حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو بحمد اللہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا کہ صاحب تقویت الایمان نے ان چیزوں کو بے دریغ شرک کہا ہے جو قرآن پاک کی آیات اور بکثرت احادیث سے ثابت ہیں اور جن پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ کا عمل رہا ہے۔

اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلۂ شرکیات میں بعض ایسی چیزوں کو شرک کہا ہے جن

کو شرک کہنا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ مثلاً جھاڑو دینی، روشنی کرنی، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا، مورچھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، ادب سے کھڑا ہونا ان میں سے اگر کوئی کام بھی غیر خدا کے لئے کیا تو تقویۃ الایمان کے حکم سے شرک ہو گیا۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ میں لکھ دیا ہے کہ:

"کہ بعضے کام تعظیم کے لئے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں"

انھیں کی مثال میں آپ نے جھاڑو وغیرہ کو شمار کرایا ہے۔ یہ تو اسمٰعیل پرست تلاش کریں۔ کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے۔ کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان درست کرنا، مورچھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے۔ اور یہ خاص کام وہابی کہاں ادا کرتے ہیں۔ انھوں نے کس کو خدا فرض کیا ہے جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس کی تعظیم کے لئے خاص ہو۔ وہابیوں کا کیسا عجیب دین ہے۔ خدانخواستہ ان کی سلطنت ہو تو تمام دنیا کو کوڑے کچرے سے اٹا دیں۔ کیونکہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھہرا۔ ہر مکان تاریک اور اندھیرا پٹ رہے۔ اس کی روشنی کرنا شرک ہے۔ پانی پلانا بھی شرک بتایا ہے۔ یہ یزیدیوں سے بھی بڑھ گئے۔ انھوں نے صرف اہلبیت پر پانی بند کیا تھا۔ مگر پانی پلانے پر شرک کا فتویٰ دینے کی انھیں بھی نہیں سوجھی تھی۔ کسی نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اسی لئے کہ:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى میں داخل ہے۔ اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے جس کام سے خدا کی عبادت پر اعانت ہو وہابی دین میں وہ بھی شرک۔

لطیفہ: شرک کی تعریف میں تقویۃ الایمان صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ "وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہرائی ہوں"، تو لازم آیا کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا، مورچھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا نشانِ بندگی ہے۔ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے کہ جھاڑو لیے پھرے ورنہ نشانِ بندگی جاتا رہے گا۔ مورچھل ہاتھ میں رکھے کہ وہابی دین

تقویۃ الایمان کے مصنف کی خوش گپیاں ہیں۔

وہابی دین میں وہ کام بھی شرک ہے جس سے عبادات الٰہی پر اعانت ہو۔

ہر وہابی پر جھاڑو دے کر پھرنا فرض ہے۔ ایسا نہ کرے تو شرکی ہو جائے۔

میں یہ نشانِ بندگی ہے ۔ حیرت ہے اِن کو تہ عقلوں پر جو ایسی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اور اِن مزخرفات کو مانتے ہیں ۔

اسمٰعیلی شرکیات کا چوتھا حصّہ ،

مولوی اسمٰعیل نے اپنے شرکیات کا چوتھا حصّہ اشراک فی العادت کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ اس میں اکثر وہی باتیں ذکر کی ہیں ۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ۔ بعض باتیں نئی بھی کہی ہیں وہ یہ ہیں :

حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں ۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ والا نہ کھائے برائی بھلائی کسی کی طرف نسبت کرنا ۔ کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا ۔ فلانے کو نوازا تو فتح و اقبال مل گیا ۔ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا ان سب باتوں کو شرک بتایا ہے ۔ اور لکھا ہے ۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے ۔

تقویۃ الایمان میں حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قرآن سانی اور گالی کا ذکر

اب ان کی حقیقت پر نظر ڈالئے ۔

(۱) حضرت بی بی کی صحنک اس کا شرک ہونا صاحب تقویۃ الایمان نے بزعم خود آیت سے ثابت کیا ہے ۔ اور آیۂ کریمہ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا لکھ کر کہا ہے ۔

یعنی اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں ۔ سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں ۔ پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے ۔ کوئی بی بی آسیہ کوئی بی بی نائلی ، کوئی لال پری ، کوئی سیاہ پری ، کوئی سیتلا کوئی مسانی کالی کو

تقویۃ الایمان ص ۵۰

اس گستاخی اور بے ادبی سے تو ہر مسلمان کا دل کانپ جائے گا۔ کہ حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بی بی آسیہ کا ذکر پریوں اور مسانی اور کالی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا بدلہ دے۔ یہ کیسا ستم اور کیسی بے باکی ہے۔ کہ قرآن پاک کے معنی بدل ڈالے یَدْعُوْنَ جو عبادت کرنے کے معنیٰ میں ہے اس کا ترجمہ پکارنا کیا۔ اور اِنَاثًا جو لات۔ منات عزیٰ وغیرہ بتوں کے حق میں وارد ہے۔ اس کو اہلبیت رسالت اور پاک بیبیوں پر ڈھالا اور صحنک کو شرک قرار دینے کے شوق میں قرآن پاک پر افترا کر دیا۔ معنی میں تحریف کر ڈالی۔ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۴ میں ہے (اِنْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (اِلَّا اِنَاثًا) جَمْعُ اُنْثٰی وَھِیَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی وَمَنَاتُ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت میں یَدْعُوْنَ عبادت کرنے کے معنیٰ میں ہے اور اِنَاثًا سے لات وعزیٰ بت مراد ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے: "یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں،، (ترجمۃ القرآن) مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطابع دہلی صفحہ ۱۰۶) مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ سے بھی ثابت ہوا۔ کہ تقویۃ الایمان میں آیت کا غلط ترجمہ کر کے تحریف کی گئی ہے اگر وہ یَدْعُوْنَ کا صحیح ترجمہ (عبادت کرتے ہیں) کرتا تو اس کی مراد حاصل نہ ہوتی۔ اور بی بی صاحبہ کی صحنک اور شاہ عبدالحق کا توشہ شرک ثابت نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی ان بزرگوں کی عبادت کا وہم بھی نہیں کرتا۔ پھر شرک کیسے ہوتا اس لئے اسمٰعیل نے قرآن پر افترا کیا کہ اس میں عورتوں کے پکارنے کو شرک کہا ہے۔ اور صحنک سے بی بی صاحبہ کا نام ٹھہرالیا جاتا ہے لہٰذا شرک ہوا۔

یہ ہے اس کے شرک کی حقیقت اور اس طرح اس بے دین نے قرآنِ پاک کی آیات لکھ کر عوام کو گمراہ کیا ہے۔ جاہل سمجھتے ہیں۔ کہ شاید آیت ہی میں یہ مضمون ہوگا۔

معاذ اللہ اہلِ بیت رسالت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصالِ ثواب کو شرک کہدیا۔ صدقہ عبادت ہے اور ہر عبادت کا ایصالِ ثواب نصوص معتبرہ سے ثابت اور خود

اسمٰعیل نے صراطِ مستقیم میں اس کو تسلیم بھی کیا ہے۔ ہم گذشتہ صفحات میں اس کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں۔ اب یہ شرک کیسے ہوگیا۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے لئے دیا۔ ایصالِ ثواب اس کا حضرت بی بی صاحبہ یا شاہ عبدالحق صاحب یا اور بزرگوں کو کیا تو یہ شرک کیسے ہوگیا۔ محض ان بزرگوں کا نام لینے سے جیسا کہ تقویت الایمان صفحہ ۵۳ میں لکھا ہے:

"کوئی بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے"

اگر صدقہ پر غیر خدا کا نام آنا شرک ہو تو ایسا شرک قرآن و حدیث میں بہت ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ — صدقات فقراء و مساکین کے لئے ہیں

اور صدقہ سے بھی یہاں صدقہ فرض زکوٰۃ مراد ہے جو قطعاً عبادت ہے۔ تقویت الایمان والے کے طور پر تو قرآن میں شرک ہوا۔ معاذ اللہ حدیث شریف میں ہے لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں امِ سعد کے لئے ہے۔ وہابی دین میں یہ بھی شرک ہوا۔ اور یہ شرک نہ ہو تو بی بی صاحبہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ان کا نام مبارک لینا کیوں شرک ہوگیا۔ اب رہی یہ بات کہ بی بی صاحبہ کی صحنک صرف عورتوں کو کھلائی جاتی ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو اس کی وجہ تو یہ نہیں کہ مردوں کے لئے صحنک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو۔ بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ ان بزرگوں کو جن سے انس اور مزید ارتباط ہے ان کو دیا جائے۔ اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔

حدیث: بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ سے روایت کی:

رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ — یعنی بارہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرما کر اس کے اعضاء جدا جدا کرتے پھر اس کو ان عورتوں کے پاس بھیجتے جو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست دار تھیں۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۳

اب دکھاؤ تقویت الایمان والے کو صحابہ میں اہلِ حاجت بھی ہیں۔ مگر انھیں

نہیں دیا جاتا۔ ہر عورت کو بھی نہیں صرف ان عورتوں کو دیا جاتا ہے۔ جو حضرت بی بی خدیجہ کے ساتھ انس و ارتباط رکھتی ہیں۔ محتک اگر مردوں کو نہیں دی جاتی تو اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ اس کو شرک بتانا سخت گمراہی ہے۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) کسی کے ایصالِ ثواب کے لئے جانور ذبح کرنا اس کو بھی اسمٰعیل نے شرک قرار دیا ہے۔

(۲) صدقہ کا میت کے احباب اور ایسے لوگوں پر صرف کرنا جن سے اس کو انس ہو

(۳) اگر وہ موجود نہ ہوں تو ان کے پاس بھیجنا۔ شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمہ کو حقہ سے نفرت تھی۔ اس لئے ان کے ایصالِ ثواب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے ایصالِ ثواب کا کھانا اس کے مریدین یا خدام یا آستانہ پر تلاوت کرنے والوں کو پہنچانا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا تقویت الایمان صفحہ ۵۵ میں بایں الفاظ انکار کیا ہے۔

"کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے"۔ غرض اس شخص کی جو بات ہے۔ قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔ اسی سلسلۂ شرکیات میں صاحب تقویت الایمان نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہیں۔ اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔"

پھٹکار اس کو کہتے ہیں کہ بزرگوں کی شان میں گستاخی کرے اور وہ اس کے حق میں بد دعا کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ گستاخ پر بلا نازل فرمائے۔ اس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و گمراہی ہے۔ قرآنِ پاک میں صدہا آیتیں ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء کی تکذیب ان کے استخفاف و اہانت اور ان کو ایذا پہونچانے کی شامت سے قومیں کی قومیں مبتلائے مصیبت ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بزرگوں کی بد دعا اور پھٹکار کا اثر

وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ (القرآن)

نوح علیہ السلام کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا۔ ہم نے ان کو غرق کر دیا۔

دیکھی پھٹکار، علامہ ابن حجر ہیتمی نے صَوَاعِقِ مُحْرِقَہ صفحہ ۱۱٦ میں نقل فرمایا:

اِنَّ جَمْعًا تَذَاكَرُوْا اَنَّهٗ مَا مِنْ اَحَدٍ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ اِلَّا اَصَابَهٗ بَلَاءٌ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ فَقَالَ شَيْخٌ اَنَا اَعَنْتُ وَمَا اَصَابَنِیْ شَیْءٌ فَقَامَ لِيُصْلِحَ السِّرَاجَ فَاَخَذَتْهُ النَّارُ فَجَعَلَ يُنَادِیْ النَّارُ النَّارُ وَانْغَمَسَ فِی الْفُرَاتِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى مَاتَ

خلاصہ یہ کہ ایک جماعت میں تذکرہ تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں اعانت کرنے والا کوئی نہ بچا جو موت سے پہلے مصیبت میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ ایک بڈھے نے کہا کہ میں نے اعانت کی تھی مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی یہ کہکر چراغ درست کرنے اٹھا اور اس کے آگ لگی، آگ آگ پکارتا دریائے فرات میں کود پڑا، اور آگ نہ بجھی تا آنکہ ہلاک ہوگیا۔

کتب حدیث میں ایسے بہت واقعات ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے والے طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ کوئی پیاس کی مصیبت میں مبتلا ہوا۔ کہ کسی طرح اس کی پیاس نہ بجھتی۔ کوئی اندھا ہوگیا۔ کسی کا منہ کالا ہوا۔

قاتلین حسین طرح طرح سے عذاب الٰہی میں گرفتار

عَنِ الزُّهْرِیِّ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ قَتَلَهٗ اِلَّا عُوْقِبَ فِی الدُّنْيَا اِمَّا بِقَتْلٍ اَوْ عَمًى اَوْ سَوَادِ الْوَجْهِ اَوْ زَوَالِ الْمُلْكِ (صواعق محرقہ ص۱۱٦)

زہری سے مروی ہے کہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے ان سے قتال کیا کوئی باقی نہ رہا مگر اسکو دنیا ہی میں سزا دی گئی یا تو قتل کے ذریعہ یا اندھا بنا کر یا روسیاہی کیا گیا تھا یا مملکت کے زوال کے ساتھ۔

خود صاحب تقویت الایمان بھی گستاخیوں کی پھٹکار میں مبتلا ہوا۔ اب تو اس کو یقین ہوگیا ہوگا کہ پھٹکار کا انکار بھی پھٹکار ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ حضور نے فرمایا داہنے سے کھا! کہنے لگا داہنے سے نہیں کھا سکتا باوجودیکہ اس کو کوئی عذر نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا کہ ہرگز نہ کھا سکے گا۔ اس کے بعد کبھی وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔

بارگاہ رسالت کے آداب اور بے ادبی کی سزا۔

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں :

اِنَّ رَجُلًا اَکَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِہٖ فَقَالَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَہٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ ، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۶

دیکھی پھٹکار ظالمو! کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرو گے۔ اسی طرح بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال ملنا بکثرت نصوص سے ثابت ہے۔ چہل ابدال کی حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ جس میں ارشاد فرمایا ہے : یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ کہ ابدال کی بدولت دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے اور انھیں کی برکت سے مینہ برسایا جاتا ہے۔

بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال ملنا۔

جو مضمون بکثرت احادیث میں وارد ہے اس کو بے دریغ شرک قرار دینا کیسی بے ایمانی ہے۔

صاحب تقویت الایمان نے اپنے شرکیات کے چوتھے حصہ میں تیسری بات یہ لکھی ہے "یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔،، تقویت الایمان صفحہ ۱۴

اسی مضمون کو پھر دوبارہ اسی کتاب میں ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس طرح لکھا :

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَ

ترجمہ ، مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد

تقویۃ الایمان کے نزدیک یہ کہنا شرک ہے کہ اللہ و رسول چاہیں گے تو یہ بات ہو جائے گی۔

وَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ

اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو۔ مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں ناکام ہو جائے گا۔ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ٦٥ و ٦٦)

اول تو بتاؤ کہ اسے شرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا۔ حدیث جو نقل کی ہے۔ اس میں شرک کہاں بتایا گیا۔

حدیث بگوی سے اسکی شہادت۔

دوم۔ حدیث منقطع ہے خود مشکوٰۃ شریف میں اس روایت کے ساتھ یہ لفظ موجود وَفِی رِوَایَۃٍ مُنْقَطِعًا (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۸) یہ کیسا مغالطہ اور خیانت ہے کہ حدیث منقطع لکھی جاتی ہے اور اشارہ تک بھی نہیں کیا جاتا۔ کہ یہ منقطع ہے۔

سوم یہ چوری اور بددیانتی کہ وہ غیر منقطع روایت ترک کر دی جاتی ہے جس کے ضمن میں یہ منقطع روایت درج تھی منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا کتنی بڑی فریب ہی ہے۔

چہارم مائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے حدیث کی صریح مخالفت ہے، کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

تقویۃ الایمان کا صریح حدیث کے خلاف حکم لگانا۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ رواہ احمد وابوداؤد

یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور جو چاہا فلاں نے، لیکن کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۸

یہاں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ وسلم یہ آداب تعلیم فرما رہے ہیں کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ واو جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیتِ الٰہی مقدم ہے اور مشیتِ عبد تابع ہے۔

علامہ محمد طاہر نے مجمع البحار میں فرمایا:

هٰذَا لِاَنَّ الْوَاوَ تُفِيْدُ الْجَمْعَ وَثُمَّ تَجْمَعُ وَتُرَتِّبُ فَيَكُوْنُ مَشِيَّةُ اللّٰهِ مُقَدَّمَةً عَلٰى مَشِيَّتِهٖ

مجمع البحار کشوری[۲] صفحہ ۲۲۲

لیکن صاحبِ تقویت الایمان نے مطلقاً ملانے کو شرکیات میں شمار کیا اور حدیث شریف کا اصلاً لحاظ نہ کیا بلکہ اسی تغلیط و فریب دہی کے لئے غیر منقطع حدیث کو دیدہ دانستہ چھوڑ دیا۔

پنجم: صاحبِ تقویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے اس کے دو معنیٰ ہو سکتے ہیں: اوّل یہ کہ اس کی شان و صفت خاص ہیں کسی طرح کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ اور یہاں صاحبِ تقویت الایمان نے یہی معنیٰ مراد لئے ہیں۔ کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے سوا کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ جیسے معطی بالذات ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی مخلوق کو اس میں دخل نہیں۔ تو صاحب تقویت الایمان کے نزدیک معطی بالذات ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ ملائے۔ اور بغیر ملائے تنہا غیر کو معطی بالذات کہے تو میاں اسمٰعیل اس کو منع نہیں کرتے یہ شرک انہیں گوارہ ہے۔ ہر زید و عمر کو خالق بالذات، عالم بالذات، مالک بالذات قادر بالذات، سمیع بالذات، بصیر بالذات وغیرہ سب کچھ کہو مگر خدا کے ساتھ ملا کر نہیں تو میاں اسمٰعیل اس پر ناراض نہیں بلکہ حدیث مذکورہ بالا پر نظر کر کے وہابیہ کے طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حرف واو کے ساتھ عطف نہ کرے اور ثُمَّ کے ساتھ ملائے تب

بھی حرج نہیں۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔ ظالم کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ حضرت باری جل اسمہٗ کی صفت خاص کا اطلاق غیر پر کسی حال میں درست نہیں۔ نہ ملا کر نہ تنہا نہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے نہ ثُمَّ کے ساتھ نہ بلا عطف اور جو صفت خاص نہیں ہے جیسے کہ مشیت تابعہ لمشیتہ اللہ اس کا اثبات کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صاحب تقویت الایمان حدیث مذکور میں مشیت سے مشیتِ ذاتیہ مراد لے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے تو اس کے قول سے لازم آئے گا کہ ثُمَّ کہکر غیر کے لئے مشیتِ ذاتیہ کا اثبات جائز ہو کیونکہ حدیث میں ہے وَلٰکِن قُولُوا مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ لیکن حدیث کے یہ معنیٰ بتانا اور اس مضمون کا معتقد ہونا خالص بے دینی اور شرک ہے۔ اب ثابت ہوا کہ حدیث میں مشیت ذاتیہ مراد ہو ہی نہیں سکتی تو دوسرے معنیٰ یہ ہو سکتے ہیں کہ بندہ کی مشیت ذاتیہ نہیں ہے تاہم کمال ادب یہ ہے کہ مشیت الٰہیہ کے ساتھ اس کا ذکر واؤ عطف کے ساتھ نہ کیا جائے۔ بلکہ ثُمَّ کے ساتھ کیا جائے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہو۔ صاحب تقویت الایمان کا اس کو شرک میں داخل کرنا نہایت جہل و نادانی اور فریب دہی ہے۔ بلکہ اس نے تو مطلق ملانے کو شرکیات میں شمار کیا۔ ثُمَّ کے ساتھ حدیث شریف میں جو اجازت ہے اس کو ظاہر تک نہ کیا یہ فریب مسلمانوں پر کیسے چل سکتا ہے۔ کیا وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ قرآن پاک میں جا بجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، ذکر الٰہی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور واؤ عطف کے ساتھ ملایا گیا۔ تقویت الایمان والے کے عقیدہ پر تو قرآن پاک بھی شرک سے خالی نہیں۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

اب چند آیتیں ملاحظہ کیجئے:

آیت (۱)

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۂ توبہ رکوع ۱۰)	اور انھیں کیا برا لگا۔ یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

آیت (۲)

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۔

سورۂ توبہ رکوع (۷)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

آیت (۳)

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رٰکِعُوْنَ ۔

یعنی اے مسلمانو تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے اور واو عطف کے ساتھ وہ بھی غنی کرنے۔ فضل فرمانے۔ عطا فرمانے۔ مدد فرمانے میں تقویۃ الایمان والے کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ اور قرآن میں موجود ہیں۔ تف ہے اس بے دینی پر۔

اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ دو ایک حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ تقویۃ الایمان والے نے قرآن و حدیث دونوں کا خلاف کیا۔ اور اس چیز کو شرک بتایا۔ جس سے قرآن و حدیث مملو ہیں۔

حدیث (۱)

بخاری شریف صفحہ ۱۹۸ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَنْقِمُوْا اِبْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا — یعنی ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ و

فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غنی کر دیا۔

اس میں غنی کرنے کا بیان ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور واؤ ہی کے ساتھ عطف فرمایا۔ پوچھو اسمٰعیلیوں سے اس کو بھی شرک کہو گے۔

حدیث (۲) ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ — اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو۔

اللہ و رسول اس کے حافظ ہیں جس کا کوئی حافظ نہ ہو۔

یہ آیات و احادیث اور صدہا نصوص تقویت الایمان کے بطلان پر ظاہر دلیلیں ہیں۔ ظالم نے جو کہا قرآن و حدیث کے خلاف ہی کہا۔ اسی عبارت کے آخر میں لکھا ہے "کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔ تقویت الایمان صفحہ ۶۶

اس نابینا کو وہ آیات و احادیث دکھاؤ جو ہم نے پیش کیں۔ اس جاہل نے کبھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات بھی نہیں سنے۔

اتنا تو ہر جاہل جانتا ہے کہ چاند حضور کے اشارہ سے شق ہوا۔ سورج حکم سے غروب کے بعد پھر پلٹ آیا درخت اپنی جگہ سے چل کر فرمانبردارانہ خدمت کے لئے حاضر ہوئے۔ یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ حضور کے چاہے سے ہوا ہے یا کسی اور کے یا دشمنِ دین تمام معجزات کا منکر ہے۔

حدیث: لو شئت لسارت معی جبال الذهب

ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب النبی رسول کے چاہنے سے کیا کچھ ہوتا ہے۔

یہ کلمہ کیسا مکروہ اور خلافِ ادب ہے " رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" ایسا کلمہ کسی نیاز مند کے منہ سے کسی مخدوم کی شان میں نہیں نکلتا۔ مگر اسمٰعیل دہلوی کی زبان سے ایسے کلمے خاص حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نکلتے ہیں۔ اور اپنے پیرو اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے۔ جن کا ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے۔

ملاحظہ کیجئے صراطِ مستقیم (صفحہ ۴۰)

" وبسبب ہمیں اجتبا و اصطفا رضائے حق ورضائے ایشاں مندرج شدہ واتباع حق دراتباع ایشاں منحصر گردیدہ وسخط حق باسخط ایشاں تلازمی وتلاصقی پیدا کردہ۔ "

یہاں صدیقیوں کے لئے اجتبار و اصطفا ثابت کیا اور ان کی رضا کو خدا کی رضا ان کے اتباع کو خدا کا اتباع۔ ان کی ناراضی کو خدا کی ناراضی قرار دیا۔ اور صفحہ ۶۷ میں حضرت مولا علی مرتضیٰ کی نسبت لکھا۔

" قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشاں است ودر سلطنتِ سلاطین وامارتِ امرا ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالمِ ملکوت مخفی نیست۔ "

" یعنی قطبیت، غوثیت، ابدالیت وغیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانۂ مبارک سے دنیا کے اختتام تک سب انھیں کے وسیلہ وسطے سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انھیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے۔ "

صدیقین کی رضا میں خدا کی رضا اور ان کی ناراضی خدا کی ناراضی۔

اصطفل سے قطبیت اور غوثیت دینا حضرت علی مرتضیٰ کے اختیار میں بتایا۔

یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار مانا کہ قطب غوث ابدال بنانا سب ان کے ہاتھ میں ہے۔ بادشاہوں کو بادشاہت اور امیروں کو امیری ان کے فیض و کرم سے ملتی ہے۔ تفویت الایمان میں کونسی شرارت کی رگ اچھلی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھ ڈالا کہ رسول کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تفویت الایمان کے حکم سے صراط مستقیم کی یہ عبارات شرک اور اسمٰعیل اپنے حکم سے آپ مشرک۔[1]

صراطِ مستقیم کے صفحہ ۱۱۲ میں لکھا:

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و ایں کبار اولی الایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔"

"یعنی اس رفیع منصب کے لوگ عالم مثال و عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں۔ ماذون مطلق ہیں۔ ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں اور کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔"

یہ وہی اسمٰعیل ہے جو تفویت الایمان میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ وہ کسی چیز کے مختار نہیں اور ان کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی نسبت ایسی عقیدت رکھنا داخل شرک قرار دیتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم میں اولیاء کے لئے تصرف

---

[1] تفویت الایمان میں حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک یا مختار نہیں۔" اس تناقض کو دیکھئے تفویت میں تو کسی چیز کا مختار نہیں ملتا اور صراطِ مستقیم میں سلطنتیں دینا اور قطبیت وغیرہ کے مناصب عطا کرنا۔ سب حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں بتایا ہے

گہ بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش ⁂ از مذہب تو کفر و مسلماں گلہ دارد

تمام واختیار کامل مان کر اور یہ کہکر بقول خود مشرک ہوتا ہے۔ کہ ان کا حق ہے کہ وہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بنائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عناد بدنصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذاتِ پاک سے ہے۔ قَاتَلَهُ اللّٰهُ اسی صراطِ مستقیم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا:

> اکابرین فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامرکہ در تدبیر امور از جانب ملاءِ اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آں میکوشند معدود اند،

یہاں محدثین و شہدار کو مدبرات الامر میں داخل کیا۔ اور عالم میں متصرف مان لیا غرض تفویت الایمان کا بطلان جیسا کہ نصوص صریحہ سے ظاہر ہے۔ خود مصنف کے کلام سے بھی واضح ہوا۔

شہنشاہ: تفویت الایمان صفحہ ۱۱ میں کسی مخلوق کو شہنشاہ کہنا بھی شرک بتایا ہے۔ اور صفحہ ۶۵ میں اس کی تفصیل اس طرح کی ہے:

> اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق اور اس میں وہ پایا جاتا ہے۔ اور کسی کو نہ کہے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہاں کا۔

تفویت الایمان کا یہ مضمون اس کی نقل کی ہوئی حدیث میں نہیں ہے۔ حدیث شریف کی طرف اس کی نسبت کر دینا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ حدیث میں نہ شہنشاہ کہنے کو شرک فرمایا نہ مالک کہنے کو۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ حدیث شریف میں صرف اس قدر ہے کہ حضور نے سنا کہ ایک شخص کو لوگ اَبُو الْحَکَم کہکر پکارتے ہیں۔ تو حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

کہ حَکَمُ اللّٰه ہے۔ تم اَبُو الْحَکَم کنیت کیوں رکھتے ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنُّوْنَ بِالْحَكَمِ اس میں تو ابو الحکم نام رکھنے کو بھی شرک نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو حکم کہنے کی ممانعت فرمائی، بلکہ خود قرآن عظیم میں فرمایا:

> فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

دیکھئے تقویت الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے۔ قرآن تو فرماتا ہے کہ وہ حضور کا حکم نہ مانیں اور حضور کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں۔ تو ایماندار نہیں۔ اور تقویت الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک ہے۔ اس بدنصیب کو ہر جگہ قرآن و حدیث میں شرک ہی نظر آیا۔ اور اس بدبخت نے خدا و رسول کے ارشادات کو شرک ٹھہرایا۔ طرفہ یہ کہ قرآن پاک نے حکم کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خاص نہیں فرمایا بلکہ اوروں پر بھی جائز قرار دیا چنانچہ فرمایا

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

اسمٰعیلیوں سے پوچھو اب غیر خدا پر حکم کے اطلاق کو شرک بتا کر کس کو مشرک کہو گے۔ قرآن کو یا خدا کو یا اپنے اس بے دین پیشوا کو جس نے یہاں تو کسی کو شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا کہنا شرک بتایا۔ اور صراط مستقیم صفحہ ۶۶ میں لکھا "در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشاں را دخلے است۔"

جب میروں کی امیری اور بادشاہوں کی بادشاہت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی بدولت ہے تو وہ شہنشاہ ہوئے اور شہنشاہی کیا چیز ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کو شہنشاہ مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا۔ اور صراط مستقیم صفحہ ۱۱۲ میں لکھا:

"ایشاں را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما ست۔"

اس میں شاہنشاہ اور مالک سارے جہان کا، یہ دونوں باتیں آگئیں۔ کیونکہ جب عرش سے فرش تک ان کی سلطنت ہوئی تو سارے جہان کے مالک بھی ہوئے اور روئے زمین پر جتنے بادشاہ ہیں۔ ان سب کے بادشاہ بھی۔ تقویت الایمان والے نے خود اپنے اوپر شرک کا فتویٰ دے دیا۔

اسمٰعیل کے قول پر قرآن میں شرک

قرآن میں غیر خدا پر حکم کا اطلاق

اسمٰعیل اپنے قول سے مشرک ہوا

علمِ غیب

انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہٗ کے کمالات کا انکار کرنا، اِن کو شرک بتانا اس گروہ ناحق پژوہ کا مدعائے دلی و مقصدِ قلبی ہے اسی لئے جو کمال نظر آیا۔ اس کا بے دینوں نے انکار کیا۔ کمالات میں علم اعلیٰ درجہ کا کمال ہے۔ جو حق تبارکُ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علیٰ وجہ الکمال عطا فرمایا۔ ارشاد فرمایا۔

علم غیب کا ثبوت قرآن سے

آیت (۱) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ربّ نے آپ کو تعلیم فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے،

آیت (۲)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ط

اور اللہ تعالیٰ یوں نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ جلّ شانہٗ چھانٹ لیتا ہے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے

آیت (۳)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے آپ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن پاک نازل فرمایا ہے شے کا بیان واضح۔

آیت (۴)

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

مطلب یہ کہ حضرت رحمٰن نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ انسان یعنی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ان کو بیان ماکان و مایکون تعلیم فرمایا۔

معلوم ہوا انسان سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور ان کو ماکان و مایکون کا علم

تفسیر معالم التنزیل:
خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ یعنی بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنَ ان آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء، تمام کائنات کا علم عطا فرمایا، غیب پر مطلع فرمایا مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کی تعلیم فرمائی۔

اب دو حدیثیں بھی ملاحظہ فرمایئے:

حدیث (۱)

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۲)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے سمیٹی میرے لئے زمین اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا۔ پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر حق صفحہ ۵۳)

علم غیب کا ثبوت حدیث سے۔

حدیث (۲) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۹

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا فرمایا رب تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا حضور نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنے پستانوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

حضور کیلئے دیدار خداوندی اور زمین و آسمان کا علم اور غیب کے دروازے کھل جانا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۶۳ میں ہے:

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَیْ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمٰوٰتِ بَلْ مَا فَوْقَھَا کَمَا یُسْتَفَادُ

یعنی علامہ ابن حجر محدث نے فرمایا کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم

مِنْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ وَالْاَرْضُ هِیَ بِمَعْنَی الْجِنْسِ اَیْ وَجَمِیْعَ مَا فِی الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ بَلْ وَمَا تَحْتَهَا کَمَا اَفَادَهٗ اِخْبَارُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ الثَّوْرِ وَالْحُوْتِ الَّذِیْنَ عَلَیْهِمَا الْاَرْضُوْنَ کُلُّهَا یعنی لَمَّا اَنَّ اللّٰهَ اَرٰی اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَشَفَ لَهٗ ذٰلِكَ فَتَحَ عَلَیَّ اَبْوَابَ الْغُیُوْبِ ہ

مراد ہے جیسا کہ واقعۂ معراج سے مستفاد ہے۔ اور ارض بمعنی جنس ہے۔ یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں معلوم ہوگئیں۔ جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اس کا افادہ کر رہا ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور ان کیلئے ان سب کو کشف فرمادیا اور حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ نے اَشِعَّۃُ اللّمعَات طبع کلکتہ جلد ا صفحہ ۳۶۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔

عبارت ست از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی واحاطہ آن

یعنی حدیث شریف کے الفاظ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جزوی و کلی علوم حاصل ہوگئے۔ اور آپ نے ان پر احاطہ فرمالیا۔

حدیث (۳) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۲ میں ترمذی شریف کی ایک حدیث میں حضرت معاذ بن جبل سے یہ الفاظ مروی ہیں فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پس ظاہر ہوئی مجھ کو ہر چیز اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ حضرت شیخ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۴۹ میں فرماتے ہیں:۔ پس ظاہر شد و روشن شد۔ مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان و زمین عرش اور فرش تمام کائنات و جمیع اشیاء کے جزوی و کلی علوم مرحمت فرماتے۔ حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔ بغیر کسی ہیر پھیر کے بلا کسی کشاکش اور کھینچ تان کے آیات و احادیث کی صراحت اس نتیجہ پر پہونچاتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے۔ اسی پر ہم قائم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔ تو حضور کے لیے غیبی علوم

غیبی علوم پر اختیار

ایسے ہی اختیاری ہو گئے۔ جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھیں کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف جب ہوتا ہے جبکہ آلات حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی احتیاج نہیں۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ زرقانی میں امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔

ثَالِثُهَا اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُبْصِرُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَيُشَاهِدُهُمْ كَمَا اَنَّ لِلْبَصِيْرِ صِفَةً بِهَا يُفَارِقُ الْاَعْمٰى رَابِعُهَا اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُوْنُ فِي الْغَيْبِ۔

یہ تمام علوم عطائی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مرحمت فرمائے۔

کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں۔

ذاتی علم کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں۔ ذاتی علم حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جن آیات اور احادیث میں علم کی نفی وارد ہے۔ وہاں علم ذاتی مراد ہے۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ کامل طور پر واضح ہو گیا۔ اور مخالفین کے شکوک و شبہات سب قطع ہو گئے۔ تفویت الایمان والا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ ہی نہیں سکتا۔ حضور کے فضائل جلیلہ اس کے لئے موت ہیں۔ وہ علم جیسے کمال کا کیوں طرح انکار نہ کرتا۔ اس نے حضور کی اس فضیلت کبریٰ کا انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب میں ایک خاص فصل بنائی ہے جس کا عنوان یہ ہے الفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ رَدِّ الْاِشْرَاكِ فِی الْعِلْمِ۔ اس فصل میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے غیبی علوم کا اثبات شرک قرار دیا۔ اور نہایت گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کیا۔ آیات و احادیث پیش کر کے حسب عادت ان کے غلط معنی بتائے۔ اب میں اس کی پیش کردہ آیات نقل کر کے حقیقت حال ظاہر کرتا ہوں

[illegible]

آیت نمبر ۱

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ

اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں۔ نہیں جانتا ان کو مگر وہی۔

(تقویت الایمان صفحہ ۲۳)

اس آیت میں اگر علم سے ذاتی مراد ہو تو وہابی کو کیا مفید ذاتی بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اس سے محبوبانِ حق کے علم عطائی کی نفی کب ہوتی ہے۔ اور اگر عطائی مراد ہو تو صحتِ استثنار کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ علمِ الٰہی کو معاذ اللہ عطائی کہا جائے صاحبِ تقویت اسی گمراہی میں گرفتار ہے۔ اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے چنانچہ لکھا ہے:

"کسی ولی و نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳)

جب لَا یَعْلَمُهَا کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے طاقت نہیں بخشی۔ اس لئے بعلم عطائی نہیں جانتا تو لازم آیا کہ اِلَّا هُوَ کے معنیٰ یہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بعلم عطائی جانتا ہے۔ جاہل نے علم الٰہی کو عطائی قرار دے لیا۔ کس درجہ کی گمراہی ہے۔ علاوہ بریں "دروغ گورا حافظہ نباشد"۔ یہاں تو یہ کہا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی اور خود صراطِ مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے:

برائے کشف ارواح و ملائکہ و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوحِ محفوظ شغل دورہ کند۔

تقویت الایمانی دین میں جب ولی و نبی کو خدا نے غیب کی بات معلوم کرنے کی طاقت نہیں بخشی تو دورہ کا شغل کرنے والے اسمٰعیل کے چیلوں کو ملائکہ و ارواح کے کشف اور زمین و آسمان جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہو کر عالم غیب بن جانے کی طاقت کس نے بخشی، اسمٰعیل نے یا اس کے پیر نے جو کام اس کے اعتقاد میں خدا سے بھی نہ ہو اور وہ بزعمِ خود (۲) نے کر دیا۔ اور جو بات ولی یا نبی کو دربارِ الٰہی سے میسر نہ آئی وہ اسمٰعیل نے اپنے چیلوں کو بخشدی۔ لعنت اس بے دینی پر۔ پھر یہ بے دینی کہ

نبی اور ولی کے چاہنے سے تو غیب کی بات معلوم نہ ہو اور اسمٰعیل چیلے چاہیں تو معلوم کر لیں

چنانچہ صراطِ مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا:

"باستعانتِ ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ

خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید واحوال آنجا دریافت کند۔"

<u>بے دین نے اپنے چیلوں کو انبیاء و اولیاء سے بڑھا دیا اور خدا کی برابر کر دیا۔</u>

تقویت الایمان صفحہ ۲۲ میں لکھتا ہے۔

ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں

ہے۔ جب چاہیں کریں نہ کریں۔ سو اسی طرح غیب کا

دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے جب چاہے کر لیجئے،

یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے،،

کیا خوب شان ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے۔ اس کا اختیار رکھتا ہے۔ مگر بالفعل کچھ نہیں جانتا۔ محض کورا نادان ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا خدا اور اس کے علم کی اپنی حقیقت ہے۔ یہ بات تو اسمٰعیل نے صراطِ مستقیم میں اپنے چیلوں کے لئے بھی ثابت کی۔ تو اسمٰعیل اپنے قول سے مشرک ہوا۔ کیونکہ اس نے اشراک فی العلم کے معنی تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں یہ لکھے ہیں:

"اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا،،

لہٰذا اپنے چیلوں کے لئے خدا کا سا علم ثابت کر کے اپنے قول سے مشرک ہوا۔ معہذا کسی صفت کا اختیاری ہونا مستلزم حدوث ہے۔ <u>تو علمِ الٰہی کو اختیاری کہنا کفر ہوا</u>۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ میں لَوْ قَالَ علم خدا قدیم نیست یَکْفُرُ کذا فی التاتارخانیۃ اسی طرح یہ عقیدہ کہ ہے تو جاہل مگر اختیار رکھتا ہے کہ جب چاہے غیب کی باتیں دریافت کر لے۔ کفر ہے۔

علم الٰہی کی نسبت اسمٰعیل کی بےادبی کہ علم الٰہی کو اختیاری کہا۔

عالمگیری صفحہ ۲۵۸ جلد ۲ یَکْفُرُ اِذَا وَصَفَ اللّٰہ تَعَالیٰ بِمَا لَا یَلِیْقُ بِہٖ اَوْ نَسَبَہٗ اِلَی الْجَھْلِ اَوِ الْعِجْزِ اَوِ النَّقْصِ، تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں، کسی مخلوق کی نسبت یہ خیال رکھنا کہ اس کو ہر چیز کی ہر وقت خبر ہے۔ شرک بتایا ہے۔ مگر جب صفحہ ۲۳ کی عبارت میں خدا کے لیے ہر وقت خبر رکھنا تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا کہ جب وہ چاہے غیب کی بات دریافت کر سکتا ہے۔ تو وہ خیال کس طرح شرک ہو سکتا ہے بلکہ اب تو برابر خبر نہ رکھنا شرک ہوگا۔ کیونکہ صفحہ ۲۳ میں اس کو شانِ الٰہی بتایا ہے تو بے دین کے نزدیک خدا کی شان او رجب اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ اعتقاد ہے تو انبیاء و اولیاء کے علم کا انکار ایسوں سے کیا جائے تعجب۔

یہ تو صاحبِ تقویت کی بے دینی کے نمونے تھے۔ اب پھر آیت کریمہ کی طرف رجوع کیجئے۔ اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے یہ معنیٰ ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ صاحبِ تقویت الایمان کا آیت کے یہ معنی کہنا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی قرآن کریم پر افترا ہے۔ اس آیت کو ادنیٰ علم والا بھی انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کے انکار کی سند نہیں بنا سکتا۔ بلکہ اس آیت سے تو محبوبانِ حق کے لیے غیب کے علم کا اثبات ہوتا ہے۔ مفردات راغب اصفہانی کے صفحہ ۳۷۷ میں ہے۔

وقولہٗ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ یعنی مَا یُتَوَصَّلُ بِہٖ اِلیٰ غَیْبِہِ الْمَذْکُوْرِ فِیْ قَوْلِہٖ فَلَا یُظْھِرُ عَلیٰ غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضیٰ مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو جس کا ذکر آیۂ کریمہ فَلَا یُظْھِرُ عَلیٰ غَیْبِہٖ اَحَدًا میں ہے:

صاحبِ تقویت الایمان کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ تقویت صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے:

کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا چاہے جس کو بخشدے۔ اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

جب یہ بات ہے تو وہابی کیوں منہ بگاڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو جمیع اشیاء کے علم عطا فرمائے۔ ان کے لئے غیب کے دروازے کھولدیئے تو کون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے لئے غیب کا علم عطا کیا جانا باقرار صاحب تقویت اس آیت سے ثابت ہے۔ پھر اس کو علم انبیاء کے انکار کی سند بنانا دیدہ و دانستہ قرآن پاک کی مخالفت ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۴ میں ہے:

"منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا۔ پر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے۔ پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک۔"

ایک بات تو یہ ہے کہ جب غیب تھا اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تو معلوم ہوا کہ غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے۔ اس کو شرک قرار دینا غلط اور بے ایمانی ہے اور تقویت الایمان صفحہ ۱۰ کا یہ قول باطل ہے:

"کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

یہاں علم عطائی کو بھی شرک کہدیا اور علم عطائی کو شرک کہنے کے معنی یہ ہیں کہ گروہ کے نزدیک علم الٰہی بھی عطائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تہمت والے واقعے میں تقویت والے کا یہ کہنا کہ پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی بالکل جھوٹ! اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

افک صدیقہ سے وہابیوں کا استدلال اور قرآن کا ابطال۔

افتراہے۔ کونسی حدیث میں ہے کہ حضور کو حقیقت نہ معلوم ہوئی۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۵۰ میں ہے:

كَانَ هٰذَا الْقَوْلُ مَعْلُوْمَ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے قبل معلوم تھا کہ منافقین کا یہ قول فاسد و باطل ہے۔ بخاری شریف مجتبائی ج ۱۔ صفحہ ۲۹۴ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے:

وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر نیکی کا یقین ہے

بے دین کو حضور کی قسم کا بھی اعتبار نہ ہوا۔ ان اکاذیب پر ان کے دین کا مدار ہے

اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک حضور کی قسم کا بھی اعتبار نہیں۔

تفویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے:

آیت (۲) سے وہابیہ کا استدلال اور اسکا جواب۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ،

اس کے تحت میں لکھا ہے:

"غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔"

اس آیت میں علم عطائی کی نفی کب ہے۔ یہ کب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کی تعلیم نہیں فرماتا۔ اور جب صفحہ ۲۳ میں خود لکھ چکا کہ اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے۔ اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ تو اب اس آیت کو کس لئے پیش کیا اگر اس اس آیت سے علم عطائی کی نفی مراد لے۔ تو صفحہ ۲۳ کی اپنی عبارت خلاف قرآن ماننی پڑے گی ۔

دوگونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را

اسمٰعیل پر دو صورت وبال میں مبتلا۔

تفویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے:

آیت (۳) سے وہابیہ کا استدلال اور اسکا جواب۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ (الآیۃ)

اس آیت میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ اور ان کا علم نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ معنی آیات مذکورۂ صدر کے خلاف ہیں۔ جب وہ یہ فرماتا ہے:

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

تو کس طرح اس کے معنی علم عطائی کی نفی کے ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں:

"مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل آنہارا ندانند آنہا از امورِ غیب اند کہ جز خدا کسے آں را نداند مگر آنکہ وی تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداناند۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان امورِ خمسہ کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔

امورِ خمسہ کا علم

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۷ میں ہے:

"یعنی ایں پنج علم در خزانۂ مشیت حضرت آفریدگار ست و کلید اطلاع بدست اجتہاد ہیچ آدمی نداده اند۔"

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ علم خزانۂ مشیت الٰہی میں ہیں۔ اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی کے دستِ اجتہاد میں نہیں دی ہیں کہ عقل سے، اٹکل سے قیاس سے ان کو معلوم کر سکے۔ اس میں کاہنوں اور منجموں، رمالوں، جفاروں کے دعاوی کا ابطال اور مسلمانوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ ان کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ یہ علم ادراک قیاس وغیرہ سے حاصل ہونے والے نہیں۔

چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۸ میں ہے:

وَكَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْئَلُوْنَ الْمُنَجِّمِيْنَ	یعنی زمانۂ جاہلیت کے لوگ باتیں
عَنْهَا زَاعِمِيْنَ اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَهَا	کاہنوں اور نجومیوں سے دریافت کیا کرتے تھے۔

بایں خیال کہ یہ جانتے ہوں گے۔،،

ان آیات میں ان کے خیال کا بطلان ظاہر فرمادیا۔ کہ امور اٹکل اور قیاس سے معلوم نہیں ہوتے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں چنانچہ اسی روح البیان صفحہ ۶۹ میں ہے۔

فَعُلِمَ اَنَّ الْغَيْبَ مُخْتَصٌّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا رُوِيَ عَنِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ مِنَ الْاِخْبَارِ عَنِ الْغُيُوْبِ فَبِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِمَّا بِطَرِيْقِ الْوَحْيِ اَوْ بِطَرِيْقِ الْاِلْهَامِ	یعنی اس سے معلوم ہوا کہ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور انبیاء و اولیاء سے جو غیب کی خبریں منقول ہیں وہ اللہ کی تعلیم سے ہیں۔ خواہ بطریق وحی یا بطریق الہام،

تفسیر احمدی صفحہ ۶۰۸ میں ہے:

وَلَكَ اَنْ تَقُوْلَ اَنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ وَاِنْ كَانَ لَا يَمْلِكُهُ اِلَّا اللّٰهُ لٰكِنْ يَجُوْزُ اَنْ يُعَلِّمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مُحِبِّيْهِ وَاَوْلِيَائِهِ	یعنی تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ ایسا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس میں دخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے اس کی تعلیم فرمائے۔

اب ان تمام تفاسیر سے یہ بات خوب منقح ہوگئی کہ آیت مذکورہ میں علم ذاتی کی نفی ہے تعلیم الٰہی کی نفی نہیں۔ صاحب تقویۃ الایمان کا استدلال باطل ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر صدہا برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔ قرآن شریف میں اس کا بیان ہے:

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ

حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند ارجمند حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر ولادت سے پہلے دی۔ قرآن پاک میں ہے۔

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ﰳاسْمُهٗ يَحْيٰى ،،

قرآن کریم کی نفی علم غیب کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

حضرت مریم کو حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کی پہلے سے خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی کہ وہ دنیا و آخرت میں وجیہ ہوں گے ۔ مقرب بارگاہ حق ہوں گے ۔ پالنے میں لوگوں سے کلام فرمائیں گے ۔ اس میں فی الارحام کی بھی خبر ہے ۔ اور مافی غد کی بھی ۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يَامَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کی اپنے محبوبوں کو خبریں دیں پھر آیت کے یہ معنی لینا کہ ان غیوب خمسہ کی اللہ تعالیٰ کسی کو تعلیم بھی نہیں دیتا بالکل باطل اور خلاف قرآن ہے ۔ اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن میں موجود ہیں ۔ یہاں اسی قدر پر اکتفا کیا گیا ۔ اسی آیت کے تحت میں صاحب تقویت الایمان نے کشف و استخارہ پر طنز یں کی ہیں اور جھوٹا بتایا ہے لکھا ہے :

"کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے ۔ کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے ، کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے ۔ کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے ۔ کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے ۔ یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز ۔"

رمل ، پترا ، فالنامہ سب استخارہ اور کشف کے ساتھ ملا دیئے ۔ او ظالم کو شرم نہ آئی ۔ استخارہ حدیث میں وارد ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مشکوٰۃ شریف ۱۱۶)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو اس طرح استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھاتے ۔"

حل یث میں تو یہ ہے اور یہ بدنصیب استخارہ کا عمل سکھانے والے کو جھوٹا

کشف و استخارہ [illegible] سب [illegible] قرآن میں جھوٹ اور فریب ہے ۔

اور دغاباز بتاتا ہے۔ حدیث کی تو اس کو کیا پرواہ ہو گی۔ مگر اپنے پردادا شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہے گا۔ جنہوں نے قولِ جمیل میں استخارہ تعلیم کیا ہے ؎ کشفِ ارواح اطلاع لوحِ محفوظ کے لئے شغل دورہ اور صفحہ ۱۲۹ میں کشفِ وقائع آئندہ اور صفحہ ۱۲۵ میں کشفِ قبور اور صفحہ ۱۲۴ میں انکشافِ حالاتِ سمٰوٰت وارض و ملاقاتِ ارواح اور سیرِ جنت و نار کے طریقے لکھے ہیں۔ اپنے تقویت الایمانی حکم سے خود جھوٹا دغاباز ثابت ہوا۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۰ میں آیت (۴)

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِہِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے اُن لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔،،

آیت لکھنا اور اس کے معنیٰ بگاڑنا، قرآنی آیتیں پیش کر کے مغالطہ دینا کتنا بڑا جرم اور کیسی سیاہ دلی ہے۔ اس آیت کو نفیٔ علمِ غیب کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے۔ مگر آیت میں نام کو بھی اس کا ذکر نہیں۔ انبیاء و اولیاء کے علمِ عطائی کی نفی پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ آیت میں موجود نہیں۔ اور حیادار نے اس مدعا کے لئے بے دریغ آیت لکھ ڈالی کیسی جرأت ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ* یَدْعُوْنَ اور دُعَا دونوں لفظوں کا ترجمہ پکارنا کیا ہے۔ باوجودیکہ آیت میں یہ لفظ دونوں جگہ عبادت کے معنیٰ میں ہے۔ دوسری تحریف یہ ہے کہ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ سے معاذ اللہ اسلافِ اہلِ اسلام اور بزرگانِ دین مراد لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ:

"یہ جو بعضے لوگ نیک بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں،،

(تقویت صفحہ ۲۷)

باوجودیکہ آیت میں بُت مراد ہیں۔ یہ دونوں باتیں تفاسیر میں صاف موجود ہیں:

؎ اور کشف کے عمل تو وہی ہیں جو صراطِ مستقیم میں وہابی الکھے ہیں صفحہ ۱۲۸ میں ہے

* اپنا مدعا باطل ثابت کرنے کے لئے آیت کے معنی میں تحریف کس بے باکی سے کر رہا ہے

تفسیر جلالین صفحہ ۴۱۶ میں ہے:

وَمَنْ[1] اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا اَحَدٌ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا يَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ الْاَصْنَامُ لَا يُجِيْبُوْنَ عَابِدِيْهِمْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْئَلُوْنَهٗ اَبَدًا وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ عِبَادَتِهِمْ غَافِلُوْنَ لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ لَا يَعْقِلُوْنَ

بے دین نے قرآنِ پاک کا غلط ترجمہ کر کے خلق کو گمراہ کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ پر افترا کیا۔ قرآن پاک پر افترا کیا۔ جو حکم بتوں پر تھا وہ بزرگوں کی طرف منسوب کیا۔ یہ ظلم ڈھائے، ایسی مکاریوں سے وہابی دین کی بنا ڈالی۔ تفسیروں کو چھوڑا۔ مگر پھر بھی وہ من گھڑت ترجمہ چل نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر بقول اس کے مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ سے مراد لئے جائیں۔ بلکہ تمام مخلوق مراد لی جائے جیسا کہ تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے:

"کہ جو ورے اللہ کے ہیں۔ یعنی مخلوق سو وہ ان کو پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں"۔

اس سے لازم آتا ہے کہ تمام مخلوق آدمی، جن، فرشتے، سب کے سب بہرے اور قوتِ شنوائی سے محروم ہوں۔ کتنا ہی چیخو، پکارو، انھیں خبر نہ ہو مگر یہ بات واقع کے خلاف اور غلط ہے۔ تو آیت کے یہ معنیٰ نہیں ہو سکتے اور ایسے معنیٰ مراد لینا گمراہی ہے۔ کیا ہے دنیا میں کوئی وہابی جو اس معنی کو صحیح ثابت کر سکے مگر بات یہ ہے کہ ساری مخلوق کو وہابی بھی بہرا نہیں جانتے ہیں۔ چندہ کے لئے امیروں کے دروازے پر پکارتے پھرتے

(اسمٰعیل دہلوی کا اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم پر افترا۔)

---

[1] استفہام بمعنیٰ نفی کے ہے۔ یعنی اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور وہ بت ہیں جو اپنے پرستاروں کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے اور وہ ان کی عبادت سے غافل اور بے خبر ہیں۔ کیونکہ وہ بے عقل پتھر ہیں۔ ۱۲

(تفویت الایمان کے دین میں ساری مخلوق بہری ہے۔)

ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ تفویت الایمان کے حکم سے غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ ساری مخلوق بہری ہے۔ کوئی سُنتا ہی نہیں۔ بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیشوا نے اگرچہ یہاں مِنْ دُونِ اللّٰہِ کا ترجمہ لفظِ مخلوق سے کیا۔ مگر اس کو ساری مخلوق سے عناد نہیں ہے۔ اس کا مقصد خاص محبوبانِ بارگاہ مُقرّبانِ درگاہ کی تنقیص ہے۔ اسی لئے اس سے کچھ اوپر کہہ چکا ہے کہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں۔ لیکن مِنْ دُونِ اللّٰہ سے بزرگوں کو مراد لینے پر بجز سیاہ دلی اور بد باطنی کے کیا دلیل ہے۔ اولیاء انبیاء کی دشمنی میں بے دین نے آیت کے معنیٰ میں تحریف کی اور تحریف کرنے سے بھی وہ معنیٰ نہیں بنتے۔ کیونکہ بزرگ ایسے کون سے ہیں۔ جو قیامت تک نہیں سُن سکتے۔ زندہ بزرگ بھی سنتے ہیں اور جو اہلِ دنیا کی چشم ظاہر بیں سے پردہ کر چکے۔ ان کا سننا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے تو آیت میں بزرگ کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اسمٰعیلیوں سے پوچھو کہ تمہارے امام نافرجام کو بتوں کی اتنی محبت کیوں ہے کہ قرآن پاک میں جہاں ان پر کوئی حکم آیا اور اس نے بتوں کو بچایا۔ بزرگوں پر لگایا۔ یہ ہے وہابیوں کی توحید۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ

تفویت الایمان صفحہ ۲۷ میں ہے:

آیت (۵) قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ الآیۃ

نہیں اختیار رکھتا اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر کچھ کہ چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی۔،،

اس کے بعد صفحہ ۲۸ میں لکھا۔

،، کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی ،، پھر لکھا ،، غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں ۔،،

آیت میں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ کا استثنا تھا۔ خاندہ میں اس کو بھی اڑا دیا اور لفظ کچھ بڑھا کر تصریح کر دی۔ کہ حضور کو غیب کی ایک بات کا بھی علم نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کا تو اس طرح انکار اور اپنے چیلوں کے لئے لوح محفوظ تک کے علوم کی راہ نکالدی۔ جیسا کہ اوپر صراط مستقیم سے گذر چکا۔ گنگوہی جی نے شیطان تک کے لئے غیبی علوم تسلیم کر لئے۔ اور اشرف علی نے حفظ الایمان میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی غیبی علوم ثابت مان لئے۔ اس پر تو ان کا ایمان ہے۔ یہ کچھ شرک نہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بتعلیم الٰہی کسی غیب کے علم کا اثبات کیا اور شرک ہوا۔ تف ہزار تف اس بے دینی پر۔ علاوہ بریں اس آیت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کے لئے سند بنانا بھی باطل۔ کیونکہ اس میں نفی ہے۔ تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی۔

علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ میں فرماتے ہیں

فَاِنْ قُلْتَ قَدْ اَخْبَرَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُغَیَّبَاتِ وَقَدْ جَاءَتْ اَحَادِیْثُ فِی الصَّحِیْحِ بِذٰلِكَ وَھُوَ مِنْ اَعْظَمِ مُعْجِزَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَیْفَ الْجَمْعُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قَوْلِہٖ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ قُلْتُ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ قَالَہٗ عَلٰی سَبِیْلِ التَّوَاضُعِ وَالْاَدَبِ وَالْمَعْنٰی لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اَنْ یُطْلِعَنِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَیُقَدِّرَہٗ لِیْ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ یُطْلِعَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی عِلْمِ الْغَیْبِ۔	خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دی اور احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہوئیں اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات سے ہے تو آیۂ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الآیہ کے معنی میں فرماتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی۔ اور معنی آیت کے یہ ہیں۔ میں غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ علم غیب عطا ہونے سے قبل آپ نے لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الآیہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔

غرضکہ آیت شریفہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی پر استدلال کسی طرح درست نہیں۔ یہ پانچ آیتیں لکھنے کے بعد صاحب تقویۃ الایمان

نے تین حدیثیں لکھی ہیں:

حدیث (۱)

اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔

شروع کیا کچھ لڑکیوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں اُن لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔

(تقویت الایمان صفحہ ۳۰)

اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات نہ کہے کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔"

تقویت الایمان کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) ایک تو یہ کہ وہابیہ کے نزدیک شادی میں عورتوں کا گانا جائز ہے کیونکہ جب ان کا گانا نقل کر کے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ اس کو تسلیم ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہ وہ نابالغ بچیاں تھیں۔ کیونکہ حضور کا وَفِیْنَا نَبِیٌّ کہنے سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس عمر کی تھیں۔ کہ نہی شارع کی ان کی طرف درست ہو ورنہ اسمٰعیل صاحب کا مطلب فوت ہو جاتا ہے۔

(۲) مُردوں کا ذکر اور مرثیہ کا جواز نکلا۔

(۳) یہ ثابت ہوا کہ کل کی بات کے معنیٰ آئندہ کی خبریں ہیں۔

(۴) یہ کہنا کہ کل کی بات جانتے ہیں۔ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے۔ یعنی یہ عبارت علم عطائی کا اثبات کرتی ہے۔ اب یا اس حدیث کو پیش کرنا تو اس سے مخالف کا مدعا کسی طرح حاصل نہیں۔ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی۔ نہ یہ فرمایا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

توبہ کرو! از سر نو اسلام لاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون تو غلط نہ تھا لیکن وہ محل اس کے ذکر کا نہ تھا۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کی ایک یہ وجہ بھی ذکر کی ہے۔

اَوْ لِکَرَاھَۃِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدُّفِ وَاَثْنَاءِ مَرْثِیَۃِ الْقَتْلٰی لِعُلُوِّ مَنْصَبِہٖ عَنْ ذٰلِکَ۔

یعنی یا ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر دف بجاتے کرنا یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان آپ کو پسند نہ آیا اور یہ آپکے علو منصب کے لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا۔

ورنہ یہ مضمون تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شان اقدس میں عرض کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

نَبِیٌّ یَرٰی مَالَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ	وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْھَدٖ،
نبی ایسے کہ دیکھیں وہ نہ دیکھیں دوسرے جن کو	پڑھیں حق کی کتاب پاک ہر مشہد میں اے مومن،
فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ،	فَتَصْدِیْقُھَا فِیْ ضَحْوَۃِ الْیَوْمِ اَوْغَدٖ
جو فرمائیں کسی دن بات کوئی غیب کی حضرت	تو تصدیق اس کی ہو جائے اسی دن یا کہ اگلے دن

اس پر حضور کا انکار نہ فرمانا دلیل ہے۔ اس کی کہ مضمون صحیح ہے۔ اور آئندہ کے واقعات تو بیشمار ہیں۔ جن کی حضور نے خبریں دی ہیں۔ تمام کتب حدیث اس سے مالامال ہیں۔

حدیث (۲)

مَنْ اَخْبَرَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَۃَ۔	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تمکو کہ حضرت پیغمبر جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا۔

(ف) یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورۂ لقمٰن کے آخر میں مذکور ہیں۔ اور ان کی تفسیر اس فصل کے اوّل میں گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انھیں پانچ میں داخل ہیں۔ سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے۔ سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۱)

یہ مضمون خود آیت سورۂ لقمان میں تھا۔ اس کا شافی جواب اوپر ذکر ہو چکا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ علم ذاتی کی نفی ہے۔ اسی لئے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ "جو شخص ان پانچ کے اس علم کا اثبات کرے جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے وہ بڑا جھوٹا ہے"۔ یہ بالکل حق ہے کیونکہ آیت میں ان پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی تو اس کا اثبات کرنے والا ضرور کاذب مفتری ہے۔ رہا علم عطائی نہ آیت میں اس کی نفی نہ حضرت صدیقہ نے اس کا انکار فرمایا۔ اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَاء میں بہت زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں۔ جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک غیب پانچ چیزوں میں منحصر ہے۔

یہاں ایک بات قابل لحاظ اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ صاحب تقویۃ الایمان نے غیب تو صرف ان پانچ چیزوں میں منحصر کر دیا۔ اس کے سوا اور کوئی چیز اس کے نزدیک غیب نہیں نہ ذات و صفات الٰہی نہ جنت و دوزخ نہ عالم ارواح و ملائکہ و جنات نہ لوح محفوظ نہ دلوں کے وساوس و خطرات نہ دور و دراز مقامات کے حالات نہ گذرے ہوئے واقعات ان میں سے اس کے نزدیک کوئی بھی غیب نہیں۔ کیونکہ ان پانچ چیزوں میں داخل نہیں۔ **لہٰذا** ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہ میں جس کو اس نے تقویت کے صفحہ ۱۰ میں شرک بتایا ہے صفحہ ۳۱ کی اس تصریح نے غیب سے خارج کر دیا۔ اسی طرح صفحہ ۲۹ میں دل کے حال کا جاننا غائب کے

احوال سے باخبر ہونا جو اس نے شرک بتایا ہے وہ بھی غیب نہ رہا۔ تو اب شرک ہونے کی کیا وجہ؟ اسمٰعیل پرست اس عقدہ کو حل کریں اور بتائیں کہ اسمٰعیل نے حضرت صدیقہ کے افک کا ذکر کیوں کیا۔ جب وہ ان امور خمسہ میں نہیں غیب نہیں تو پھر اعتراض ہی کیا۔

حدیث (۳)

وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ — قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے۔

ف۔ یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۱)

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک انبیاء اور خاصانِ خدا کو تمک کی خبر نہیں تو اپنی نجات کا علم۔ معاذ اللہ۔

اس جہالت کی تو کیا شکایت کہ نفی درایت کو نفی علم سمجھا۔ باوجودیکہ درایت کے معنیٰ اٹکل اور قیاس سے جاننے کے ہیں۔

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۷۹ میں ہے:

(وَالرَّاجِحُ دِرَایَۃً) بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَنِ الْاَشْبَہِ اَیِ الرَّاجِحِ مِنْ جِہَۃِ الدِّرَایَۃِ اَیْ اِدْرَاکُ الْعَقْلِ بِالْقِیَاسِ عَلٰی غَیْرِہٖ

اور اس فریب کاری کا کیا گلہ کہ یہ مضمون منسوخ ہے اور آیت میں بھی وارد ہوا تھا۔ ملا عبدالرحمٰن دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں:

قَوْلُہٗ تَعَالٰی مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الْاٰیَۃ

صاحب تقویۃ الایمان نے منسوخ کو بنایا ناسخ۔

غضب تو یہ ہے کہ اس بیباک گستاخ نے حضرات انبیاء و اولیاء کی شان

میں وہ گستاخی کی جس سے دین کا تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے۔ جب انبیاء کو بھی اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہ ہو اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی تردد میں ہوں تو پھر کوئی ان کے دین کو کس امید پر قبول کرے گا۔ یہ تو وہ فسادی جملہ ہے جو دنیا کو اسلام سے مانع ہو اور برگشتہ کرے۔ کوئی سخت سے سخت معاند کافر مشرک بھی اس سے زیادہ کیا بدگوئی اور عداوت کرے گا۔ یہ وہی جملہ اس بے دین نے کہا جو عرب کے مشرکین کہہ چکے تھے۔

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ میں ہے:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَرِحَ الْمُشْرِكُوْنَ وَقَالُوْا وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا وَاحِدٌ وَّمَا لَهٗ عَلَيْنَا مِنْ مَزِيَّةٍ وَّفَضْلٍ وَلَوْلَا اَنَّهٗ اِبْتَدَعَ مَا يَقُوْلُهٗ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ لَاَخْبَرَهُ الَّذِيْ بَعَثَهٗ بِمَا يَفْعَلُ بِهٖ

یعنی اس آیت کے نزول پر مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے اور انھیں ہم پر کوئی مزیت و فضیلت حاصل نہیں اگر انھوں نے دین اپنے دل سے نہ گھڑا ہوتا تو ضرور ان کو بھیجنے والا انھیں خبردار کرتا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔

اسمٰعیل دہلوی مشرکین کا مقلد ہے

جو ان مشرکین نے زہر اگلا تھا وہی صاحب تقویۃ الایمان نے پیا، تقلید تو کرتا ہے مشرکین کی دین تو اخذ کرتا ہے ان کا اور بنتا ہے موحد، جو آیتیں ان مشرکین کا رد کرتی ہیں وہی اس بے دین کو سناؤ!

آیت

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں فتح مبین اور

آخرت میں غفران کا مژدہ دیا اور بتادیا کہ ان کے ساتھ ان کا رب کیا کرے گا۔

دوسری آیت:

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی — یعنی بیشک آخرت آپ کے لئے اُولیٰ سے بہتر ہے۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی — اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔

اندھوں سے کہو آنکھوں کا علاج کرو۔ قرآن پاک بتا رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرے گا۔ اتنا دے گا۔ کہ انھیں راضی کردے گا۔

حضور فرماتے ہیں:

اِذًا لَّا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ — جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۹۹

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے۔ قرآن پاک پہ ہر ایمان لانے والا جانتا ہے۔ کہ حضور کے لئے یہ درجات عالیہ ہیں۔

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط

اس بے دین کو یہ آیات نظر نہ آئیں۔ مشرکین کے اس ناپاک قول کو لے اڑا۔ جو انھوں نے لوگوں کو اسلام سے روکنے اور منحرف کرنے کے لئے گھڑا تھا۔ مشرکین کی تقلید کی ہے حالانکہ مشرکین کی تو چالی اور صریح قرآن کی مخالفت اس بے دین نے اختیار کی۔ مگر سب عداوت انبیاء و اولیاء مقبولان بارگاہ و محبوبان درگاہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ہے اپنے پیر کے لئے یہ اعتقاد نہیں اس کو اپنے خاتمہ اور آخرت کا حال معلوم نہ تھا۔ بلکہ وہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ پیر جی نے اپنے سارے مریدوں کی مغفرت کا خدا سے وعدہ لے لیا تھا۔ اور ذمہ دار

(حاشیہ: صاحب تقویۃ الایمان نے مشرکین کی تقلید کی)

بنالیا تھا۔ جب مرید کرنا شروع کیا۔ اب وہ مرید کیسے ہی ہوں۔ کتنی ہی شیطنت کریں بخشے ضرور جائیں گے۔ کیونکہ پیر جی خدا کو اِن کا ذمہ دار بنا چکے ہیں۔ دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۱۷۵ :

روزے حضرت جل وعلا دست راستِ ایشاں را بدستِ قدرتِ خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرتِ ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر ہم خواہم داد تا آنکہ شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے بیعت نمود حضرت دراں زماں علی العموم اخذ بیعت نمی کردند بنا بر علیہ آں شخص را ہم قبول نفرمودند آں شخص بیش از پیش الحاح کرد، حضرت ایشاں بآں شخص فرمودند کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہر چہ مناسب وقت خواہد شد۔ ہماں بعمل خواہد آمد باز حضرت ایشاں بنا بر استفسار و استیذان بجناب حضرت حق متوجہ شدند عرض نمودند کہ بندۂ از بندگانِ تو استدعا می کند کہ بیعت بمن نماید و تو دست مرا گرفتہ و ہر کہ دریں عالم دست کسے را می گیرد پاس دست گیری ہمیشہ می کند۔ واوصاف ترا باخلاق مخلوقات ہیچ

اسمٰعیل کے پیر کی خدا کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر خرافات اور تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ ولینا۔

لہ ایک روز حضرت حق جل وعلا نے ان کا (پیر جی) داہنا ہاتھ اپنے دستِ قدرت میں لے کر امورِ قدسیہ میں سے جو چیز انتہا درجہ کی رفیع و بدیع تھی ان حضرت کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ تجھ کو میں نے ایسا دیا اور اور چیزیں بھی دوں گا یہاں تک کہ ایک شخص نے ان حضرت کی جناب میں بیعت کی درخواست کی حضرت ایسے زمانہ میں بالعموم بیعت نہیں لیتے تھے۔ اسی بنا پر اس شخص کے التماس کو قبول نہ فرمایا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نسبتے نیست پس دراں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ
بر دستِ تو بیعت خواہد کرد۔ گو لکھو کھا باشند ہر یک را کفایت خواہم
کرد۔

اہلِ انصاف غور کریں کہ پیر کے لئے تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کے تمام مرید مغفور ہیں
اور پیر کو معلوم ہے کہ اس کے تمام مریدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں رحمت و کرم کا سلوک
فرمائے گا مگر انبیاء کو معلوم نہیں۔ کہ خاص ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ معاذ اللہ لعنت ہے
اس عقیدہ پہ پیر کی نسبت کون سی وحی آئی تھی۔ کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ اس
کو اپنے مریدوں کا حال معلوم ہے۔ وہاں تو بے سند سب کچھ تسلیم کر لیا۔ اور انبیاء علیہم السلام
کے انکار علم میں آیاتِ قرآنیہ و احادیث نبویہ سب سے آنکھیں بند۔ حد سے تجاوز اس
قدر کہ پیر جی کے لئے معراج کا بھی قائل ہو گیا۔ لفظِ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جو قرآن پاک و احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت اس میں تو
بے دینی نے طرح طرح کے حیلے بہانے نکالے۔ مگر پیر جی کی معراج کا اس طرح قائل کہ گویا اس کا
معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے یارانہ ہی ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی

(باقی صفحہ گزشتہ) اس شخص نے زیادہ سے زیادہ عاجزی کی تو ان حضرت (پیر مغاں) نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک
دو روز توقف کرنا چاہئے۔ اس کے بعد جو مناسب وقت ہو گا عمل میں لایا جائے گا۔ پھر وہ حضرت (پیر مغاں)
استفسار و استیذان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندہ
مجھ سے بیعت کرنے کی استدعا کرتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ
پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کا پاس کیا کرتا ہے۔ تیرے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ نسبت نہیں۔
پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے۔ اس طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا
گو لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کروں گا۔ ۱۲

ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک ہاتھ ہی سے مصافحہ۔ اور بوسہ بھی نہ لیا۔ کیا خدا کے ہاتھ کا چومنا بھی شرک تھا۔ پھر یہ تمام کہانی خواب نہیں بتاتا خیال نہیں کہتا۔ دیکھی اس کی گمراہی۔

اب صراطِ مستقیم کی اس عبارت کا حکم تقویۃ الایمان میں تلاش کیجئے تاکہ معلوم ہو کہ اسمٰعیل اپنے پیر سید احمد کے حق میں یہ اعتقاد کر کے کس درجہ پر پہونچا۔

ملاحظہ ہو:

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اس بات کے لئے قائل تھے کوئی اللہ کی برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے۔ اسی سے کافر ہو گئے۔

اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان کے حکم سے باقرار خود کافر

اب آپ دیکھئے کہ حکم صاف معلوم ہو گیا کہ اسمٰعیل جو اپنے پیر کو اللہ کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے اپنے تمام مریدوں کو پہلے ہی بخشوا لیا۔ تو وہ تقویۃ الایمان کے اس حکم سے باقرار خود کافر ہوا ؎

اس بُت کا پاؤں الجھا ہے زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا!

صاحبِ تقویۃ الایمان کی پیر پرستی کا حکم تقویۃ الایمان سے تو معلوم ہوا۔ اب ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی ملاحظہ ہو:۔

وَقَالَ الْکَوَاشِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِ سُوْرَۃِ النَّجْمِ	یعنی کواشی نے سورۂ نجم کی تفسیر میں
وَمُعْتَقَدُ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی ھُنَا بِالْعَیْنِ	کہا۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
لِغَیْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	کے سوا کسی اور کے لئے آنکھ سے خدا کے

اسمٰعیل کی پیر کی رویت اور اس کا حکم شرح فقہ اکبر سے

غَیْرُ مُسْلِمٍ وَقَالَ الْاُرْدُبَیْلِیُّ فِیْ کِتَابِہٖ الْاَنْوَارِ وَلَوْ قَالَ اِنِّیْ اَرَی اللّٰہَ عِیَانًا فِی الدُّنْیَا اَوْ یُکَلِّمُنِیْ شِفَاھًا کَفَرَ انتھٰی

شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۱

دیدار کا اعتقاد رکھنے والا غیر مسلم ہے اور اردبیلی نے اپنی کتاب انوار میں کہا کہ جس نے کہا میں اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے کلام کرتا ہے وہ شخص کافر ہو گیا ۔

اب بتائیں وہابی کہ پیر کی نسبت رویت و کلام کا اعتقاد کر کے اسمٰعیل کیا ہوا ؟ اس کا کیا حکم ہے ۔ انبیاء علیہم السلام کی تو شفاعت کا بھی انکار اور پیر جی کا حضرت حق سے یارانہ بتا دیا ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

شفاعت کا بیان

خاصانِ حق کی شفاعت حق ہے ۔ اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیاتِ قرآنی اِس کی شاہد ہیں ۔ احادیث اِس باب میں درجۂ شہرت بلکہ تواتر معنوی تک پہنچی ہیں کتبِ دینیہ اِس سے مالا مال ہیں :

فقہ اکبر ص۱۱ میں حضرت امام الائمہ سراج الأمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

شَفَاعَۃُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَشَفَاعَۃُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ وَلِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْھُمُ الْمُسْتَوْجِبِیْنَ لِلْعِقَابِ حَقٌّ ثَابِتٌ ۔

یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق و ثابت ہے

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری اس کی شرح میں صفحہ ۱۱۴ پر فرماتے ہیں :

فَقَدْ وَرَدَ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیْ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ عَنْ اَنَسٍ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ عَنْ جَابِرٍ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْخَطِیْبُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَهُوَ حَدِیْثٌ مَشْهُوْرٌ فِی الْمَبْنٰی بَلْ اَحَادِیْثُ فِیْ بَابِ الشَّفَاعَةِ مُتَوَاتِرَةُ الْمَعْنٰی وَمِنَ الْاَدِلَّةِ عَلٰی تَحْقِیْقِ الشَّفَاعَةِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ اِذْ مَفْهُوْمُهٗ اَنَّهَا تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَكَذَا شَفَاعَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

لہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ حضور نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ اس حدیث کو امام احمد ابو داؤد ترمذی و ابن حبان و حاکم نے حضرت انس سے اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے جابر سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور خطیب نے حضرت ابن عمر و کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا تو حدیث مشہور المبنی بلکہ باب شفاعت میں احادیث متواتر المعنیٰ ہیں۔ اور ثبوت شفاعت کے دلائل میں سے آیۂ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ الآیہ اور آیۂ فَمَا تَنْفَعُهُمْ الآیہ ہیں۔ کیونکہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ شفاعت مومنین کو نفع دیگی۔ ایسے ہی ملائکہ کی شفاعت آیۂ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ الآیہ جس روز تمام ذی روح اور فرشتے خدا کے سامنے صف بستہ (خشوع و خضوع کے ساتھ) کھڑے ہوں گے (اس روز) کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمٰن (بولنے کی) اجازت دیدے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے گا۔،،
اور اسی طرح عالموں، ولیوں، شہیدوں، غریبوں، مومنین کے بچوں بادؤں پر صبر کرنیوالوں کی شفاعت بھی مومنین کو نفع بخشے گی۔،،

وَقَالَ صَوَابًا وَكَذَا شَفَاعَةُ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ وَالْفُقَرَاءِ وَاَطْفَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالصَّابِرِيْنَ عَلَى الْبَلَاءِ وَقَالَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ كِتَابِهِ الْوَصِيَّةِ وَشَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ لِكُلِّ مَنْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ صَاحِبَ كَبِيْرَةٍ انتہی ــ الشَّفَاعَةُ لَيْسَتْ مُخْتَصَّةً بِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَاِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ السَّلَامُ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى جَمِيْعِ الْاُمَمِ كَاشِفُ الْغُمَّةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنْوَاعًا مِنَ الشَّفَاعَةِ لَيْسَ هٰذَا مَقَامُ بَسْطِهَا وَفِى الْعَقَائِدِ النَّسَفِيَّةِ وَالشَّفَاعَةُ ثَابِتَةٌ لِلرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَخْيَارِ فِىْ حَقِّ اَهْلِ الْكَبَائِرِ بِالْمُسْتَفِيْضِ مِنَ الْاَخْبَارِ وَفِى الْمَسْئَلَةِ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَةِ اِلَّا فِىْ نَوْعِ الشَّفَاعَةِ لِرَفْعِ الدَّرَجَةِ

علامہ علی قاری رحمہ الباری ضوء المعالی شرح قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں:

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق و ثابت ہے جو اہل جنت میں سے ہوں اگرچہ صاحب کبیرہ ہو اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اسی امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کیلئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی شفاعت کئی قسم کی ہے ۔ یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں ۔ اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ ابقیہ گے،

وَالْمَعْنٰى شَفَاعَةُ اَهْلِ الْخَيْرِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ لِاَهْلِ الذُّنُوْبِ الْكَبَائِرِ فَضْلًا عَنِ الذُّنُوْبِ الصَّغَائِرِ مَرْجُوَّةٌ مَاْمُوْلٌ" ۔ نیز اسی میں ہے : وَفِيْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ قَالَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ" الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ قَوْلَهٗ مَرْجُوَّةٌ يُوْهِمُ اَنَّ الشَّفَاعَةَ ظَنِّيَّةٌ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ بَلْ هِيَ قَطْعِيَّةٌ" لِوُرُوْدِ اَحَادِيْثَ مُشْتَهِرَةٍ كَادَتْ اَنْ تَكُوْنَ مُتَوَاتِرَةً

حضرات انبیاء و اولیاء، علماء و شہداء کی شفاعت۔

عقائد کی ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء، و اولیاء، و علماء و شہداء کی شفاعت حق ہے ۔ اور ایماندار اس سے نفع پائیں گے ۔ خواہ وہ گناہ گار ہوں یا ان سے کبائر سرزد ہوئے ہوں ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بہت اقسام کی شفاعتیں ثابت ہیں ۔ اور تمام امتیں حضور کی شفاعت سے فائدہ اٹھائیں گی ۔ اور مسئلہ شفاعت تو قطعی ہے بکثرت آیات اور بے شمار حدیثیں اس میں وارد ہیں ۔ تمام ائمہ حدیث نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں ۔ معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ تھا وہ شفاعت کا منکر تھا ۔ مگر اتنا وہ بھی مانتا تھا کہ رفع درجات کے لئے شفاعت ہوگی ۔ وہابیہ نے انکار شفاعت میں شاگردی تو اس کی کی مگر استاد سے بڑھ گئے کہ شفاعت کو سرے سے ہی جھٹلا دیا ۔ اسی پر صبر نہ کیا ۔ بلکہ اس عقیدہ کو شرک ٹھہرا دیا ۔

مسئلہ شفاعت قطعی ہے۔

وہابیہ انکار شفاعت میں معتزلہ سے بھی آگے بڑھ گئے۔

علامہ علی قاری شرح شفائے قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۴۶۰ میں فرماتے ہیں :

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اور نیک لوگوں کیلئے اہل کبائر کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف ہے ۔ سوائے اس شفاعت کے جو رفع درجہ کے لئے ہو۔

اَلشَّفَاعَۃُ[1] ثَابِتَۃٌ عَلٰی مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ السُّنَّۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا وَلَا عِبْرَۃَ بِمَنْعِ الْخَوَارِجِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزِلَۃِ مُسْتَدِلِّیْنَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ فَاِنَّہٗ مَخْصُوْصٌ بِالْکَافِرِیْنَ وَاَمَّا تَخْصِیْصُھُمْ اَحَادِیْثَ الشَّفَاعَۃِ بِزِیَادَۃِ الدَّرَجَاتِ فِی الْجَنَّۃِ فَبَاطِلٌ لِتَصْرِیْحِ الْاَدِلَّۃِ بِاِخْرَاجِ مَنْ دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْھَا۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انکارِ شفاعت خوارج معتزلہ کی گمراہی تھی۔ وہابیہ نے ان کا فضلہ کھایا۔ اور خارجی معتزلی اپنی دلیل میں وہ آیت پیش کرتے تھے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہی روش وہابیہ نے اختیار کی اور اتنا اور اضافہ کیا کہ معتزلہ وغیرہ تو ایک طرح مانتے بھی تھے یہ کسی طرح کی نہیں مانتے اور وہ فقط وہ آیتیں انکارِ شفاعت میں پیش کرتے تھے جو کافروں کی شان میں وارد ہیں۔ یہ ان کے ساتھ ایسی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں جو بتوں کے حق میں ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو اس کا مصداق ٹھہرا کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کرتے ہیں۔ تقویت ایمان والے نے انکارِ شفاعت میں بڑا ہی غضب ڈھایا۔ آیتوں اور حدیثوں کے معنی میں تحریفیں کیں۔ کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقربانِ بارگاہِ حق پر چسپاں کیا۔ قرآن و احادیث میں افترا اٹھائے۔ اس مسئلہ میں اس کے عقائد و اقوال کا خلاصہ یہ ہے جو بحوالہ صفحات تقویت الایمان پیش کیا جاتا ہے۔

وہابیہ نے خوارج و معتزلہ کا فضلہ کھایا۔

---

[1] شفاعت باجماعِ اہلِ سنت ثابت ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا: روزِ قیامت شفاعت نفع نہ دے گی۔ مگر جس کے لئے رحمٰن نے اذن فرمایا۔ اور اس کی بات سے راضی ہوا۔ اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیۂ فَمَا تَنْفَعُھُمْ سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت

مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویت الایمان کے اقوال کے خلاصے !

(۱) انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا (صفحہ ۵ ۔ (۲) اوروں کو ماننا محض خبط ہے (صفحہ ۸) (۳) کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ صفحہ ۸ ۔ (۴) کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ صفحہ ۸ ۔ (۵) اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا شرک تھا۔ صفحہ ۸ ۔ (۶) یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ مخلوق سمجھے ! جب بھی ابوجہل کے برابر مشرک صفحہ ۸ ۔ (۷) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی نہیں صفحہ ۹ (۸) کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے۔ صفحہ ۹ (۹) اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو اللہ کی برابر نہ سمجھے۔ اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے صفحہ ۲۲ ۔ (۱۰) تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے۔ اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے۔ اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچا لے گا کیونکہ یہ بات محض غلط ہے کیونکہ میں آپ کو ہی ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔ صفحہ ۲۲ ۔ (۱۱) شفاعت کی

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والے کی شفاعت سے نفع نہ ہوگا۔ اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل جنت کیلئے خاص کرنا باطل ہے۔ کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔ ۱۲

تین قسمیں (پہلی قسم) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ نخواہ قبول کرے۔ پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادی اور بیگیات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا۔

(تقویۃ الایمان میں پہلی قسم کا نام شفاعت وجاہت اور دوسری کا شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا)۔

"سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور جو کوئی کسی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل۔" صفحہ ۳۴ و ۳۵۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہو گئی مگر ہمیشہ کا چور نہیں ہے اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا۔ سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے۔ اور لائق سزا کے جانتا ہے۔ بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے۔ مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے۔ سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو بظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اس

امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی۔ بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی۔ جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے۔ اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں۔ صفحہ ۳۶ و ۳۷۔ (۱۲) وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں صفحہ ۳۸۔ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے۔ مجھ سے جتنا چاہے میرا مال کام آؤں گا۔ میں تیرے اللہ کے ہاں صفحہ ۴۲ (۱۳) اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ صفحہ ۴۲، (۱۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی۔ ،،

" صفحہ ۴۲ ،،

مسئلہ شفاعت میں تقویت الایمان کے عقائد و اقوال یہ ہیں۔

جن کے خلاصے درج کئے گئے ان میں سے اکثر کا رد بشرح و تفصیل مذکور ہو چکا۔ چنانچہ (۱) کا جواب صفحہ ۲۸ و ۲۹ - ۳۵ و ۳۶ - ۳۸ و ۴۶ - ۵۴ و ۵۹ میں، (۲) کا جواب صفحہ ۸۵ و ۹۵ - ۳ و ۹ کا جواب صفحہ ۲۵ و ۱۲۱ و ۱۳۵ و ۱۳۷ و ۱۵۸ میں اور ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۴ کا جواب صفحہ ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ میں مذکور ہو چکا۔ اس کے علاوہ ان تمام طوفانوں کا ایک یہی جواب کافی ہے۔ کہ ملاجی کے یہ تمام جملے اپنے ہی اوپر ہیں اور کفر و شرک کے تمام احکام کا اتم مصداق تو دان کی اپنی ذات ہے کہ وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر کی نسبت خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ و عہد لینے کا اعلان کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲ میں ذکر کر چکے ہیں۔ تاہم مزید بصیرت کے لئے ہم چند آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ تقویت الایمان میں کس دھڑلے سے قرآن و حدیث کی مخالفت کی گئی۔ قرآن پاک میں محبوبانِ حق کا

اسمٰعیل کفر و شرک کا اتم مصداق خود ہے

شفاعت کا اثبات ہے۔ اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے۔ اور ان کے اس اعتقاد کا ابطال کیا گیا ہے۔ کہ بت بارگاہِ الٰہی میں شفیع ہیں۔ کیونکہ شفاعت مقربین کی ہو سکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی۔ یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں۔ وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں اپنے دشمنوں پر صادر فرمایا ہے۔ وہ اس کے محبوبوں اور مقربوں پر لگاتے ہیں۔

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی باوجودیکہ قرآن حکیم میں جابجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین و محبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے۔ اور مقبولانِ بارگاہ کا استثنا فرمایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر چند آیتیں ملاحظہ کیجیے:۔

آیت (۱) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (سورۂ بقر پارہ ۳)

یعنی وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے

تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ میں ہے:۔

وَالْمَعْنٰی لَا یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ زَعَمُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ بِقَوْلِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَةَ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَشَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ۔

شفاعت کا اثبات قرآن کریم سے

یعنی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر و ارادہ سے یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے۔ اس کا رد فرمایا اور خبر دی کہ اللہ کے حضور میں کوئی شفاعت نہیں سوائے اس کے جس کو اس نے

اِلَّا بِاِذْنِہٖ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور بعض انبیاء و ملائکہ کی شفاعت اور بعض مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے۔ مگر مقربانِ بارگاہ کا استثناء فرما کر ان کی شفاعت ثابت کر دی۔

آیت (۲) مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ، سورۂ یونس رکوع ۱، پارہ ۱۱
کوئی شفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد
اس میں بھی بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربین ماذونین کا استثناء ہے۔

آیت (۳) لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (سورۂ مریم رکوع ۶ پارہ ۱۶
شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جنہوں نے رحمٰن کے پاس اقرار کر رکھا ہے

آیت (۴) یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا (سورۂ طٰہٰ رکوع ۶ پارہ ۱۶)
اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی۔ مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دیدیا ہے۔ اور اس کی بات پسند فرمائی۔

آیت (۵) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝ (سورۂ سبا رکوع ۳ پارہ ۲۲)
اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔ یہاں تک کہ جب اذن دیکر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جاتی ہے۔ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب

نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں حق فرمایا (یعنی اذنِ شفاعت فرمادیا)، وہی ہے بلند بڑا۔

آیت (۶) وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، سورہ زخرف (رکوع ۷، پارہ ۲۵)

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انھیں ہے جو حق کی گواہی دیں۔ اور علم رکھیں!

ان آیتوں میں بتوں اور کافروں کی شفاعت کی نفی ہے۔ اور مشرکین کے زعم باطل کا ابطال ساتھ ہی مقبول وماذون بندوں کا استثنار اور ان کی شفاعت کا اثبات ہے۔ باوجود اس کے اولیار وانبیار کی شفاعت کا منکر ہوجانا اور یہ کہدینا کہ کوئی کسی کا وکیل وسفارشی نہیں جو انبیار واولیار کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک۔ کیسی بے دینی فریب دہی اور قرآن پاک کی مخالفت ہے۔ تقویت الایمان والے نے قرآنِ پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر قرآن کی مخالفت کی ہے۔ اور عوام کو مغالطہ دیا ہے۔ تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ یہ مضمون قرآن ہی کا ہے۔ باوجودیکہ قرآن میں جابجا اس کے خلاف ارشاد ہے۔ اب چند آیتیں اور پیش کروں جن سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کیا رتبہ دیا ہے اور کیسی شفاعت عطا فرمائی ہے۔

آیت (۷)

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ؕ

سورہ نسار رکوع ۹ پارہ ۵

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ باذن اللہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں

آیت (۸)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۝
سورۂ انفال رکوع ۴ پارہ ۹

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جبتک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

آیت (۹)

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت

تفسیر مدارک میں ہے:

وَقِيْلَ هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فِی الدَّارَيْنِ وَلِلْكَافِرِيْنَ فِی الدُّنْيَا بِتَاخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ فِيْهَا۔

یعنی کہا گیا کہ آپ مومنین کے لئے دنیا و آخرت میں رحمت ہیں اور کافروں کے لئے دنیا میں کہ آپ ہی کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۸۶ میں ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَامٌّ فِیْ حَقِّ مَنْ اٰمَنَ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ فَمَنْ اٰمَنَ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَّهٗ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَّهٗ فِی الدُّنْيَا بِتَاخِيْرِ الْعَذَابِ عَنْهُ وَرَفْعِ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ وَالْاِسْتِيْصَالِ

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ مومن غیر مومن سب کے حق میں عام ہے، کیونکہ ایماندار کیلئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور کافر کیلئے دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت وہ استیصال اور خسف و مسخ سے امن میں رہے اور عذاب میں تاخیر فرمائی گئی۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۶۸ میں ہے:

قال الکاشفی: در کشف الاسرار آوردہ کہ از رحمت وے بود کہ امت را در ہیچ مقام فراموش نہ کرد اگر در مکۂ معظمہ بود اگر در مدینہ زاہرہ اگر در مسجد مکرم بود و اگر در حجرۂ طاہرہ ہمچنیں در ذروۂ عرش اعلیٰ و مقام قاب قوسین او ادنیٰ یاد فرمود کہ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فردا در مقام محمود بساط شفاعت گستردہ گوید امتی امتی۔

عاصیانِ پر گنہ در دامنِ آخر زماں دست در داماں تو دارند وجاں در آستیں
نا امید از حضرت بانصرتت نتواں شدن چوں توئی در ہر دو عالم رحمۃ للعالمین

ترجمہ: اور گنہگار خطاکار نبی آخر الزماں علیہ التحیۃ والثناء کے دامن میں ہیں ہاتھ آپکے دامن میں رکھتے ہیں اور جان آستین میں، آپ کی بارگاہ کی بارگاہ کی امداد سے ناامید نہیں ہوا جا سکتا جبکہ آپ ہی دونوں جہان میں رحمۃ للعالمین ہیں۔

قَالَ بَعْضُ الْکِبَارِ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً مُطْلَقَةً تَامَّةً کَامِلَةً عَامَّةً شَامِلَةً جَامِعَةً مُحِیْطَةً بِجَمِیْعِ الْمُقَیَّدَاتِ مِنَ الرَّحْمَةِ الْغَیْبِیَّةِ وَالشَّهَادَةِ الْعِلْمِیَّةِ وَالْعَیْنِیَّةِ وَالْوُجُوْدِیَّةِ وَالشُّهُوْدِیَّةِ وَالسَّابِقَةِ وَاللَّاحِقَةِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ لِلْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعِ عَوَالِمِ ذَوِی الْعُقُوْلِ وَغَیْرِهِمْ مِنْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَامِ وَمَنْ کَانَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ لَزِمَ اَنْ یَّکُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ کُلِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یعنی کاشفی نے کہا کہ کشف الاسرار میں نقل کیا ہے کہ آپ کی شانِ رحمت یہ ہے کہ امت کو کسی مقام میں فراموش نہ فرمایا نہ مکہ مکرمہ میں نہ مدینہ زاہرہ میں نہ مسجد مکرم میں نہ حجرۂ طاہرہ میں ایسے ہی عرش اعلیٰ کی بلندی اور مقام قاب قوسین میں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ۔ عرض کر کے یاد فرمایا کل مقام محمود میں بساطِ شفاعت مبسوط فرما کر اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرمائیں گے۔ ؎

عاصیوں کو ہے سہارا آپ ہی کی ذات سے
آپ ہیں دونوں جہاں میں رحمۃ للعالمین

بعض اکابر نے اس آیت کے معنیٰ میں فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ یعنی ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ رحمتِ غیبیہ و شہادتِ علمیہ و عینیہ و وجودیہ شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیرہ تمام مقیدات کو محیط ہے۔ پھر ایسی رحمت کس کے لئے لِلْعٰلَمِیْنَ تمام عالموں کل جہانوں کے لئے عالم ذوی العقول کے لئے بھی غیر ذوی العقول کے لئے بھی عالم ارواح کے لئے بھی عالم اجسام کے لئے بھی اور جو تمام عوالم کے لئے رحمت ہو۔ لازم ہے کہ وہ کل عالمین سے افضل ہو۔ اور اسی میں ہے:

وَفِی التَّاوِیْلَاتِ النَّجْمِیَّةِ فِیْ سُوْرَةِ مَرْیَمَ بَیْنَ قَوْلِهٖ وَرَحْمَةً مِّنَّا فِیْ حَقِّ عِیْسٰی

لہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سورۂ مریم میں وَرَحْمَةً مِّنَّا فرمایا اور ہمارے حضور کی شان میں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ارشاد ہوا ان دونوں میں فرق عظیم ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حق میں رحمت کو مقید کیا گیا مِنْ کے ساتھ اور مِنْ تبعیض کے لئے ہوتا ہے اسی لئے حضرت

وَبَيْنَ قَوْلِهٖ فِيْ حَقِّ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَرْقٌ عَظِيْمٌ وَهُوَ اَنَّهٗ فِيْ حَقِّ عِيْسٰى ذَكَرَ الرَّحْمَةَ مُقَيَّدَةً بِحَرْفِ مِنْ لِلتَّبْعِيْضِ فَلِهٰذَا كَانَ رَحْمَةً لِّمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَ مَا جَاءَ بِهٖ اِلٰى اَنْ بَعَثَ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ انْقَطَعَتِ الرَّحْمَةُ مِنْ اُمَّتِهٖ بِنَسْخِ دِيْنِهٖ وَفِيْ حَقِّ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَكَرَ الرَّحْمَةَ لِلْعٰلَمِيْنَ مُطْلَقًا فَلِهٰذَا لَا تَنْقَطِعُ الرَّحْمَةُ عَنِ الْعَالَمِيْنَ اَبَدًا اَمَّا فِي الدُّنْيَا فَبِاَنْ لَّا يُنْسَخَ دِيْنُهٗ وَاَمَّا فِي الْاٰخِرَةِ فَبِاَنْ يَّكُوْنَ الْخَلْقُ مُحْتَاجِيْنَ اِلٰى شَفَاعَتِهٖ حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَافْهَمْ جِدًّا قَالَ فِيْ عَرَائِسِ الْبَقْلِيْ اَيُّهَا الْفَهِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَنَا اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَهٗ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيْعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى مِنْ بَعْضِ نُوْرِهٖ فَاِرْسَالُهٗ اِلَى الْوُجُوْدِ وَالشُّهُوْدِ رَحْمَةٌ لِّكُلِّ مَوْجُوْدٍ اِذِ الْجَمِيْعُ صَدَرَ مِنْهُ فَكَوْنُهٗ كَوْنُ الْخَلْقِ وَكَوْنُهٗ سَبَبُ وُجُوْدِ الْخَلْقِ وَسَبَبُ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ فَهُوَ رَحْمَةٌ كَافِيَةٌ ۔

اب معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن کے لئے بھی رحمت کافر کے لئے بھی عالم اجسام کے لئے بھی عالم ارواح کے لئے بھی اور سب آپ کی شفاعت کے محتاج ہیں

(حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ) عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے مومنین و متبعین کے لئے اس وقت تک رحمت تھے جب تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ پھر آپ کا دین منسوخ ہوگیا اور اس امت سے وہ رحمت منقطع ہوگئی اور ہمارے حضور کو تمام عالمین کے لئے مطلقاً رحمت فرمایا۔ اسی لئے رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہ ہوگی دنیا میں تو اس طرح کہ آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا اور آخرت میں اس طرح کہ خلق آپ کی شفاعت کی محتاج ہوگی۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام عرائس بقلی میں کہا ہے کہ اے دانا اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا پھر عرش سے ثریٰ تک تمام مخلوقات کو آپ کے نور کی جھلک سے بنایا تو وجود و شہود کی طرف آپ کا ارسال ہر موجود کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا مصدر آپکی ذات ہے تو آپ کی ہستی ہی خلق کی ہستی ہے اور آپ کا وجود خلق کے لئے وجود کا سبب اور تمام خلق پر رحمت الٰہی کا سبب تو آپ رحمت کاملہ ہیں - ۱۲

حتیٰ کہ ابراہیم خلیل بھی اور آپ کا وجود ہر موجود اور تمام مخلوق کے لیے رحمت مطلقہ عامہ تامہ کاملہ شاملہ کافیہ ہے اور بفضل اللہ اس رحمت کو انقطاع نہیں ابد تک برسر فیض رہے گی۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

زمہجوری برآمد جانِ عالم، ترحم یا نبی اللہ ترحم،
نہ آخر رحمۃ اللعالمینی، زمحروماں چرا فارغ نشینی
زخاک اے لالۂ سیراب برخیز چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
اگرچہ غرق دریائے گناہم فتادہ خشک لب برخاک راہم،
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی برحالِ لب خشکاں نگاہے

آپ کی جدائی سے دنیا کی جان نکل رہی ہے رحم فرمائیے یا نبی اللہ رحم فرمائیے۔ کیا آپ رحمۃ اللعالمین نہیں ہیں، فرقت کے ماروں سے فارغ ہو کر آپ کس طرح بیٹھیں گے اے روح کو سیرابی عطا کرنے والے، گل سیارترتازہ سے اٹھئے نرگس کی طرح خواب سے بیدار ہو جائیے میں گناہوں کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں آپ کی گزر راہ پر خشک ہونٹ لئے ہوئے پڑا ہوں آپ رحمت کے بادل ہیں یہی بہتر ہے کہ کبھی کبھی خشک لب والوں کے حال پر نگاہ کرم فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۰

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

سورہ توبہ رکوع آخر پارہ ۱۱

اس آیت مبارکہ میں بیان ہے کہ حضور پر ہم غلاموں کی تکلیف شاق و گراں ہے وہ ہماری بہبود چاہتے ہیں۔ مسلمانوں پر رؤف و رحیم ہیں۔

وہابیہ کے نزدیک یہ خالی لفظ ہیں یا ان کے کچھ معنیٰ بھی جب تقویت الایمان والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ وکیل سفارشی نہیں ہو سکتا تو وہ ان آیات پر کس طرح ایمان رکھ سکتے ہیں۔ جن میں حضور کو رؤف و رحیم بتایا جا رہا ہے۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: رَءُوْفٌ بِالْمُطِیْعِیْنَ رَحِیْمٌ بِالْمُذْنِبِیْنَ کہ حضور فرمانبرداروں کے حق میں رؤف اور

گنہگاروں کے لئے رَحِیْم ہیں۔ اب پوچھو وہابیہ سے کہ وکیل و سفارشی تک نہ ماننے کا ناپاک عقیدہ قرآن پاک کی مخالفت ہے یا نہیں۔

آیت (۱۱)

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — یعنی قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقامِ محمود میں قائم فرمائے۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ میں مقامِ محمود کی تفسیر میں فرمایا۔

وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ هُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ لِاَنَّهٗ يَحْمَدُهٗ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ (كذا فی المدارک وغیرھا من التفاسیر) — یعنی مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کیونکہ وہاں اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے۔ اور آپ کے ثناگر ہوں گے۔

آیت (۱۲)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ (پارہ ۳۰ سورہ والضحٰی) — آپ کا رب آپ پر ایسی عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۳۸۶ میں ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ[1] فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَمَقَامِ الشَّفَاعَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَتَرْضٰى وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّا اَرْضٰى قَطُّ وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ فِى النَّارِ۔

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۳۸۶ میں فرمایا:

حضور راضی نہ ہوں گے اگر ایک امتی بھی دوزخ میں رہ جائے گا

---

[1] یعنی یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقامِ شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا۔ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔ ۱۲

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ الشَّفَاعَةُ فِي أُمَّتِهِ حَتّٰى يَرْضٰى وَفِيْهِ اَيْضًا[1] وَاَعْطَاهُ فِي الْاٰخِرَةِ الشَّفَاعَةَ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا اَعْطَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔[2]

اللہ اکبر کیا شانِ محبوبیت ہے قرآنِ پاک میں کس شکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے۔ کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں اپنی شانِ کرم سے انھیں راضی کرنے کا ذمہ لیا ہے۔

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شانِ ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں، منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی شفاعت سے چڑتے ہیں۔ قرآن پاک بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے اور پروردگارِ عالم اپنے کرم سے انھیں راضی کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

اب کہو اے بے دینو تمہارے یہ قول کہ (انبیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا) (کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا)،، (میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اللہ سے ورے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا)، اور پھر یہ افترا کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ (نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ) اور یہ کہ (اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے) اور ایسے ہی اور بیہودہ اقوال جو تقویۃ الایمان میں لکھے ہیں اور جن پر وہابی ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن پاک نے سب جہنم رسید کر دیئے اور آیاتِ الٰہیہ سے

---

[1] حضرت ابن عباس نے فرمایا اس عطا سے امت کے حق میں آپ کی شفاعت مراد ہے اس حد تک کہ آپ راضی ہو جائیں۔ ۱۲

[2] یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخرت میں شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود اور اس کے سوا بے شمار دنیوی و اخروی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ۱۲

معلوم ہوگیا کہ یہ دشمنِ دینِ انبیاء علیہم السّلام کی عداوت میں قرآن پاک کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ وہابیو! خدا کے خوف سے ڈرو! قرآنِ پاک پر ایمان لاؤ۔ کب تک قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر تقویۃ الایمان پر مرتے رہوگے۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ شفاعت خوب واضح ہوگیا اور تقویۃ الایمان کی مکاریوں کا پردہ چاک چاک ہوگیا۔

اب مسلمانوں کی مزید تازگی ایمان کے لئے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

شفاعت کے بیان میں احادیث

شفاعت سے متعلق احادیث، حدیث (۱) بخاری شریف مطبوعہ مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۰، ۱۱، پارہ ۳۰ باب (قول اللہ لما خلقت بیدی) میں ایک طویل حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ قیامت مومنین جمع کئے جائیں گے۔ پس کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرتے کہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دیتا تب حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے۔ اے آدم کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے آپکو سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کے اسماء کا علم دیا۔ آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ وہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دے (یعنی موقف کے اہوال اور آفتاب کی تیز گرمی اور غم و کرب سے جن کی برداشت نہیں ہے) حضرت آدم علیہ السّلام فرمائیں گے۔ یہ میرا کام نہیں ہے کہ (پہلے شفاعت کے لئے میں لب کشائی کروں) اور اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کی طرف بھیجا۔ یعنی انبیاء اولوالعزم میں سے پہلے رسول ہیں یا انبیاء مابعد میں سے پہلے یا ان انبیاء میں سب سے پہلے جو روئے زمین کے کفار کی طرف مبعوث فرمائے گئے، پس لوگ حضرت نوح علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرا یہ کام اور یہ مقام نہیں۔ (کہ فتح باب شفاعت کروں) اور حضرت نوح علیہ السّلام

اپنی لغزش کو یاد کریں گے۔ (کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کی نجات کی درخواست کی
تھی) اور حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر
ہو کہ وہ حضرت رحمٰن کے خلیل ہیں۔ تب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں
گے۔ وہ بھی فرمائیں گے کہ میرا یہ رتبہ نہیں (کہ ابتداءً شفاعت کروں) اور اپنی لغزشیں
یاد فرمائیں گے اور فرمائیں گے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ بندۂ خاص
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں توریت عطا فرمائی۔ شرفِ کلام سے مشرف کیا۔ لوگ ان کی خدمت
میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص ہیں اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ و روح
اللہ ہیں تب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں
گے کہ یہ میرا منصب نہیں۔ لیکن تم حضرت سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں حاضر ہو جو اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص ہیں اور اس نے آپ کے لئے اگلے پچھلے گناہوں
کی مغفرت فرمادی (یہ آپ کی عصمت کا بیان ہے کہ ذاتِ مقدس کو گناہوں کے لوث سے
پاک رکھا اور تکریم ہے کہ آپ کے لئے اس بارگاہ میں عام معافی ہے۔ اول و آخر کسی حال
میں گرفت نہیں اس جملہ کے معانی میں محدثین نے بہت کچھ بیان کیا ہے۔ (کما ذکرہ الشیخ
الدہلوی قدس سرہٗ) حضور فرماتے ہیں۔ اب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اور میں اپنے
رب کے حضور حاضر ہو کر اذن چاہوں گا۔ اور مجھے حضوری کی اجازت ملے گی۔ جب میں
اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ
چاہے گا اسی حال میں رہوں گا۔ پھر فرمائے گا: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ
تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ سر اٹھائیے اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور بات کہیے سُنی
جائے گی اور سوال کیجیے جو آپ مانگیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجیے آپ
کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور فرماتے ہیں پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ
حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعلیم فرمائے۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر

کی جائے گی۔ پس میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں رجوع کروں گا اور جب مجھے میرے رب کا دیدار ہوگا سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اور جب تک وہ چاہے گا سجدہ میں رہونگا پھر کہا جائے گا اے محمد سر اٹھایئے جو فرماتا ہو فرمایئے سنا جائے گا، جو مانگنا ہو مانگئے دیا جائیگا شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم فرمائے۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ میرے لئے ایک حد مقرر فرمائی جائے گی۔ پس میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر رجوع فرماؤں گا۔ پھر جب مجھے اپنے رب کا دیدار ہوگا۔ سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر فرمایا جائے گا۔ اے محمد سر اٹھایئے جو کہنا ہو کہئے سنا جائے گا شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ مانگئے جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعلیم فرمائے۔ پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ پھر میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اپنے رب کی طرف رجوع کر کے عرض کروں گا۔ یارب دوزخ میں سوائے ان کفار کے کوئی باقی نہ رہا جو بحکم قرآن جہنمی ہیں اور جن کا خلود اور ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہے۔ حضور نے فرمایا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور اس کے دل میں جو بھر بھی نیکی ہے وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہو اور اس کے دل میں دانہ گندم کی برابر بھلائی ہو، پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ کی برابر بھلائی ہو یعنی ایمان!

بخاری شریف اور باقی صحاح اور تمام کتب احادیث میں اس مضمون کی بکثرت حدیثیں جا بجا وارد ہیں۔

ان احادیث سے چند فائدے ظاہر طور پر معلوم ہوتے ہیں۔

پہلا فائدہ: اکثر احادیث میں شافع کی جستجو کرنے والوں کا ذکر مُؤْمِنُوْنَ کے الفاظ میں فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں: یُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

كَذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا۔ اور بخاری شریف کی دوسری حدیث میں جو صفحہ ۱۱۰۸ میں ہے یہ الفاظ ہیں: يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُهِمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا۔ ایسے ہی بکثرت احادیث میں یہی ہے کہ ایماندار شافع کی جستجو میں پھریں گے اگرچہ بعض احادیث میں النَّاس کا لفظ بھی وارد ہے جیسے بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۸ پارہ ۳۰ کی حدیث اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِىْ بَعْضٍ الخ یا بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۷ صفحہ ۹۷۱ کی حدیث يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ میں، لیکن ظاہر یہ ہے کہ النَّاس سے بھی مؤمنین مراد ہیں۔ کیونکہ تفصیل و تصریح اجمال و ابہام کا بیان ہوتی ہے۔ فتح الباری شرح بخاری مطبوع مطبع انصاری دہلی پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶ میں ہے: بِاَنَّ هٰذَا الَّذِىْ وَصَفَ مِنْ كَلَامِ اَهْلِ الْمَوْقِفِ كُلِّهٖ يَقَعُ عِنْدَ نَصْبِ الصِّرَاطِ بَعْدَ تَسَاقُطِ الْكُفَّارِ فِى النَّارِ جب اہل موقف[1] کا کلام کفار کے جہنم میں پہنچنے کے بعد ہے تو وہ ضرور ایمانداروں کا کلام ہے۔ اس سے بڑھ کر تصریح اسی فتح الباری کے صفحہ ۱۹۴ میں ہے:

لٰكِنَّ الَّذِىْ يَطْلُبُ الشَّفَاعَةَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ کہ طالب شفاعت مومن ہی ہوں گے۔

اب یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے۔ کہ طلبگار شفاعت نہ ہونا کفار کی شان ہے۔ وہابی منکر شفاعت بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کس گروہ میں داخل کریں گے۔ تقویت الایمان والے نے شفاعت کا صاف انکار کر دیا ہے۔ اور معاذ اللہ حضور کی نسبت لکھ دیا ہے کہ "کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں دوسرے کو کیا بچا سکوں۔" (تقویت صفحہ ۳۲) "اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا، اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔" (تقویت الایمان صفحہ ۳۴)

---

[1] یعنی اہل موقف کی یہ تمام گفتگو کفار کے جہنم میں گر چکنے کے بعد صراط کے نصب کے وقت واقع ہوگی۔ ۱۲

اب بتاؤ کہ شفاعت کا ایسا سخت انکار کرنے والے مومنین میں کس طرح شمار ہوں گے یہ لوگ شفاعت سے تو محروم ہیں ۔

حدیث : (۵) شفاعت کا منکر شفاعت سے محروم رہے گا ۔

اَخۡرَجَ[1] سَعِیۡدُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ بِسَنَدٍ صَحِیۡحٍ عَنۡ اَنَسٍ قَالَ مَنۡ کَذَّبَ بِالشَّفَاعَةِ فَلَا نَصِیۡبَ لَهٗ فِیۡهَا (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۰)

جب وہابی مکذب و منکر ہیں تو اس حدیث کے حکم سے شفاعت سے محروم ہوئے تو طلب گار شفاعت کیسے ہوں گے اور طلب گار شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں ان کا شمار کیسے ہو گا ۔ کیونکہ مومن تو سارے ہی طلبگار شفاعت ہوں گے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی ان کو خبر دیدی ہے ۔

حدیث : (٦)

اَخۡرَجَ الۡبَیۡهَقِیُّ فِی الۡبَعۡثِ مِنۡ طَرِیۡقِ یُوۡسُفَ بۡنِ مِهۡرَانَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ خَطَبَ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّهٗ سَیَکُوۡنُ فِیۡ هٰذِهِ الۡاُمَّةِ قَوۡمٌ یُکَذِّبُوۡنَ بِالرَّجۡمِ وَیُکَذِّبُوۡنَ بِالدَّجَّالِ وَیُکَذِّبُوۡنَ بِعَذَابِ الۡقَبۡرِ وَیُکَذِّبُوۡنَ بِالشَّفَاعَةِ وَیُکَذِّبُوۡنَ بِقَوۡمٍ یُخۡرَجُوۡنَ مِنَ النَّارِ[2]

دوسرا فائدہ : بخاری شریف کی حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومنین کا ایک ایک فرد روز قیامت طلب گار شفاعت ہو گا ۔ حتیٰ کہ پچھلی امتوں کے تمام ایماندار بھی طالب شفاعت ہوں گے ۔ بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۹ صفحہ ۶۸۶

---

[1] یعنی جس شخص نے شفاعت کی تکذیب کی اور اس کو جھٹلایا ۔ شفاعت میں اس کا حصہ نہیں ۱۲

[2] یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا قریب ہے کہ اس امت میں ایسی قوم ہو گی جو رجم کی تکذیب کرے اور جو فتنہ دجال کی تکذیب کرے اور عذاب قبر کی تکذیب کرے ۔ اور جو شفاعت کو جھٹلادے اور جو اس قوم کی تکذیب کرے جو دوزخ سے نکالی جائے گی ۔ ۱۲

ہیں ہے:

حدیث: (۷)

عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جُثًی كُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِیَّهَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اِشْفَعْ یَا فُلَانُ اِشْفَعْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ الشَّفَاعَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اولین و آخرین میں سے کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جو طالب شفاعت نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کا مسئلہ اتنا زبردست مسئلہ ہے جس پر تمام عالم کے مومنین زمانۂ آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام ایمانداروں کا اجماع ہے۔ ایک کو بھی تردد و انکار نہیں۔ کسی کو بھی شک و شبہ نہیں۔

مسئلہ شفاعت پر زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام ایمانداروں کا اجماع

اس کے ساتھ محشر میں انبیاء علیہم السلام کی تصدیقیں ہیں۔ جس نبی کے پاس لوگ جاتے ہیں وہ تقویت الایمان کا مسئلہ نہیں بتاتے کہ شفاعت کیسی اللہ کی جناب میں کسی کو وکیل و سفارشی سمجھنا وہابی دین میں اصل شرک ہے۔ یہ کیا کلمہ منہ سے نکالتے ہو دنیا میں شرک کرتے کرتے یہاں محشر میں بھی معاذ اللہ شرک ہی کرنے آئے۔ بلکہ علی رغم انف وہابیہ فتحباب شفاعت سے اپنا عذر بیان کرکے دوسرے نبی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور ان کے فضائل ذکر کرکے اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ آج وہی شفاعت کے لئے سب سے پہلے لب کشائی کریں گے جنہیں بارگاہِ حق میں قرب و وجاہت حاصل ہو یعنی شفاعت بالوجاہت حق ہے وہی کام آئے گی۔ جس کا تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی وجاہت ان الفاظ میں بیان فرمائیں

---

[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ روزِ قیامت جماعت جماعت ہو جائیں گے۔ ہر امت اپنے نبی کی پیرو ہو کر عرض کرے گی یا حضرت شفاعت فرمائیے یا حضرت شفاعت فرمائیے۔ پھر انکی رہنمائی سے سلسلہ وار تمام انبیاء کے پاس ہوتی ہوئی بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوگی۔ ۱۲

گے۔ اَنَّہٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وجاہت ان لفظوں میں بیان فرمائیں گے۔ عَبْدٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ التَّوْرَاۃَ وَکَلَّمَہٗ تَکْلِیْمًا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وجاہت ان لفظوں میں عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ وَکَلِمَتُہٗ وَرُوْحُہٗ یہ تمام انبیاء ایک دوسرے کی وجاہت بیان فرما کر بتا رہے ہیں کہ ذریعہ شفاعت بارگاہِ حق میں وجاہت ہے۔ یہ تو شفاعت بالوجاہت ہوئی۔ اور حضرت نوح علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حق میں فرماتے ہیں۔ خلیل الرحمٰن (رحمٰن کے دوست) یہ شفاعت بالمحبۃ ہوئی اس کا بھی تقویت الایمان میں انکار کیا ہے۔ مگر بخاری شریف اور صحاح کی حدیثیں اس کو ثابت کرتی ہیں۔ یہاں جتنے الفاظ ہم نے شانِ انبیاء میں نقل کیے ہیں یہ سب بخاری شریف کی حدیث کے ہیں جو کہ احادیث شفاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ پھر یہ تمام مومنین اوّلین و آخرین بالہام الٰہی طالب شفاعت ہوں گے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے:

تمام مومنین بالہام الٰہی طالب شفاعت ہوں گے۔

فَیُلْھَمُوْنَ اور طالب شفاعت وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں اپنی حاجات میں انبیاء علیہم السّلام سے توسّل کیا کرتے تھے۔ وہ جانیں گے کہ یہاں بھی حاجت برآری انھیں کے ذریعہ سے ہوگی۔

فتح الباری شرح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۹ میں ہے:

وَفِیْہِ اَنَّ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَسْتَصْحِبُوْنَ حَالَھُمْ فِی الدُّنْیَا مِنَ التَّوَسُّلِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ حَوَائِجِھِمْ بِاَنْبِیَائِھِمْ وَالْبَاعِثُ

لہ یعنی اس حدیث میں یہ بھی (افادہ ہے) کہ روزِ قیامت اسی حال پر ہوں گے جو دنیا میں تھا کہ اپنی حاجات میں انبیاء سے توسّل کیا کرتے تھے۔ اور طلب شفاعت کا باعث الہام ہوگا۔ جس کا ذکر صدرِ حدیث کی شرح میں گذرا۔ ۱۲

عَلٰی ذٰلِکَ الْاِلْهَامُ کَمَا تَقَدَّمَ فِیْ صَدْرِ الْحَدِیْثِ ۔

توجو لوگ دنیا میں انبیاء علیہم السلام سے توسل کے قائل نہ تھے اور شفاعت کے بھی منکر تھے۔ وہ طالب شفاعت کس طرح ہوں گے۔ اور طالب شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں کس طرح داخل ہوں گے۔ کہ حدیث سے تو ثابت ہے کہ ہر ایک مومن طلب گار شفاعت ہوگا۔ تفویت الایمان میں شفاعت کے ایسے زبردست مسئلہ کا انکار کیا ہے۔ جس پر تمام امتوں کے کل ایمانداروں کا اجماع ہے۔ انبیاء و مرسلین کی تصدیق کی مہریں ثبت ہیں۔

وہابیو! خدا کا خوف کرو ابھی وقت ہے توبہ کرو اور گمراہی سے باز آؤ۔

تیسرا فائدہ: سب انبیاء کے پاس ہو کر لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور درخواست شفاعت کریں گے۔ تفویت الایمان والا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ "حضور نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔" تفویت الایمان صفحہ ۴۲)

لیکن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محشر میں یہ نہیں فرماتے کہ میں تو کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ تم سارے جہان کے مسلمان اور تمام امتوں کے مومن جمع ہو کر آئے ہو۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

(۹) فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا (بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۳۰ صفحہ ۱۱۱۸) "شفاعت کے لئے میں ہوں"، سبحان اللہ امیدواروں کی تسلی فرمادی کہ شفاعت ہمارا منصب ہے اور آج تمہاری حاجت روائی ہمارا کام ہے۔ ہم اس کے لئے موجود ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ

لے امام محی الدین نووی شرح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۸۰ میں فرماتے ہیں: وَاَمَّا مُبَادَرَةُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِذٰلِکَ وَاِجَابَتُهٗ دَعْوَتَهُمْ فَلِتَحَقُّقِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ هٰذِهٖ

آخرت میں وہی طالب شفاعت ہوں گے جو دنیا میں انبیاء سے اپنی حاجات میں توسل کیا کرتے ہیں۔

حضور فرطِ کرم سے اپنی امت کا انتظار فرمائیں گے اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ سے امتوں کی شفاعت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوں گے۔

حدیث (۱۰)

رِوَایَۃُ نَضْرِبْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْہِ حَدَّثَنِیْ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[1] قَالَ اِنِّیْ لَقَائِمٌ اَنْتَظِرُ اُمَّتِیْ تَعْبُرُ الصِّرَاطَ اِذْ جَاءَ عِیْسٰی فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هٰذِہٖ الْاَنْبِیَاءُ قَدْ جَاءَتْكَ یَسْاَلُوْنَ لِتَدْعُوَ اللّٰہَ اَنْ یُّفَرِّقَ جَمِیْعَ الْاُمَمِ اِلٰی حَیْثُ یَشَاءُ لِغَمِّ مَا هُمْ فِیْہِ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶)

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث نے افادہ کیا۔ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ جَمِیْعًا یَسْاَلُوْنَہٗ فِیْ ذٰلِكَ (فتح الباری)، تمام انبیاء جمع ہوکر حضور سے درخواست شفاعت کریں گے۔

چوتھا فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے پہلے دروازۂ شفاعت حضور کے لئے کھلے گا۔ حضور سے قبل کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی۔ ثابت کی روایت میں ہے۔

حدیث (۱۱)

خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ[2] قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْ کَانَ مَتَاعٌ فِیْ وِعَاءٍ قَدْ

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ، اَلْکَرَامَۃَ وَالْمَقَامَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاصَّۃً" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے تأمل آمادۂ شفاعت ہوجانا اور لوگوں کی درخواست قبول فرمانا بدیں سبب ہے کہ آپ یقین سے جانتے ہیں کہ عزت و منزلت آپ کے لیے مخصوص ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں منتظر کھڑا ہوں گا کہ میری امت صراط پر سے گذرے اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ہوکر عرض کریں گے یہ تمام انبیاء آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ تمام امتوں کو جہاں چاہے متفرق فرمادے تاکہ جس غم میں وہ ہیں اس سے نجات ملے ۱۲۔ [2] یعنی آج خاتم النبیین تشریف فرما ہیں کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی ظرف میں متاع ہو اور اس پر مہر لگی ہو تو مہر کے کھلنے سے پہلے اس متاع پر دسترس نہیں ہوسکتی ۱۲

خَتَمَ عَلَيْهِ اَلَّا يُقْدَرُ عَلٰى مَا فِىْ اِلُوعَاءِ حَتّٰى يُفِضَّ الْخَاتَمُ

(فتح الباری پارہ ۲، صفحہ ۱۹۶)

پانچواں فائدہ: کرم الٰہی کی نازبرداری کہ حبیب کا سر سجدہ نیاز میں ہے۔ ان سے ارشاد فرماتا ہے: اے محمد سر اٹھایئے فرمایئے آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگیے آپ جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ آپ شفاعت کیجئے! قبول کی جائے گی۔!!۔ اندھوں سے کہو یہ ہے شفاعت بالاکرام، شفاعت بالوجاہت، شفاعت بالمحبۃ رب کریم حبیب کی رضاجوئی فرماتا ہے اور خود ارشاد کرتا ہے کہ جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا جو شفاعت کریں گے قبول ہوگی۔ ساری تقویت الایمان پر پانی پھر گیا۔ اندھو! دیکھو اللہ کے کرم سے اللہ کے ہاں اللہ کے حبیب کا یہ اختیار ہے کہ فرماتے ہیں:

حدیث (۱۲)

اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ۔ میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ (بخاری شریف پارہ ۲۷، صفحہ ۱۰۹)

چھٹا فائدہ: حضرت رب العزت عزوعلا تبارک وتعالیٰ کا کرم اور حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت اس حدیث سے ظاہر ہورہی ہے کہ سرکار دولت مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دربارِ حق میں سجدہ کیا ہے۔

ابھی حرفِ شفاعت زبانِ اقدس پر نہیں آیا، ابھی لفظ سوال عرض نہیں کیا۔ ابھی کوئی بات نہیں فرمائی کہ رحمتِ حق نے سبقت کی۔ آج کہ سرافرازانِ عالم انبیاء ومرسلین کا مقدس گروہ لب کشائی کی جرأت نہیں کرتا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت و منزلت یہ ہے کہ آپ کو اپنے مقصد کے لیے جنبشِ لب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی، رب العالمین ارشاد فرماتا ہے، سجدے سے سر مبارک اٹھایئے، بات فرمایئے سنی جائے گی، جو مانگیے دیا جائے گا، شفاعت کیجیے قبول کی جائے گی۔ کس درجہ حبیب کی دلداری و رضاجوئی ہے ادھر سے کرم ہے تو حبیب کی ہمتِ علیا کا بھی یہ حال ہے کہ جہنم میں ایک ایماندار کو بھی نہیں چھوڑتے سب کو نکال لاتے ہیں اور آخر میں حضرت رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

یَارَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ

یارب اب جہنم میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا صرف وہی کفار باقی رہ گئے جو بحکم قرآن جہنم کے لئے ہیں اور ان کا اس میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حبیب کی شانِ شفاعت یہ ہے کہ خود جہنم سے ایمانداروں کو نکال لیتے ہیں اور ایک ایماندار کو بھی اس میں نہیں چھوڑتے۔ تقویت الایمان والے اندھے کو دکھاؤ کہ بخاری شریف سے تو بکرمہ تعالیٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شانِ اختیار معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی ایماندار کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے چاہے کیسا ہی مجرم کتنا ہی عاصی سیہ کار گناہوں کا عادی ہو۔ عمر بھر گناہوں میں گذاری ہو کبھی نیکی کی طرف مائل نہ ہوا ہر ایک گناہ کیا ہو۔ تمام نامۂ اعمال سیہ ہو چکا ہو مگر دل میں ایمان رکھتا ہو تو حضور اس کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ تفویت الایمان والے نے جو شفاعت بالاذن کے معنیٰ اپنے دل سے گھڑے ہیں۔ اور ان میں شفاعت کے انکار کے لئے یہ قیدیں لگائی ہیں کہ مجرم[1] ہمیشہ کا چور نہ ہو۔ چوری[2] کو اس نے اپنا پیشہ نہ ٹھہرایا ہو۔ قصور پر شرمندہ ہو۔ کسی امیر وزیر کی پناہ نہ ڈھونڈتا ہو (یعنی شفاعت کا طالب نہ ہو) یہ تمام قیود اس حدیث نے باطل کر دیے۔ تفویت الایمان والے کے نزدیک تو نہ ہمیشہ کے چور کی شفاعت ہو سکتی ہے نہ اس کی جس نے چوری کا پیشہ بنا لیا ہو، نہ اس کی جس نے توبہ نہ کی ہو نہ اس کی جو امیدوار شفاعت ہو مگر حدیث شریف میں ہے کہ تمام مومن امیدوارِ شفاعت ہوں گے اور حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور ایک ایک گناہ گار کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ خواہ وہ عمر بھر گناہوں میں غرق رہا ہو مگر ایمان رکھتا ہو۔

سَاتواں فَائدہ: حدیث شریف میں یہ وارد ہوا کہ لوگ طلبِ شفاعت کے لئے انبیاء کے پاس جائیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء دوسرے نبی کی طرف رہنمائی فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ یہ سوال ہوتا ہے کہ پہلے ہی حضرت آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کیوں نہ

بھیجیں گے تاکہ لوگ جلد اپنا مقصد پالیں اس کی ایک توجیہ نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے
يَحْتَمِلُ[1] اَنَّهُمْ عَلِمُوْا اَنَّ صَاحِبَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُعَيَّنًا وَتَكُوْنُ اِحَالَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَى الْاٰخَرِ عَلٰى تَدْرِيْجِ
الشَّفَاعَةِ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آٹھواں فائدہ: اس پر سوال بھی ہوتا ہے کہ طلب شفاعت تو لوگ بالہام الٰہی کریں گے جیسا کہ مسلم شریف جلد ا، صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ کی حدیثوں میں ہے: فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ تو الہام میں کیوں نہ بتا دیا جائے گا۔ کہ حاجت روائی دربار محمدی سے ہوگی۔ اس کی حکمت نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے: وَالْحِكْمَةُ[2] فِيْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى

---

[1] یعنی ایک توجیہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اچھی طرح جانتے ہیں کہ صاحب شفاعت عظمیٰ بالتعین حضور سید انبیاء محمد مصطفےٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی کا دوسرے کی طرف حوالے کرنا اس لئے ہے کہ یہ لوگ ایک کی شفاعت سے دوسرے کے پاس اور دوسرے کی شفاعت سے تیسرے کے پاس اسی طرح سلسلہ بسلسلہ حضور کی خدمت تک باریابی حاصل کریں اور حضور کی توجہ اور نظر کرم کیلئے حضور کی بارگاہ میں انبیاء کی شفاعتیں لائیں۔ ایسا ہی بخاری شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو ہم دوسرے فائدہ میں ذکر کر آئے اور اسی طرح اس حدیث سے بھی جو ہم نے تیسرے فائدہ میں بحوالۂ فتح الباری نقل کی۔ ۱۲

[2] اللہ تعالیٰ نے اہل محشر کو حضرت آدم اور ان کے بعد اور انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں طلب شفاعت کا الہام فرمایا اور ابتداءً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درخواست شفاعت پیش کرنے کا الہام نہ فرمایا اس میں یہ حکمت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار ہو کیونکہ اگر وہ پہلے ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو یہ احتمال رہتا کہ شاید دوسرے انبیاء سے بھی کام چل سکتا اور مراد حاصل ہو جاتی لیکن جب دوسرے اصفیاء و مرسلین سے سوال کر چکے اور سب نے منع کر دیا پھر حضور کی خدمت میں درخواست کی اور حضور نے فوراً قبول فرمائی اور ان کی مراد حاصل ہوگئی تو معلوم ہوا کہ حضور کی رفعت منزلت اور کمال قرب اور محبوبیت تامہ میں کسی کی شرکت نہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ آپ تمام انبیاء و مرسلین اور کل آدمیوں اور فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ کہ شفاعت عظمیٰ پر اقدام کرنے کی آپکے سوا کسی میں قدرت نہیں۔ ۱۲

اَلْهَمَهُمْ سُوَالَ اٰدَمَ وَمَنْ بَعْدَہٗ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُہٗ عَلَيْهِمْ فِي الْاِبْتِدَاءِ وَلَمْ يُلْهِمْهُمْ سُوَالُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِظْهَارُ فَضِيْلَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهُمْ لَوْ سَاَلُوْهُ اِبْتِدَاءً لَكَانَ يُحْتَمِلُ اَنَّ غَيْرَہٗ يَقْدِرُ عَلٰى هٰذَا وَيُحَصِّلُہٗ اَمَّا اِذَا سَاَلُوا غَيْرَہٗ مِنْ رُّسُلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَصْفِيَائِهِ فَامْتَنَعُوْا ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَجَابَ وَحَصَّلَ غَرْضَهُمْ فَهُوَ النِّهَايَةُ فِي ارْتِفَاعِ الْمَنْزِلَةِ وَكَمَالِ الْقُرْبِ وَعَظِيْمِ الْاِدْلَالِ وَالْاُنْسِ وَفِيْهِ تَفْضِيْلُہٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَخْلُوْقِيْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاٰدَمِيِّيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ فَاِنَّ هٰذِهِ الْاَمْرَ الْعَظِيْمَ وَهِيَ الشَّفَاعَةُ الْعُظْمٰى لَا يَقْدِرُ عَلَى الْاِقْدَامِ عَلَيْهِ غَيْرُہٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ

نواں فائدہ: جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے۔ حضور فرماتے ہیں: فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّيْ " میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا۔"

سوال یہ ہوتا ہے کہاں سے کہاں جائیں گے اور اجازت کس بات کی چاہیں گے اور اجازت کے لئے جانے کی حکمت کیا ہے وہیں سے کیوں نہ عرض کریں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اس موقف سے شفاعت کے لئے جنت دارالسلام میں تشریف لے جائیں گے اور اول دخول جنت کی اجازت چاہیں گے

فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶ میں ہے:

حدیث (۱۲)

فِيْ رِوَايَةِ هِشَامٍ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاذِنَ عَلٰى رَبِّيْ زَادَ هَمَّامٌ فِيْ

دَارِہٖ فَیُؤْذَنَ لِیْ قَالَ اَیْ فِی الشَّفَاعَۃِ وَ تُعُقِّبَ بِاَنَّ ظَاھِرَ مَا تَقَدَّمَ اَنَّ اِسْتِیْذَانَہُ الْاَوَّلَ وَالْاِذْنَ لَہٗ اِنَّمَا ھُوَ فِیْ دُخُوْلِ الدَّارِ وَھِیَ الْجَنَّۃُ ''

ہشام کی روایت میں ہے کہ میں طلب اجازت کیلئے اپنے رب کے حضور جاؤں گا۔ ہمام راوی نے فی دارہٖ کا لفظ زیادہ کیا تو مجھے شفاعت کا اذن دیا جائیگا۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے گزشتہ کا ظاہر (خلاصہ) یہ ہے کہ آپکا بار اول اجازت چاہنا اور آپ کو اجازت مل جانا وہ دخول دار یعنی جنت کے بارے میں ہے۔" اس کے بعد حضور سجدہ کا اذن چاہیں گے جیسا کہ فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے

حدیث (۱۳) سلمان میں ہے: فَیَسْتَاذِنُ فِی السُّجُوْدِ فَیُؤْذَنُ لَہٗ اور موقف سے دار السلام میں جانے کی حکمت یہ ہے کہ دار السلام مقام اکرام ہے۔ اس لئے شافع کے لئے وہ مناسب ہے فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے: قِیْلَ الْحِکْمَۃُ فِی انْتِقَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَانِہٖ اِلٰی دَارِ السَّلَامِ اَنَّ اَرْضَ الْمَوْقِفِ لَمَّا کَانَتْ مَقَامَ عَرْضٍ وَحِسَابٍ کَانَتْ مَکَانَ مَخَافَۃٍ وَاِشْفَاقٍ وَمَقَامُ الشَّافِعِ یُنَاسِبُ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ مَقَامِ اِکْرَامٍ۔ ایک سوال یہ بھی یہیں حل کیجئے کہ اس مقام میں حضور کی کیا شان ہوگی۔

حدیث (۱۴) ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے:۔

حضور کا عرش و کرسی پر جلوس۔

ثُمَّ یَکْسُوْنِیْ رَبِّیْ حُلَّۃً فَاَلْبَسُہَا فَاَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ مَقَامًا لَا یَقُوْمُہٗ اَحَدٌ یَغْبِطُنِیْ اِلَیْہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ۔
(فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۰)

میرا رب مجھے حلّہ (لباس عزت) پہناتے گا۔ میں پہن کر عرش کے داہنے کھڑا ہوں گا۔ جہاں کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ اس پر اولین و آخرین رشک کریں گے مجاہد سے مقام محمود کی تفسیر میں منقول ہے۔

یُجْلِسُہٗ مَعَہٗ عَلٰی عَرْشِہٖ (فتح الباری صفحہ ۱۹۰)

آپ کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ عرش پر بٹھلائے گا۔ عبداللہ بن سلام سے مروی ہے۔

قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی کُرْسِیِّ الرَّبِّ بَیْنَ یَدَیِ الرَّبِّ
(اخرجہ الطبری، فتح الباری صفحہ ۱۹۱)

اطیب البیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت اپنے رب کے حضور اس کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے جب حضور شفاعت کے لئے اٹھیں گے تو آپ کی مجلس مبارک سے ایک بے نظیر پاکیزہ خوشبو مہکے گی۔

حدیث (۱۵)

فَاَقُوْمُ فَیَثُوْرُ مِنْ مَجْلِسِیْ اَطْیَبُ رِیْحٍ مَا شَمَّهَا اَحَدٌ

(فتح الباری پارہ ۲۰ صفحہ ۱۹۶)

حضور کی وجاہت و محبوبیت۔

حدیث (۱۶)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَشْفَعُ فِی الْجَنَّۃِ وَاَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءِ تَبَعًا۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۱۲)

حدیث (۱۷)

اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ [۲]

(مسلم شریف صفحہ ۱۱۲)

حدیث (۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [۳]

حضور کی خوشبو۔ حضور کی وجاہت و محبوبیت۔

آپ ہی جنت کا دروازہ کھولیں گے۔

---

[۱] حضور نے فرمایا۔ میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت کروں گا۔ اور میں بلحاظ متبعین کے انبیاء میں سب سے بڑھ کر ہوں۔ ۱۲ [۲] انبیاء میں متبعین کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہوں اور پہلا شخص ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ ۱۲ [۳] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ روز قیامت میں دروازہ جنت پر جا کر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن عرض کرے گا کہ آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد۔ وہ عرض کرے گا کہ آپ ہی کے لئے مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ ۱۲

اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ ۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱)

حدیث (۱۹)

حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ اور آیہ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الآیہ پڑھ کر دستِ مبارک اٹھائے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اور حضور آبدیدہ ہوئے فَقَالَ اللّٰهُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَاسْأَلْهُ مَا یُبْكِیْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرو کہ سببِ گریہ کیا ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ اعلم ہے، جبریل نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نے ان کو اس دعا کی خبر دی جو اپنی امت کے حق میں فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے جبریل! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً ہم آپ کو عنقریب آپ کی امت کے باب میں راضی کریں گے۔ اور غمگین نہ ہونے دیں گے (نوویؒ) (نوویؒ، شرح مسلم۔

[illegible]

ؒ عبارت نووی کی یہ ہے "هٰذَا الْحَدِیْثُ مُشْتَمِلٌ عَلٰی اَنْوَاعٍ مِنَ الْفَوَائِدِ مِنْهَا بَیَانُ كَمَالِ شَفْقَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمَّتِهٖ وَاعْتِنَائُهٗ بِمَصَالِحِهِمْ وَاهْتِمَامُهٗ بِاَمْرِهِمْ وَمِنْهَا اسْتِحْبَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ وَمِنْهَا الْبِشَارَةُ الْعَظِیْمَةُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ بِمَا وَعَدَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِقَوْلِهٖ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ وَهٰذَا مِنْ اَرْجَی الْاَحَادِیْثِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَمِنْهَا بَیَانُ عِظَمِ مَنْزِلَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَظِیْمِ لُطْفِهٖ سُبْحَانَهٗ بِهٖ صَلَّی اللّٰهُ

یہ حدیث مبارک کثیر انواع و اقسام کے فوائد پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی امت پر کمالِ شفقت اور امتیوں کے امور و مصالح کا اعتنا اور اہتمام۔ اور انھیں میں سے بوقتِ دعا ہاتھوں کے اٹھانے کا استحباب اور اس امت کے لئے بشارتِ عظیم جس کا اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے اس قول میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہم آپ کو عنقریب راضی کریں گے اور پریشانی میں مبتلا نہ ہونے دینگے اور یہ اس امت کی امیدوں اور تمناؤں کا بہت مرکز ہے دوسری احادیث کے مقابلہ میں۔ اور ان فوائد میں سے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

شرح مسلم صفحہ ۱۱۳ میں ہے کہ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر کمال شفقت کا بیان ہے۔ اور اس کا کہ آپ اُن کے مصالح و امور میں کمال توجہ و اہتمام فرماتے ہیں۔

دوسرا فائدہ: یہ کہ دُعا میں ہاتھ کا اٹھانا مستحب ہے۔

تیسرا فائدہ: اس امت کے لئے بشارتِ عظیمہ ہے کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ حدیث اس امت کے لئے بہت زیادہ امید دلانے والی ہے۔

چوتھا فائدہ: بارگاہِ الٰہی میں حضور کے رتبہ عظیمہ یعنی وجاہت۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے کمال لطف وکرم یعنی محبوبیت کا بیان ہے۔

حکمت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سبب گریہ دریافت فرمانے کے لئے حضرت جبریل کو بھیجنے کی حکمت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف کا اظہار فرمایا جائے۔ اور ظاہر کردیا جائے کہ آپ کا وہ بلند مرتبہ ہے کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے۔ اور آپ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحِكْمَةُ فِي إِرْسَالِ جِبْرِيْلَ لِسُؤَالِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِظْهَارُ الشَّرَفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ بِالْمَحَلِّ الْاَعْلٰى فَيُرْتَضٰى وَيُكْرَمُ بِمَا يُرْضِيْهِ وَاللهُ اَعْلَمُ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مُوَافِقٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى وَاَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا نَسُوْءُكَ فَقَالَ صَاحِبُ التَّحْرِيْرِ هُوَ تَاكِيْدٌ لِلْمَعْنٰى لِاَنَّ الْاِرْضَاءَ قَدْ يَحْصُلُ فِيْ حَقِّ الْبَعْضِ بِالْعَفْوِ عَنْهُمْ وَيَدْخُلُ الْبَاقِي النَّارَ فَقَالَ تَعَالٰى نُرْضِيْكَ وَلَا نُدْخِلُ عَلَيْكَ حُزْنًا بَلْ نُنْجِي الْجَمِيْعَ وَاللهُ اَعْلَمُ ۱۲

علیہ وسلم کے مقام کی عظمت اور اس کا عظیم لطفِ عمیم ہے۔ اور حضور سے سوال کرنے کیلئے جبریل امین کو بھیجنے کی حکمت حضور کے مرتبہ کی بزرگی کا اظہار اور مقام کی بلندی کا اعلان ہے، پس اللہ اکرام اس امر کے ساتھ جو انہیں راضی کردے۔ اور یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق ہے کہ عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہوجائیں گے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا قول وَلَا نَسُوْءُكَ کے بارے میں صاحب تحریر نے فرمایا یہ مفہوم سابق کی تاکید ہے اسلئے کہ ارضاء بعض کے حق میں عفو درگزر سے اور باقی کے دخول نار بھی حاصل ہوجاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم آپکو راضی کرینگے اور آپ پر حزن وملال کو طاری نہ ہونے دیں گے بلکہ سبکو نجات دیدینگے (واللہ تعالیٰ اعلم)

پر وہ اکرام فرمایا جاتا ہے جس سے آپ راضی ہوں اور یہ حدیث آیۂ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کے موافق ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے اس کی نسبت صاحب تحریر نے کہا کہ یہ معنی کی تاکید ہے کیونکہ راضی کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بعض کو معاف کر دیا جائے باقی کو سزا دی جائے۔ اس احتمال کو قطع فرما دیا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے یعنی سب کو نجات دیں گے۔

حدیث (۲۰)

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَ صَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ[1] (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

حدیث (۲۱)

اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)

میں روز قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا۔

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اَلسَّيِّدُ[2] الَّذِىْ يَفُوْقُ قَوْمَهٗ وَالَّذِىْ يُفْزَعُ اِلَيْهِ فِى الشَّدَائِدِ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنَّمَا خَصَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

---

[1] یعنی حضور نے فرمایا کہ روز قیامت میں انبیاء کا امام اور خطیب اور ان کا صاحب شفاعت ہوں گا۔ اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔ ۱۲

[2] سید وہ ہے جو اپنی قوم میں فائق ہو اور سختیوں اور مصیبتوں میں لوگ اس کی طرف دوڑیں۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب آدمیوں کے سید ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہاں روز قیامت کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہوا کہ سیادت اس دن کمال بلندی پر ہوگی اور سب لوگ آپ کی سیادت تسلیم کر لیں گے۔ اور اس لئے کہ حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ ۱۲

لِارْتِفَاعِ السُّجُوْدِ فِیْهَا وَتَسْلِیْمِ جَمِیْعِھِمْ لَهٗ وَلِكَوْنِ اٰدَمَ وَجَمِیْعِ اَوْلَادِهٖ تَحْتَ لِوَائِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حدیث (۲۲)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۷)

حدیث (۲۳)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۲۹)

حضرت جابر سے مروی ہے۔ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ثابت ہے۔"

حدیث (۲۴)

اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ (رواہ البخاری) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸۹)

"حضور فرماتے ہیں میری شفاعت سے خوب بہرہ اندوز وہ ہے جس نے بخلوص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔"

ل حضور نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا۔ پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور اس میں کہ ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو یعنی تمام ایمانداروں کے لئے چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ھِیَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ ۱۲

حدیث (۲۵)

اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً متفق علیه (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

حدیث (۲۶)

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهٗ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ اَهْلُ بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ ـ فَالْاَقْرَبُ ثُمَّ سَائِرُ الْعَرَبِ ثُمَّ الْاَعَاجِمُ ـ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "پہلے میں اپنے اہل بیتؑ کی شفاعت کروں گا پھر مرتبہ بمرتبہ قریب تر کی پھر تمام عرب کی، پھر عجمیوں کی۔"

یہاں اسمٰعیل اور ان کے چیلوں کو دکھاؤ کہ یہاں شفاعت بعلاقہ قرابت ہو رہی ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۳۰ کا یہ قول (کہ شفارش اس لئے نہیں کی اس کا قرابتی ہے یا آشنا) اس حدیث سے باطل ہوا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعات کے بیان میں صدہا حدیثیں اور پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر اب ہم دو ایک حدیثیں دوسرے انبیاء اور علماء و مومنین کی شفاعت کے متعلق بھی ذکر کر دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ روز قیامت غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت بھی قبول ہوگی۔

حدیث (۲۷)

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ

لہ حضور فرماتے ہیں مجھے شفاعت عطا کی گئی اور پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں عام طور پر تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا۔ لہ روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء اس حدیث کے حاشیہ میں ہے کہ مراد یہ ہے کہ بطریق عموم تین گروہ شفاعت کریں گے۔ ورنہ حفاظ اور بچوں کی شفاعت خاص لوگوں کے حق میں احادیث سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۲۳ میں فرمایا۔ کہ ان تین

الشُّہَدَاءُ (ابن ماجہ صفحہ ۳۳۰)

حدیث (۲۸) یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَۃِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ (ابن ماجہ صفحہ ۳۳۰)

حضور نے فرمایا۔ "میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے (جو بہت بڑا قبیلہ ہے) زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ حضور کے غلام اور امتی شفاعت کررہے ہیں۔ ان کی شان شفاعت بھی دیکھئے۔

حضور کے غلاموں کی شفاعت

حدیث (۲۹)

حَتّٰی اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْکُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَۃً لِلّٰہِ فِی اسْتِیْفَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاِخْوَانِہِمُ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَیَحُجُّوْنَ فَیُقَالُ لَہُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُہُمْ عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْہَا خَیْرًا (مسلم شریف جلد ا صفحہ ۱۰۲)

یعنی جب مومن آتش دوزخ سے خلاصی پائیں گے۔ تو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنا حق پانے کے لئے اپنے خصم سے ایسی سخت طلب و مخاصمت کرنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ مومن اپنے ان بھائیوں کی رہائی کے لئے جو آتش دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت و سوال میں مبالغہ کریں گے عرض کریں گے۔ اے رب وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے حج کرتے تھے۔ فرمایا جائے گا جنہیں پہچانو نکال لو پھر ان (دوزخ والوں) کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی (تاکہ شفاعت کرنے

شفاعت میں مبالغہ اور سخت طلب۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) گروہوں کی تخصیص ان کے زیادتِ فضل و کرامت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اہلِ خیر کے لئے شفاعت ثابت ہے اور اس بات میں احادیثِ مشہور وارد ہیں۔ آخر میں فرمایا اور انکارِ شفاعت بدعت ضلالت است۔ چنانکہ خوارج و بعض معتزلہ بداں رفتہ اند۔ ۱۲

والے مومن ان کو پہچان لیں، پھر خلق کثیر کو وہ دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر عرض کریں گے یارب ہم نے اَدنیٰ نیکی والا بھی دوزخ میں نہیں چھوڑا۔

غلامانِ مصطفیٰ کی اس شانِ شفاعت کو دیکھئے کہ جس طرح قرض خواہ قرضدار پر سخت تقاضہ کرتا ہے۔ اس شدتِ مطالبہ کے ساتھ وہ بارگاہِ الٰہی میں اپنے بھائیوں کی رہائی طلب کریں گے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"یعنی شما در حقے کہ ثابت وظاہر باشد بر خصم چگونہ مطالبت و مواخذت بجد و مبالغہ می کنید مومنان در شفاعت کردن برادرانِ خودرا کہ در آتش دوزخ ماندہ اند و بیرون آوردن ایشاں جد و مبالغت و مسئلت از جناب حق تعالیٰ بیشترے نمایند"

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۱۶)

وہابیوں کا مستند ترجمہ جو شاہ اسحٰق صاحب کا مُصَدَّقہ ہے۔ یعنی مظاہر حق اس کی جلد ۴ صفحہ ۲۹۲ میں اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے:

"نہیں ہے کوئی تم میں سے سخت تر از روئے طلب اور سوال اور جھگڑنے کے بیچ حق کے کہ تحقیق ظاہر اور ثابت ہو تمہارے لئے مومنوں سے بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے روزِ قیامت کے اپنے بھائیوں کے لئے۔"

اب تقویت الایمان کے وہ بیہودہ کلمات دیکھئے جو ہم صفحہ ۲۱۹ میں نقل کر آئے ہیں اور جو اس نے بحثِ شفاعت میں لکھے اور یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔ ابھی تو بدنصیب کو حضور کے غلاموں کی شان بھی نظر آ گئی۔ کہ ان پر کیسا کرم الٰہی ہے۔ آقا کی نسبت گستاخ زبان کھول بیٹھا۔ یہ ہے شفاعت بالوجاہت

حضور کے غلاموں کو شفاعت بالوجاہت کا منصب بارگاہ الٰہی میں حاصل ہے۔

کہ مومنین اپنے بھائیوں کے حق میں اس اصرار و مبالغہ سے شفاعت کریں گے جیسے صاحب حق اپنا حق لینے کے لئے مبالغہ کرتا ہے۔ وہابیوں کے ترجمہ میں تو اللہ سے جھگڑنے کا لفظ لکھا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کی گمراہی کہ احادیث کی ایسی ظاہر اور روشن تصریحات کے باوجود ان کو شفاعت کا انکار ہے۔

حدیث (۳۰)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۶۷)

حضور نے فرمایا۔ ''میرے بعضے امتی بڑی بڑی جماعتوں کی شفاعت کریں گے۔ بعض قبیلہ کی بعض ایک گروہ کی بعض ایک شخص کی یہاں تک کہ ساری امت بہشت میں داخل ہوگی۔

یہ تیس [۳۰] حدیثیں خاص بیانِ شفاعت میں مذکور ہوئیں۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ تقویت الایمان کے اکاذیبِ باطلہ کا ان سے قلع قمع ہوگیا۔

صاحب تقویت الایمان نے شفاعت کی تین قسمیں بتائی ہیں۔

شفاعت [۱] بالوجاہت، شفاعت [۲] بالمحبۃ، شفاعت [۳] بالاذن

یہ بات اس کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ کہیں سے منقول نہیں۔ علاوہ ان کے جو معنیٰ اس نے تجویز کئے ہیں۔ ان پر شفاعت صادق ہی نہیں آتی۔ کیونکہ شفاعت کے معنیٰ ہیں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرنا۔

شفاعت کے معنی

مفرداتِ راغب میں ہے: اَلشَّفَاعَةُ اَلْاِنْضِمَامُ اِلٰی اٰخَرَ نَاصِرًا لَّهٗ وَسَائِلًا عَنْهُ وَاَکْثَرُ مَا یُسْتَعْمَلُ فِی انْضِمَامِ مَنْ هُوَ اَعْلٰی حُرْمَةً وَمَرْتَبَةً اِلٰی مَنْ هُوَ اَدْنٰی

فتح البـاری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۴ میں ہے:

هِیَ انْضِمَامُ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی لِیَسْتَعِیْنَ بِهٖ عَلٰی مَا یَرُوْمُهٗ

اگرچہ معتبر کتب میں شفاعت کے یہ معنی لکھے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ شفاعت وسفارش اس کا نام ہے کہ کسی صاحب مرتبت علیا کی جناب میں کوئی قرب واختصاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیازمندی کے اپنے زیردستوں کے حق میں لب کشائی کرے۔ مگر امام الوہابیہ کو اب تک شفاعت کے معنی معلوم نہیں ہیں وہ اسی جہل مرکب میں گرفتار ہے۔ کہ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو کہتے ہیں اور شافع کی بات کسی خوف یا اندیشہ کی وجہ سے مانی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے شفاعت کی تینوں قسموں میں اندیشہ اور خوف کو ملحوظ رکھا ہے۔

شفاعت بالوجاہت کی یہ صورت لکھی ہے۔

امام الوہابیہ شفاعت کے معنی سے جاہل ہے۔

"کہ بادشاہ کا جی تو چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے۔ اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے۔ مگر اس امیر کے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے۔ اور چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے۔ سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا۔

بہتر ہے۔ اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے
کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جائیں اور سلطنت کی رونق
گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں"۔ (تقویت الایمان
صفحہ ۲۵)

امام الوہابیہ کے نزدیک شفاعت ڈر اور دب کر مانی جاتی ہے۔ یہ تو ان کی عقل ہے مگر دنیا کے عام لوگ بھی اتنا جانتے ہیں کہ دب کر بات ماننا قبول سفارش نہیں۔ بلکہ نامردی و بزدلی اور مجبوری و ناچاری ہے اور دباؤ سے کام نکالنے کو دھمکی اور دھونس کہتے ہیں۔ نہ کہ شفاعت و سفارش۔

صاحب تقویت الایمان نے دوسری قسم شفاعت بالمحبۃ کی یہ صورت لکھی ہے:

"دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں
میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا
ہو جائے۔ اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس
کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے۔
تو اس کو شفاعت محبت" کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت
کے سبب سے سفارش قبول کر لی۔ اور یہ بات سمجھی کہ ایک
بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے۔ اس
رنج سے جو کہ اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا"

(تقویت الایمان صفحہ ۲۶) اس میں بھی قبول شفاعت کا باعث مجبوری اور دباؤ ہی بتایا۔ پہلی صورت میں اراکین سلطنت کا دباؤ بتا دیا تھا۔ دوسری میں محبوب کا۔

اور دباؤ سے مجبور ہو کر کسی بات کا منظور کرانا شفاعت نہیں۔ لہذا ان دونوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آتے اُن کو شفاعت کہنا اور شفاعت کے یہ معنی لینا بالکل باطل ہے۔ نہ یہ معنی لغت میں ہیں۔ نہ شرع میں نہ عرف میں یہ امام الوہابیہ کا فریب اور دھوکا ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرنے کے لئے ایسے معنی گھڑتا ہے۔

شفاعت کے معنی میں امام الوہابیہ کی فریب کاری۔

وجاہت و محبت دونوں ذریعہ قرب و شفاعت کا ہیں آیات و احادیث سے "شفاعت بالوجاہت" بھی ثابت ہوتی اور بالمحبت بھی چنانچہ اس کا بیان اوپر گذر چکا۔ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ صاحب تفویت الایمان کے نزدیک تو وجاہت میں دباؤ ہوتا ہے۔ تو اس کے طور پر تو معاذ اللہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دباؤ کا بیان ہوا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

مولوی اشرف علی اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت کے فوائد لکھتے ہیں۔

مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت کا اقرار کیا۔

> "دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ وہ پیغمبر ہو کر آتے شریعت لاکے بیمار کو اچھا کرتے۔ مردے کو جلاتے آخرت میں یہ وجاہت ہوگی کہ جس کے لئے اذن ہوگا اُس کی شفاعت کریں گے۔ وہ قبول ہوگی۔ جس طرح کہ شفاعت اور اولوالعزم پیغمبروں کی بھی جو ان کے بھائی ہیں منظور ٹھہرے گی۔"

(ترجمہ مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطابع صفحہ ۶)

یہاں مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت قرآن شریف سے ثابت بتائی اور مولوی اسمٰعیل نے تفویت الایمان صفحہ ۲۰ میں اسکی نسبت یہ لکھا۔

> "اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔ یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی۔

سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اور جو
کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی
پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے۔ سو وہ اصلی
مشرک ہے"۔

اب تقویت الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی اصلی مشرک ہوتے اور جتنے وہابی مولوی اشرف علی کے معتقد ہیں اور اس ترجمہ کو مانتے ہیں وہ بھی سب اصلی مشرک ہوئے۔

تقویۃ الایمان سے مولوی اشرف علی اور ان کے معتقدین مشرک ہیں۔

مولوی اسمٰعیل نے تیسری شفاعت بالاذن کی یہ صورت لکھی ہے۔

شفاعت بالاذن کی تفصیل صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک

"اس کا (یعنی گناہگار کا) یہ حال دیکھ کر (کہ اس نے اتفاقیہ گناہ کیا تھا عادی نہیں ہے۔ گناہ پر شرمندہ قصور کا معترف ہے شفاعت کا بھی معتقد نہیں ہے۔ کسی کی پناہ نہیں ڈھونڈتا) بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب در گذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے (پالیسی کے ساتھ) اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی۔ بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر"۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۷)

وہابیوں کے نزدیک [illegible]

اس صورت میں بھی قبول شفاعت کا باعث خوف آئین و اندیشہ قانون ہی بتایا کہ شفاعت صرف اس اندیشہ نے کرائی کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے قانون کی

قدر نہ گھٹ جائے۔

اس گمراہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کو قانون کی قدر گھٹنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور وہ اس سے خائف ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے اس گمراہ فرقہ کا ایمان اور پھر شفاعت مانی تو اس طرح کہ خدا بخشنا تو خود چاہتا ہے گناہ گار کی حالت دیکھ کر اس کے دل میں ترس آگیا ہے۔ مگر آئین کی قدر گھٹنے کے اندیشہ سے کھل کر معاف نہیں کر سکتا۔ ظاہر میں دوسرے کی سفارش کا نام کر کے بخش دیتا ہے یعنی مجبور ہے پالیسی اختیار کرتا ہے۔

وہابیوں کی طرح ان کے خدا کا بھی ظاہر و باطن یکساں نہیں۔ شافع پر منت کرم داشتن بے فائدہ احسان رکھتا ہے۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ انھوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی

اب وہابیہ سے پوچھئے یہ شفاعت ہوئی یا تقیہ اور پالیسی غرض ان تینوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آتے۔ آدھے صاحب تقویت الایمان کے نزدیک اس کی گھڑی ہوئی۔ شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبۃ ممکن نہیں۔ اور ان قسموں کی شفاعت کا ماننے والا مشرک ہے۔ صرف اس لئے کہ اس میں دباؤ پایا جاتا ہے تو اسمٰعیل کی فرض کی ہوئی شفاعت باذن کیسے ممکن ہوئی خوف اور اندیشہ تو اس میں بھی لگا ہوا ہے۔ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيزَابِ٭ تقویت الایمان والے نے شانِ الٰہی میں ایسی ناقص تشبیہ دی جس سے حضرت قدوس قدیر عز اسمہٗ پر عجز و خوف کا دھبہ لگا ہے تُحَوِّمُ وُجُوْهُ الطَّاعِنِيْنَ فِيْ شَانِهٖ٭٭ تقویت الایمان کا یہ قول بھی باطل و خلاف شرع ہے کہ شفاعت کسی قرابت یا آشنائی کی وجہ سے نہیں ہوتی قرابت تو قرابت وہاں تو ادنیٰ ادنیٰ تعلق بھی ظاہر کئے جائیں گے اور کام آئیں گے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے۔ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ

وہابیوں کے خدا کا ظاہر و باطن یکساں نہیں۔

٭ بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو [illegible]

٭٭ [illegible]

سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ شریف ص۴۹۴ باب الحوض والشفاعۃ)

یعنی دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے۔ پھر ان پہ ایک جنتی گذرے گا اس سے ایک دوزخی کہے گا۔ کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں۔ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پس وہ بہشتی اس کی شفاعت کر کے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

اہل اللہ کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہوگا تو بھی کام آئے گا اور ذریعہ شفاعت ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں

"از ینجا معلوم می شود کہ فاسقاں و گناہ گاراں اگر خدمتے و امدادے باہل طاعت و تقویٰ در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجۂ آں بیابند و بامداد و شفاعت ایشاں در بہشت درآیند"

یہاں سے معلوم ہوجاتا ہے کہ بدکار و گنہگار لوگ اہل طاعت اور اہل تقویٰ کی دنیا میں خدمت کریں تو اس خدمت کا صلہ آخرت میں پائیں گے اور نیک اہل طاعت و تقویٰ کی شفاعت کی مدد سے جنت میں داخل ہوں گے

اب دیکھئے کہ پانی پلانا بھی کام آئے گا اور اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے گا۔ چہ جائیکہ قرابت و آشنائی۔ تقویت الایمان والے نے صریح حدیث کی مخالفت کی۔ یہ تو اس کا شیوہ ہی ہے۔ ایک ستم یہ کیا کہ اس نے شفاعت کرنے والوں کو چور اور چوروں کا تھانگی کہا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی۔ جو چور کا حمایتی بلکہ اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے۔" (تقویت الایمان صفحہ ۳۷)

تقویۃ الایمان میں شافع کو چور اور چور کا حمایتی کہا۔

اس بدتمیزی کی کچھ انتہا ہے قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے چور کی شفاعت کرنے والے کو چور اور چور کا حمایتی نہ خدا نے فرمایا نہ رسول نے بدنصیب نے مسئلہ دل سے گھڑ دیا۔ یہ ہے بدعت سیئہ اور احداث فی الدین۔ تقویت الایمان پر ایمان رکھنے والے وہابی یاد رکھیں کہ کوئی رشتہ دار کسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کے مقدمہ کی پیروی اور سفارش نہ کریں ورنہ خود اسی جرم میں پکڑے جائیں گے۔ چور کی سفارش کی تو چور ہو جائیں گے۔ وہابی کچھ بھی ہو جائیں ہماری بلا سے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ کلمہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث سے ابھی معلوم ہو چکا کہ مقبولین بارگاہ ادنیٰ تعلق سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ طبرانی و دار قطنی کی حدیث میں ہے۔ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَہٗ مِنْ اُمَّتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ الحدیث (صواعق محرقہ صفحہ ۹۵)

حضور نے فرمایا۔ کہ "سب سے پہلے میں اپنی امت میں اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اقارب کی"۔

شفاعت بعلاقہ قرابت۔

اندھے وہابیوں کو دکھاؤ کہ حضور بعلاقہ قرابت شفاعت فرما رہے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے۔ گستاخ بے ادب چور اور چوروں کا حمایتی کس کو کہتا ہے۔ خاک بدہن ناپاکش ایسی گستاخی و بے باکی تمام انبیاء و مرسلین و جملہ مقربین کی جناب میں کفر نہیں تو کیا۔ وہابیہ کا ایمان ہے۔ خَذَلَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ انھیں رسوا کرے)

اسی سلسلہ میں تقویت الایمان والے نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث لکھی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل قرابت کو جمع فرمایا۔ حتیٰ کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔

يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

اور اس کا یہ ترجمہ لکھا "اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہیے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲)

"اور اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲)

اگر اولاد بزرگ ہو بزرگ کی قرابت کا بے فائدہ ہونا۔

وہابیہ کے نزدیک حضور کا خاتون جنت کے بھی کام نہ آنا

انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا فریب کاری ہے حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو۔ علاوہ بریں بکثرت آیات اور احادیث صحیحہ اثبات شفاعت میں پیش کی گئیں۔ ان سب سے اندھا بن جانا اور اس حدیث کو پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا بیدینی ہے۔ اور لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا کا یہ ترجمہ کہ نہ کام آؤں گا۔ میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ جو صاحب تقویۃ الایمان نے کیا ہے۔ بالکل غلط ترجمہ اور احادیث کے خلاف ہے۔ ابھی ہم طبرانی و دار قطنی کی حدیث نقل کر چکے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا:

"میں سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی یہ تو حضور کے اہل قرابت ہیں"۔

صاحب تقویۃ الایمان نے حدیث کا غلط ترجمہ کیا۔

ہم بخاری شریف کی حدیث نقل کر چکے کہ حضور ہر ایماندار کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرما دیں گے۔ اور ایک ایماندار کو بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ باوجود اس کے یہ لکھ دینا کہ حضور آخرت میں خاتونِ جنت کے بھی کام نہ آئیں گے اور حضور کی طرف اس کو نسبت کر دینا افتراء اور بکثرت احادیث صحیحہ کی مخالفت

ہے۔ امام ابن حجر ہیتمی صواعق محرقہ صفحہ ۹۱ میں ایک حدیث صحیح نقل فرماتے ہیں:۔

صَحَّ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَابَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رِحْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَعُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنَّ رَحْمِىْ مَوْصُوْلَةٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنِّىْ اَيُّهَا النَّاسُ فَرَطٌ لَّكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ۔

"حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سرِ منبر فرمایا: ان قوموں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی۔ ہاں خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں موصولہ ہے۔ اور میں اے لوگو حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں!"

اس حدیث کے الفاظ خاص تقویت الایمان کے اس قول کا رد صریح و بلیغ ہیں۔ ایک تو وہ لوگ تھے جن کا حضور نے قسم کھا کر رد فرمایا۔ مگر بہت بدتر یہ وہابی ہے جو حضور کی قسم کے بعد پھر وہی بکواس کرتا ہے۔ اسی صواعق محرقہ کے اسی صفحہ میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث لاتے ہیں۔ كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَاخَلَا سَبَبِىْ وَنَسَبِىْ ۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ "روزِ قیامت تمام قرابتی و نسبتی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ سوائے میرے قرابتی و نسبی رشتوں کے"۔

باوجود ان احادیث کے صاحب تقویت الایمان کا یہ قول حضور خاتون جنت تک کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔ کس قدر بیباکی و ناحق کوشی ہے۔ امام ابن

حضور کی قرابت دنیا و آخرت میں نافع ہے

حجر نے اسی صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ میں تمام و بزار و طبرانی و ابو نعیم سے حدیث روایت کی۔ " اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَۃُ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَّتَھَا عَلَی النَّارِ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "فاطمہ صاحب عفت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت تک کو آتش دوزخ پر حرام کر دیا۔" وہابیہ سے پوچھو اب بھی کچھ خبر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کام آئے۔ اب یہ بھی دیکھئے۔ کہ صاحبِ تقویت الایمان نے جو حدیث لکھی ہے محدثین اس کے معنی کیا بتاتے ہیں۔ امام ابن حجر صواعق محرقہ صفحہ ۹۴ میں لکھتے ہیں:۔

وَجْہُ عَدَمِ الْمُنَافَاۃِ کَمَا قَالَہُ الْمُحِبُّ الطَّبْرِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمْلِكُ لِاَحَدٍ شَیْئًا لَا نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلٰكِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُمَلِّكُہٗ نَفْعَ اَقَارِبِہٖ بَلْ وَجَمِیْعِ اُمَّتِہٖ بِالشَّفَاعَۃِ الْعَامَّۃِ وَالْخَاصَّۃِ فَھُوَ لَا یَمْلِكُ اِلَّا مَا یُمَلِّكُہٗ مَوْلَاہُ كَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ بِقَوْلِہٖ غَیْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا وَكَذَا مَعْنٰی قَوْلِہٖ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا اَیْ بِمُجَرَّدِ نَفْسِیْ مِنْ غَیْرِ مَا یُكْرِمُنِیْ بِہِ اللّٰہُ مِنْ نَحْوِ شَفَاعَۃٍ اَوْ مَغْفِرَۃٍ وَّخَاطَبَھُمْ بِذٰلِكَ رِعَایَۃً لِمَقَامِ التَّخْوِیْفِ وَالْحَثِّ عَلَی الْعَمَلِ وَالْحِرْصِ عَلٰی اَنْ یَّكُوْنُوْا اَوْلَی النَّاسِ حَظًّا فِیْ تَقْوَی اللّٰہِ وَخَشْیَتِہٖ ثُمَّ اَوْمَأَ اِلٰی حَقِّ رَحِمِہٖ اِشَارَۃً اِلٰی اِدْخَالِ نَوْعِ طَمَانِیَّتِہٖ عَلَیْھِمْ وَقِیْلَ ھٰذَا قَبْلَ عِلْمِہٖ بِاَنَّ الْاِنْتِسَابَ اِلَیْہِ یَنْفَعُ وَبِاَنَّہٗ یَشْفَعُ فِیْ اِدْخَالِ قَوْمٍ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّرَفْعِ دَرَجَاتِ اٰخَرِیْنَ وَاِخْرَاجِ قَوْمٍ مِّنَ النَّارِ یعنی حدیث لَا اَمْلِكُ لَكُمْ وَ اَمْثَالِہٖ

حضور خدا کے مالک بنانے سے نفع و ضرر کے مالک ہیں

اور حدیث شفاعت میں کوئی منافات نہیں۔ اس کی وجہ جیسی کہ محب طبری۔ وغیرہ اجلّہ علماء نے فرمائی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کے لئے کسی شے کے مالک نہیں نہ نفع کے نہ ضرر کے لیکن اللہ عزوجل آپ کو آپ کے اقارب بلکہ تمام امت کے نفع کا مالک بناتے گا۔ شفاعت عامہ و خاصہ کے ساتھ تو آپ مالک ہوں گے۔ مگر اپنے مولیٰ کے مالک بنانے سے جیسا کہ حضور نے اپنے قول غَيْرَانَّ لَكُمْ رَحِمًا سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کا یہ ارشاد لَا اُغْنِی عَنْكُمْ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر یہ اکرام فرمائے اور شفاعت و مغفرت وغیرہ کرامت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مخاطبہ ان سے اس لئے فرمایا کہ آپ کو مقام تخویف کی رعایت اور عمل پر ترغیب منظور تھی اور یہ خواہش تھی کہ اہلبیت و اقارب تقویٰ و خشیت الٰہی میں اوروں سے اعلیٰ و اولیٰ ہوں پھر حق رحم کی طرف اشارہ فرما کر ان کے دلوں کو اطمینان بھی بخشا، بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حضور نے پہلے فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضور کو اس کا علم دیا گیا کہ آپ کے ساتھ نسبت رکھنا آخرت میں نافع ہوگا اور یہ کہ آپ مقبول الشفاعۃ ہیں۔ ایک گروہ کو اپنی شفاعت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل کریں گے۔ ایک کے درجے کو بلند کرائیں گے۔ ایک قوم کو دوزخ سے نکالیں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد رابع صفحہ ۲۹۲ میں فرماتے ہیں:۔

"مالکم نیستم مر شمارا از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او و امراو قدرت تصرف و دخل دراں نباشد"	اللہ کے عذاب سے میں تمہارا کچھ ذمہ دار نہیں یعنی اس کے حکم اور اجازت کے بغیر قدرت و تصرف کو اس میں کوئی دخل نہ ہوگا۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ نفی اختیار ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی۔ اس سے

چند سطر بعد حضرت شیخ نے فرمایا۔

"وایں غایت تخویف وانذار و مبالغہ دران است والا فضل بعضے از یں مذکورین و در آمدن ایشاں بہشت را و شفاعت آن سرور عصاۃ امت را چہ جائے اقربا و خویشان وے باحادیث صحیحہ ثابت شدہ است۔"

حضرت خاتونِ جنت پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ چنانچہ یہ مضمون طبرانی کی حدیث میں بھی مذکور ہے۔ جو بحوالہ صواعق محرقہ نقل کی گئی۔ اور وہابی کی مستند و معتمد کتاب مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد ۴ صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے۔

"کہ فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی ان پر حرام ہوئی"۔ تو ان کو آتش دوزخ کے خوف دلانے کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ گنہگارانِ امت کو خوف دلانا منظور ہے۔ مظاہر الحق کے اسی صفحہ میں لکھا ہے۔ اور اس حدیث میں نہایت ڈر دلانا اور مبالغہ ہے نہیں۔ والا فضیلت ان مذکورین میں سے اور داخل ہونا ان کا بہشت میں اور شفاعت آں سرور کی گنہگاران امت کے لئے چہ جائے اقرباءِ حضرت کے لئے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ حدیث لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا کو انکار شفاعت کی دلیل بتانا باطل اور احادیث و شروح احادیث کے خلاف ہے۔
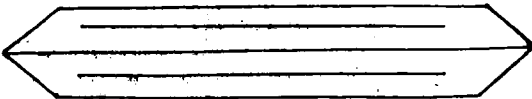
تقویت الایمان کی بدعقیدگیوں گستاخیوں گمراہیوں کے چند نمونے

شانِ الٰہی میں وہابیہ کے ناپاک عقیدے،

(۱) تقویت الایمان صفحہ ۲۲۔ "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔"

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم لازم و ضروری تو ہے نہیں بلکہ ممکن و اختیاری ہے چاہے دریافت کرلے چاہے جاہل رہے یہ عقیدہ کفر ہے۔

عالمگیری جلد ۲۔ صفحہ ۵۸ میں ہے:۔

یَکْفُرُ اِذَا وَصَفَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِمَا لَا یَلِیْقُ بِہٖ اَوْ نَسَبَہٗ اِلَی الْجَہْلِ اَوِ الْعِجْزِ اَوِ النَّقْصِ اھ مختصرًا

(۲) تقویت الایمان کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کو غیب کا علم ابھی تک تو ہے نہیں ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا یہ کفر ہے عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ بوقال علم خدا قدیم نیست یکفر اھ ملخصًا

(۳) علم الٰہی کا عطائی ہونا تقویت الایمان صفحہ ۱۰۔

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم اوروں کے لیئے ماننا جب ہی شرک ہوگا جب کہ خدا کا علم بھی کسی کا دیا ہوا مانا جاتے۔ چنانچہ اسی تقویت میں اس سے چند سطر اوپر اشتراک فی العلم کے معنی میں لکھا ہے:۔

"یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا" "اللہ تعالیٰ اِس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی کمال غیر سے حاصل کیا ہوا ہو۔" اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

(۴) قدرت الٰہی کو عطائی ٹھہرانا۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۱۔

"خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت انکو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اس کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے" خدا کی عطا کی ہوئی قدرت ماننے سے شرک ثابت ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ معاذ اللہ اس کی قدرت بھی کسی کی دی ہوئی ہے۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔ کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کے علم و قدرت کا حادث اور مکتسب من الغیر ہونا لازم آتا ہے۔ فقہ اکبر صفحہ اوّل میں ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کو عطائی ٹھہرانا

فَمَنْ قَالَ اِنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ اَوْ مُحْدَثَةٌ اَوْ وَقَفَ فِيْهِمَا اَوْ شَكَّ فِيْهِمَا فَهُوَ كَافِرٌ بِاللهِ تَعَالٰى۔[1] نیز اسی میں فرمایا: يَعْلَمُ لَا كَعِلْمِنَا وَيَقْدِرُ لَا كَقُدْرَتِنَا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ہمارے علم و قدرت کی طرح نہیں۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۷ میں اس کے تحت فرماتے ہیں:

لِاَنَّ قُدْرَتَهٗ تَعَالٰى قَدِيْمَةٌ لَا بِاٰلَةٍ وَلَا بِمُشَارَكَةٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَنَحْنُ لَا نَقْدِرُ اِلَّا عَلٰى بَعْضِ الْاَشْيَاءِ بِالْاِقْدَارِ

"کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت قدیم ہے۔ کسی آلہ کے سبب نہیں اور نہ ہی کسی کی شرکت کے ساتھ"۔[2] اور وہ ہر ممکن شئی پر قادر ہے،

---

[1] جو صفاتِ الٰہی کو حادث و مخلوق بتائے یا اس میں توقف و شک کرے وہ کافر ہے۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) [1] یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اس کو عجز و جہل یا نقص کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

[2] جو کہے کہ خدا کا علم قدیم نہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

وَذٰلِكَ الْمِقْدَارُ اَيْضًا بِالْاٰلَاتِ وَ الْاَعْوَانِ وَالْاَنْصَارِ۔

اور ہم کچھ چیزوں پر اس کے قادر کر دینے سے قادر ہیں اور وہ مقدار بھی آلات و مددگاروں کے ساتھ ہے "

(۵) اللہ تعالیٰ کو مکار بتانا معاذ اللہ۔ تقویت الایمان صفحہ ۵۲

سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے کیا نابکار نے گستاخی کی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی بے ادبی کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ ہے بے دین کا ایمان اور یہ گستاخیاں دیکھتے ہوتے بھی دل کے اندھے اسی کا اتباع کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی طرفداری میں اپنا دین برباد کرتے ہیں۔ شانِ الٰہی میں ایسے کھلے ناقص کلمہ کو دیکھکر ان کا دل بیزار نہیں ہوتا۔[1] لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(۶) خدا کو قانون کی بے قدری کا خوف معاذ اللہ تقویت الایمان صفحہ ۴۷

" بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے۔ مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جاتے تو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے (الیٰ اَنْ قَالَ) سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے

---

[1] آیۃ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وغیرہا سے ہابیہ اس لفظ کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اردو میں مکر قبیح معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے۔ کسی اچھے معنی میں نہیں بولا جاتا۔ بخلاف عربی کے کہ اس میں اس کے دو معنیٰ ہیں ایک اچھے ایک بُرے مفردات راغب صفحہ ۴۸۲ میں ہے وَذٰلِكَ ضَرْبَانِ مَكْرٌ مَحْمُوْدٌ وَذٰلِكَ اَنْ يَتَحَرّٰى بِذٰلِكَ فِعْلٌ جَمِيْلٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ قَالَ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ وَمَذْمُوْمٌ وَهُوَ اَنْ يَتَحَرّٰى بِهٖ فِعْلٌ قَبِيْحٌ علاوہ بریں لفظ مکر کو مفسرین نے متشابہات میں سے قرار دیا ہے تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۶۸۸ میں ہے اَلْمَكْرُ فِيْ حَقِّهٖ مِنَ الْمُتَشَابِهَاتِ اور متشابہات کو جواز اطلاق کی دلیل قرار دینا باطل ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ الخ ۱۲ منہ ظلہ العالی

دیکھئے کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ترس آنا قانون کی بے قدری سے ڈرنا۔ ظاہری دکھاوے کے لئے سفارش کا نام کرنا کیسے کیسے عیوب لگاتے تعالیٰ اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا حضرت قدیر قدوس جل شانہ کو بھی بے دینوں نے اپنے اوپر قیاس کیا کہ وہ ایک مجبور انسان کی طرح ترس کھاتا ہے۔ قانون کی بے قدری سے ڈرتا ہے۔ ظاہرداری کے لئے دوسرے کا نام کر دیتا ہے۔ معاذ اللہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۲ میں ہے۔

اِنَّہٗ[1] لَیْسَ کَالْاَشْیَاءِ الْمَخْلُوْقَۃِ ذَاتًا وَّصِفَۃً کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔

(۷) خدا کے لئے مورچھل اور شامیانہ دیکھو۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۲۔

"ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے" اِلٰی اَنْ قَالَ تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے" اور شرک کی تعریف تقویت الایمان صفحہ ۸ میں یہ لکھی "جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہرائی ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنے"

وہابیہ کے خدا کی قبر اور اس پر مورچھل اور شامیانہ

کیا وہابیہ نے اپنے خدا کے لئے کوئی قبر تجویز کر لی ہے۔ جس کو بوسہ دینا اور اس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہو وہ خدا کسی مجسّم کو مانتے ہیں۔ جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے۔ اور یہ نشانِ بندگی وہابیہ کس تیرتھ میں جاکر ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے وہابیہ کی نظر میں خدا کی عظمت وشان وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیوں وہابیو اس کو بھی کفر نہ کہو گے یہی تمہارا ایمان ہے

(۸) خدا کا شریک ٹھہرانے سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان تقویت الایمان صفحہ ۹

[1] یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں مخلوقات کے مثل نہیں۔ یہ مضمون قرآنِ پاک کی اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اسکی مثل کوئی شے نہیں۔

میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ "مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا"، (جو کسی کاہن نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں معلوم کیا تو اس کی اس سے قطع نظر کہ حدیث کے لفظ بدل ڈالے لَمْ یُقْبَلْ کا لَا یُقْبَلُ کر دیا۔ اربعین لَیْلَةً کا اربعین یَوْمًا بنا دیا۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ حدیث وارد ہوئی تھی کاہن و منجم کے حق میں۔ مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۲ میں ہے۔

اَلْعَرَّافُ هُنَا الْمُنَجِّمُ اَوِ الْحَازِیُّ الَّذِیْ یَدَّعِیْ عِلْمَ الْغَیْبِ وَهُوَ قِسْمٌ مِنَ الْکُهَّانِ، یعنی "عراف سے یہاں وہ نجومی و کاہن مراد ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے"

خود صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو الکہانۃ میں لائے باوجود اس کے تقویت الایمان والے نے اصحاب کشف و استخارہ کو بھی اس میں داخل کر دیا۔ چنانچہ صفحہ ۶۰ پر لکھا "اور کشف و استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔ یہ معنوی تحریف ہوئی۔ کشف و استخارہ کا بیان ہم صفحہ ۲۰۰ میں لکھ آئے ہیں۔

استخارہ مسنون ہے اور کشف اہل اللہ کے لئے احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں خطبہ فرماتے ہوئے نہاوند میں اپنے لشکر کا حال ملاحظہ فرمایا۔ اور اثنائے خطبہ میں یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ فرما کر مدد فرمائی۔

(رواہ ابن عمر۔ مشکوٰۃ شریف باب الکرامات صفحہ ۵۴۶) اس حدیث کے حاشیہ میں مرقاۃ سے منقول ہے: وَفِیْهِ اَنْوَاعٌ مِنَ الْکَرَامَةِ لَهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَشْفُ الْمَعْرَکَةِ

ف یعنی اس عمل کے غلط کار خانہ میں عبادت دن کی تر... [illegible] ... کی عبادت خداوند کریم کی بار گاہ میں قبول نہ ہو گی (marginal note, partly illegible)

حاشیہ: ... رات کی نماز قبول نہیں ہوتی (marginal note, partly illegible)

ل چونکہ لیلۃ کا لفظ محتمل تھا کہ مراد نماز تہجد ہو جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح میں فرمایا یحتمل کہ مراد نماز شب دارند کہ نماز تہجد لست (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۱۴۴) اس لئے بجائے لیلۃ کے یوماً بنا دیا تاکہ یہ احتمال نہ رہے۔ اور نماز پنجگانہ پر حدیث حمل کی جا سکے۔

وَاِیْصَالُ صَوْتِہٖ وَسِمَاعُ کُلٍّ مِنْھُمْ لِصَیْحَتِہٖ وَفَتْحُھُمْ وَنَصْرُھُمْ بِبَرْکَتِہٖ

یعنی اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کئی کرامتیں ہیں۔ ایک تو معرکہ کے حال کا کشف دوسرے وہاں تک آواز پہونچا دینا۔ تیسرے ہر ایک کا وہ آواز سن لینا۔ چوتھے آپ کی برکت سے لشکرِ اسلام کا فتحیاب ہونا۔ اس کے علاوہ بکثرت احادیث سے اہل اللہ کے لئے کشف ثابت ہے۔ بدنصیب نے اہل اللہ کو مشرک بنا ڈالا۔ کہ تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے۔

"یعنی جو کوئی غیب کی بات بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے اُس کے پاس جو کوئی جاکر پوچھے تو اس کی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی کیونکہ اس نے شرک کی بات کی۔"

اہل اللہ کو مشرک بنانا تو اِس شخص کی عادت ہی ہے۔ یہاں دکھانا یہ مقصود ہے کہ شرک قرار دیتے ہوئے اس کی سزا صرف چالیسؔ روز کی عبادت کا نامقبول ہونا۔ وہ بھی اتنا کہ فرض ادا بھی ہو جاتے۔ جیسا کہ مجمع البحار میں[جلد ۳ صفحہ ۲۰۳] ہے۔ وَعَدَمُ قُبُوْلِ صَلٰوتِہٖ عِبَارَۃٌ عَنْ عَدَمِ الثَّوَابِ لَاعَنْ وُجُوْبِ الْقَضَاءِ (اور اس کی نماز کا قبول نہ ہونا ثوابؔ نہ ملنے کا نام ہے قضا واجبؔ ہونے کا نہیں)

تو اس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا صرف یہ مرتبہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے سے فقط چالیس روزہ کی نمازیں بے نور ہو جاتی ہیں۔ قضا تک لازم نہیں آتی۔ یہ ہے وہابیہ کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

قرآن پاک کے متعلق وہابیہ کا عقیدہ

تقویۃ الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے پر بھی حملہ کر دیا انبیاء و اولیاء کی عداوت اس قدر دل میں جمی ہوئی ہے کہ کتاب اللہ کی عظمت کا بھی لحاظ نہ رہا انبیاء کی شان میں لکھا ہے۔

تقویۃ الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے پر حملہ۔

" اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں۔ سوائے اٰمَنَّا وصَدَّقْنَا کے کچھ نہیں کہہ سکتے"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴)

جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذاللہ وہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں۔ کلام سمجھ نہیں سکتے۔ دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے۔ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھکر اٰمَنَّا صَدَّقْنَا کر لیتے ہیں۔ یہ باہمی مشورہ ہوا کلام الٰہی نہ ہوا۔ کیونکہ کلامِ الٰہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں اور دوبارہ دریافت نہ کیا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یہ ہے بے دینوں کا ایمان۔ اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الٰہی پر کیسے حملے کریں۔ یہ ستم کہ ظالم نے یہ مضمون ایک آیت کے تحت میں لکھا۔ جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ مضمون آیت ہی میں آیا ہے۔ یہ طرفہ فریب کاری ہے نہ آیت میں انبیاء و اولیا کی طرف اس مضمون کی نسبت نہ کہیں بے حواس ہونے کا ذکر نہ دوبارہ دریافت کرنے سے قاصر ہونے کا بیان یہ سب باتیں صاحب تقویۃ الایمان نے دل سے تراشیں۔

تقویۃ الایمان کا بہتان قرآن عظیم پر صریح افترا ہے۔

لہ وہابی جو تقویۃ الایمان پر ایمان رکھتے ہیں وہ کس منہ سے قرآن پاک کو کلام الٰہی کہیں گے۔ ۱۲

ایمان کے متعلق وہابیہ کے اعتقاد

وہابیہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے۔ اس کے دو جز ہیں۔ توحید اور اتباعِ سنت۔ یعنی عمل داخلِ ایمان ہے۔ تقویت الایمان میں لکھا ہے۔

"ایمان کے دو جز ہیں خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے[۱]۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں۔ اور اسکے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہئے کہ توحید اور اتباعِ سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔"

اس عبارت میں ایمان کے دو جز بتائے۔ توحید اور اتباعِ سنت اور ان دونوں کو ایک درجہ میں رکھا۔ اتباعِ سنت عمل کے قبیل سے ہے۔ اسکو بھی توحید کی طرح داخلِ ایمان[۲] کیا۔ اور شرک و بدعت کو ایک درجہ میں رکھا کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان میں خلل آتا ہے۔ اسی طرح بدعت سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب نہیں۔ بلکہ خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے[۳]۔ اور بکثرت آیاتِ قرآنیہ کے خلاف ہے۔ شرح عقائد مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ ۷۰ میں ہے:

خوارج کی طرح وہابیہ کے نزدیک بھی ایمان مرکب ہے اور عمل داخل ایمان ہے۔

---

[۱] نہ صحابہ کی نہ تابعین کی نہ آئمہ کی نہ مجتہدین کی نہ مومنین صالحین کی اس سے تو صحابہ کا اتباع بھی بدعت ہوا۔ اور بدعت قرونِ ثلثہ میں جا پہنچی۔

[۲] نیز تقویۃ الایمان صفحہ میں پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارنا ان سے مرادیں مانگنا، منتیں مانگنا، نذر و نیاز کرنا، عبدالنبی، وغیرہ نام رکھنا شرک بتایا باوجودیکہ تمام اعمال کے قبیل سے ہیں اور طرفہ یہ کہ اعتقاد و اقرار کا بالکل اعتبار نہ کیا۔ بقیہ اگلے صفحہ پر....

[۳] جن میں ایمان کی نسبت قلب کی طرف فرمائی گئی ہے جیسے آیت كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ، اور آیت وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ اور آیت وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ اور آیت لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے نہ کہ عمل سے اور کثیر آیات میں عمل صالح کو ایمان پر عطف فرمایا جو دلیل ہے اس کی کہ عمل ایمان کا غیر ہے داخل ایمان اور بہت آیتوں میں عاصی کو مومن کے لقب سے یاد فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معصیت و ترکِ عمل سے ایمان نہیں جاتا جیسا کہ ارشاد ہوا وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا، اگر عمل داخل ایمان ہوتا تو تمام فاسق ایمان سے خارج ہو جاتے۔ ۱۲

اَلْكَبِيْرَةُ لَا تُخْرِجُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْإِيْمَانِ لِبَقَاءِ التَّصْدِيْقِ الَّذِيْ هُوَ حَقِيْقَةُ الْإِيْمَانِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ حَيْثُ زَعَمُوْا اَنَّ مُرْتَكِبَ الْكَبِيْرَةِ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ وَلَا كَافِرٍ وَهٰذَا هُوَ الْمَنْزِلَةُ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ بِنَاءً عَلٰى اَنَّ الْاَعْمَالَ عِنْدَهُمْ جُزْءٌ مِنْ حَقِيْقَةِ الْإِيْمَانِ وَلَا تُدْخِلُهُ اَيِ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ فِي الْكُفْرِ خِلَافًا لِلْخَوَارِجِ فَاِنَّهُمْ ذَهَبُوْا اِلٰى اَنَّ مُرْتَكِبَ الْكَبِيْرَةِ بَلِ الصَّغِيْرَةِ اَيْضًا كَافِرٌ۔

"گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہیں نکالتا اس تصدیق کے باقی رہنے کی وجہ سے جو کہ حقیقت ایمان ہے برخلاف معتزلہ کے کہ انھوں نے گمان کیا ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا نہ تو مومن ہے نہ کافر ہے وہ درجہ جو دو درجوں (ایمان و کفر) کے درمیان ہے بنا بریں کہ ان کے نزدیک اعمال ایمان کی حقیقت کا جزء ہیں۔ اور مومن بندہ کو کفر میں داخل نہیں کرتا۔ بخلاف خوارج کے وہ اس طرف گئے ہیں کہ گناہ کبیرہ بلکہ گناہ صغیرہ کرنے والا بھی ان کے نزدیک کافر ہے۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۷ میں ہے:

تَرْكُ الطَّاعَاتِ بِالْكُلِّيَّةِ وَارْتِكَابُ السَّيِّئَاتِ بِاَسْرِهَا يُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ عَنِ الْإِيْمَانِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِخِلَافِ الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ۔

کلی طور پر طاعتوں کا ترک کر دینا اور تمام برائیوں کا ارتکاب کر لینا اہلسنت والجماعت کے نزدیک مومن کو ایمان سے نکال دے گا بخلاف خوارج و معتزلہ کے"

اب ثابت ہو گیا کہ مذہب اہلسنت یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جزء نہیں اعمال کو ایمان کا جزء قرار دینا خوارج اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ جمہور کے نزدیک رکن ایمان صرف تصدیق ہے۔ اور اقرار دنیا میں اجراء احکام کیلئے شرط۔ بعض علماء کے نزدیک ایمان تصدیق و اقرار کا نام ہے مگر اقرار محتمل السقوط ہے جیسا کہ حالت بکم و اکراہ میں۔ شرح عقائد صفحہ ،، میں ہے۔

هٰذَا الَّذِيْ ذَكَرَهٗ مِنْ اَنَّ الْإِيْمَانَ هُوَ التَّصْدِيْقُ وَالْاِقْرَارُ مَذْهَبُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ اخْتِيَارُ

یہی جو ذکر ہوا کہ ایمان تصدیق و اقرار ہے بعض علماء کا مذہب ہے اور یہی شمس الائمہ و فخر الاسلام کا پسندیدہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) چنانچہ صفحہ ۶ میں لکھا کہ وہ اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ اور اسی کا مخلوق سمجھتے ہیں اس کو خرافات کہا اور باوجود اس اعتقاد کے صرف عمل پر مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک عمل حقیقت ایمان میں داخل ہے یہ خارجیوں کا مذہب ہے نہ کہ اہلسنت کا۔

الْاِمَامِ شَمْسِ الْاَئِمَّۃِ وَفَخْرِ الْاِسْلَامِ وَذَھَبَ جُمْھُوْرُ الْمُحَقِّقِیْنَ اِلٰی اَنَّہٗ ھُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ اَمْرٌ بَاطِنٌ لَا بُدَّ لَہٗ مِنْ عَلَامَۃٍ فَمَنْ صَدَّقَ بِقَلْبِہٖ وَلَمْ یُقِرَّ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ مُؤْمِنًا فِیْ اَحْکَامِ الدُّنْیَا

ہے اور جمہور محققین اس طرف گئے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی ہے رہا اقرار تو یہ دنیا میں احکام جاری کرنے کیلئے شرط ہے کیونکہ تصدیق قلبی تو اندرونی چیز ہے جس کیلئے نشانی کا ہونا ضروری ہے تو جس نے دل سے تو سچ جانا مگر اپنی زبان سے اقرار نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اگرچہ احکام دنیا میں مومن نہیں "

یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ایمان کے دو جزو کہیں قرآن و حدیث میں تو آئے نہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے نہیں تو بقول صاحبِ تقویت الایمان کے بدعت اور اصل ایمان میں خلل ڈالنے والے ہوئے ۔ وہابیو سنبھالو تو اپنے پیشوا کا ایمان۔

وہابیہ کے نزدیک ایمان صرف خدا کو خدا جاننے اور رسول کو رسول[1] سمجھنے کا نام ہے ۔ پس یہی ان کے نزدیک ایمان[2] کی حقیقت ہے نہ اعتقاد کی ضرورت نہ اقرار کی حاجت ایسا ایمان تو یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسکو ایمان قرار نہ دیا ۔ سورۂ انعام میں

---

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [2] چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۴ میں ہے ۔ ایمان کے دو جزو ہیں ۔ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا سمجھنے پر ہی دار و مدار ہے ۔ اور سمجھنا یہیں ختم ہو گیا ۔ اب قرآن شریف ملائکہ جنت نار حشر باقی انبیاء مرسلین کتب سابقہ وغیرہ کسی کو کچھ سمجھے یا نہ سمجھے وہابیہ کے نزدیک مومن ہو چکا ظالم کو آمنت باللہ بھی یاد نہ تھی یا اس کو بھی نہ مانتا ہو جیسا کہ اس نے تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے صفحہ ۸ میں لکھا کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے " اور بھی کئی جگہ یہ مضمون لکھا ۔ تو قرآن، ملائکہ، جنت، دوزخ، حشر و نشر و کتب سابقہ و انبیاء سابقین کے ماننے کا تو انکار کر ہی دیا ۔ ساتھ ہی محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماننے کا بھی انکار کر دیا کیونکہ حضور بھی اللہ کے سوا میں داخل ہیں تو اب حضور کا ماننا کس طرح داخل ایمان ہو سکتا ہے ۔ یہ عجیب طرح کا ایمان ہے کہ جس کا ماننا اس میں داخل ہو اسی کا ماننا، خبط بھی بتایا جائے ۔ ۱۲

فرمایا: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ۔ یہ اہل کتاب اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اعلم علماء یہود سے تھے۔ جب مشرف باسلام ہوئے۔ اس آیۂ کریمہ کو سن کر عرض کیا یا اللہ ورسول اللہ ہم حضور کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پہچانتے تھے۔ بیٹے میں احتمال ہے۔ شاید عورت نے خیانت کی ہو اور حضور کی رسالت میں کوئی شک نہ تھا۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے: جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ جان بوجھ کر منکر ہوئے اور دلوں میں خوب یقین تھا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَقَدْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ

اور بیشک اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل لڑائیوں میں ان کے صدقہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے کہ الٰہی اس نبی آخر الزماں کا صدقہ ہمیں ان پر فتح دے پھر جب وہ جانا پہچانا نبی تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت ان کافروں پر۔ ان آیات سے ثابت ہے کہ خدا کو اور رسول کو جاننا صرف اتنا ہی ایمان نہیں جانتے تو یہود و نصاریٰ بھی تھے مگر قرآن کریم کی متعدد آیات میں باوجود اس کے انھیں کافر فرمایا۔

وہابیہ کا سا ایمان یہود و نصاریٰ بھی رکھتے ہیں۔

یہ ہے وہابیہ کا ایمان، اللہ کی پناہ!

(۳) وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا۔

(تفویت الایمان صفحہ ۵۰)

حدیث مشکوٰۃ کے ترجمہ میں لکھا:

"پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی۔ جن کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو وہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔"

وہابیہ کے نزدیک زمانہ کا کوئی ایماندار باقی نہیں رہا لیکن

پھر اُس کے فائدہ میں لکھا ۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باوٗ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے ۔ اس کے اسی صفحہ میں لکھا ۔

"سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا ۔"

یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی ایماندار اتنا بھی نہ رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو سب بے ایمان ہی رہ گئے ۔ اس میں وہ خود بھی داخل ہے اور اس کے تمام ماننے والے بھی سارے وہابی تقویۃ الایمان کے حکم سے کافر بت پرست ہوئے ۔ اس قول پر دو وجہ سے کفر لازم ہے ۔ ایک تو اس لئے کہ اپنے کفر کا اقرار کفر ہے ۔

تقویۃ الایمان کے حکم سے کافر ہوا وہابی طائفہ

فتاویٰ عالمگیری طبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ صفحہ ۱۷۹ میں ہے :

مُسْلِمٌ قَالَ اَنَا مُلْحِدٌ يَكْفُرُ وَلَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ اَنَّهُ كُفْرٌ لَا يُعْذَرُ بِهٰذَا ۔ مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ اقرار کفر ہے تو یہ عذر نہ سنا جائے گا

دوسری وجہ یہ کہ تمام امت کو کافر بتانا کفر ہے ۔

شفا شریف صفحہ ۳۶۲ میں ہے :

نَقْطَعُ بِتَكْفِيْرِ كُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوْلًا يُتَوَصَّلُ بِهٖ اِلٰى تَضْلِيْلِ الْاُمَّةِ

جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی راہ نکلے اس کے کفر میں شبہ نہیں

فریب کاری یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا تھا کہ ہوا دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آئیگی ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۵ میں بھی یہ حدیث نقل کر کے ان لفظوں میں ترجمہ لکھا تھا ۔

" نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ ایک باوٗ ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی ۔"

حدیث کا مضمون پیش کر کے مصنف صاحب تقویۃ الایمان کی تحریف کا رد کیا ۔

مگر باوجود اس کے لکھدیا:

"سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا
یعنی وہ ہوا چل گئی"

نہ دجال نکلا نہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور ظالم نے اس ہوا کے چل جانے کا اپنی ہی طرف سے حکم لگا کر تمام دنیا کو بے دین قرار دیدیا۔

بزرگانِ دین اولیاء انبیاء ملائکہ اور سید الانبیاء کی نسبت وہابیہ کے اعتقاد اور تقویۃ الایمان کی گستاخیاں

---

(۱) تقویۃ الایمان صفحہ ۸ میں ہے:

"اس بات میں اولیاء وانبیاء میں اور جن وشیطان میں اور بھوت وپری میں کچھ فرق نہیں۔" صفحہ ۲۹ میں ہے۔

"ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔"

صفحہ ۲۹۔ "ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔"

صفحہ ۲۲۔ "کسی نبی ولی کو جن وفرشتے کو پیر وشہید کو امام وامام زادے کو بھوت وپری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔"

تقویۃ الایمان میں اس طرح کی بہت عبارات ہیں۔ جن میں مقبولانِ بارگاہ

تقویۃ الایمان میں انبیاء اولیاء کے ساتھ جن وشیطان کو ملا دیا اور فرق اٹھا دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء ومتبعیہم وسلم

اور مقربین درگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت و پری کو ملا کر ذکر کیا ہے۔ اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر اور بے خبری اور نادانی میں یکساں بتایا اور فرق کا انکار کیا ہے۔ اول تو سب کو آپس میں برابر کہنا غلط و باطل اور کذب خالص اور مخالف آیات قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ[1] دوسری جگہ ارشاد ہے هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ[2] تفویت الایمان والے کا انبیاء و اولیاء اور جن و شیطان میں فرق نہ ماننا۔ اور سب کو بے خبری و نادانی میں یکساں کہنا ان آیات کی مخالفت ہے۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَالظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ[3]

علاوہ بریں مقبولوں کا مبغوضوں کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا ہی بے ادبی و گستاخی ہے۔ چہ جائیکہ انہیں یکساں بتانا۔ کیا اگر کوئی شخص کہے کہ مخلوق ہونے میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور جن و شیطان بھوت پری میں کچھ فرق نہیں اس بات میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور کتے۔ سوّر۔ بلی۔ بندر۔ سب یکساں اور برابر ہیں تو کیا یہ مولوی اسمٰعیل کی توہین نہ ہوئی ضرور ہوئی۔ تو یہی کلمے انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں لکھنا یقیناً گستاخی اور اہانت ہے۔ اور انبیاء کی اہانت کفر ہے۔ اعلیٰ کیساتھ ادنیٰ کو ایک حکم میں شامل کرنا اگرچہ دونوں کو برابر نہ کیا ہو وہ بھی اہانت ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۶ میں ہے۔

وَلَوْ قَالَ بِاللّٰهِ وَبِتُرَابِ قَدَمِكَ كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ "یعنی اگر کسی نے کہا کہ اللہ کی اور تیرے قدموں کی خاک کی قسم تو کافر ہو گیا۔"

اس کی علت یہ تحریر فرمائی:۔ فِی الْاَخِیْرِ مَا یُشِیْرُ اِلٰی اِهَانَتِهٖ تَعَالٰی[4] مصنف تفویت الایمان کا مقصد یہ ہے کہ وہ انبیاء اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے

اعلیٰ کو ادنیٰ کے ساتھ ملانا بے ادبی ہے

---

[1] دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ۱۲ [2] برابر نہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے۔ ۱۲ [3] اندھا اور آنکھوں والا تاریکیاں اور نور اور سایہ اور تیز دھوپ برابر نہیں اور زندے اور مردے برابر نہیں۔ ۱۲

[4] آخر والے میں اللہ تعالیٰ کی توہین کی طرف اشارہ ہے

ادبانہ گستاخانہ توہین کے کلمے لکھ کر ان کی عظمت دلوں سے نکالے یہاں تو اس نے ان
کا ذکر شیطان اور بھوت و پری کے ساتھ ملا کر کیا اور مذکورۂ بالا پہلی اور چوتھی عبارت میں اولیاء
وانبیاء کے لفظ کہے اور دوسری تیسری عبارت میں سب بندے بڑے سے بڑے کہکر ان کی مبارک
ہستیوں کی طرف اشارہ کیا۔ آئندہ بھی اس کی ایسی عبارتیں آئیں گی۔ جن میں ایسے کلموں سے
انبیاء علیہم السلام یا سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے گا۔

(۲) تقویت الایمان صفحہ ۴۶ "کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی
کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا"

سب نیک بد برابر کر دیے۔ وجاہت خلت محبوبیت اصطفا۔ اجتبا۔ بلکہ نبوت و رسالت
تک تمام فضیلتیں کالعدم قرار دیدیں۔ کیا یہ ساری تکریمیں برائے گفتن ہیں اور سب بندے اللہ کے
نزدیک یکساں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ
رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ قرآن پاک تو محبوبانِ حق کے لیے فضائل و درجات
ثابت کرتا ہے۔ مگر تقویت الایمان والا سب کو برابر بتاتا ہے۔ فرقہ جہمیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور
اسی پر امیر عراق نے جعد بن درہم کو واسط میں علماء دین کے فتویٰ سے قتل کیا۔ علامہ علی قاری۔
شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۱ میں فرماتے ہیں۔

اَنْكَرَ الْجَهْمِيَّةُ حَقِيْقَةَ الْمُحَبَّةِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ زَعْمًا مِنْهُمْ
اَنَّ الْمُحَبَّةَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا لِمُنَاسَبَةٍ بَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ
وَاَنَّهُ لَا مُنَاسَبَةَ بَيْنَ الْقَدِيْمِ وَالْحَادِثِ تُوْجِبُ الْمُحَبَّةَ
وَكَانَ اَوَّلُ مَنِ ابْتَدَعَ هٰذَا فِي الْاِسْلَامِ هُوَ الْجَعْدُ بْنُ اَدْهَمَ
فِيْ اَوَائِلِ الْمِائَةِ الثَّانِيَةِ فَضَحّٰى بِهٖ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَسْرِيُّ

لے یعنی جہمیہ نے خالق و مخلوق کے درمیان جانبین سے محبت کی حقیقت کا انکار کیا۔ بایں گمان
کہ محبت کسی مناسبت سے ہوتی ہے جو محب اور محبوب کے درمیان ہو اور قدیم۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

اَمِیْرُ الْعِرَاقِ وَالْمَشْرِقِ بِوَاسِطٍ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ
یَا اَیُّهَا النَّاسُ ضَحُّوْا تَقَبَّلَ اللّٰہُ ضَحَایَاکُمْ فَاِنِّیْ مُضَحٍّ بِالْجَعْدِ
بْنِ دِرْھَمٍ اَنَّہٗ زَعَمَ اَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَتَّخِذْ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا ثُمَّ نَزَلَ
فَذَبَحَہٗ وَکَانَ ذٰلِکَ بِفَتْوٰی اَھْلِ زَمَانِہٖ مِنْ عُلَمَاءِ الدِّیْنِ ۔

صاحب تقویت الایمان انبیاء و اولیاء کی فضیلتیں مٹانے اور ان کی عظمت گھٹانے کے درپے ہے ۔ تمام کتاب ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہے ۔

تقویت الایمان صفحہ ۷ ۔ "یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہدینے میں آجاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں" رسول کہنے میں جو کمالات آجاتے ہیں ۔ وہ یقیناً ہر رسول کے لئے حاصل ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہو گئے ۔ ان میں فرق مراتب و درجات نہ رہا یہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کی کھلی مخالفت ہے اور حضور کے تمام فضائل و کمالات مخصوصہ جن میں آپ فرد ہیں اور جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں سب کا انکار ہے ۔ یہاں تو رسالت کے سوا حضور کے تمام فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے ۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ رسالت کی اس نے کیا قدر و منزلت رکھی ہے ۔

حاشیہ گذشتہ صفحہ ۔ اور حادث کے درمیان کوئی مناسبت ایسی نہیں جو محبت کا سبب ہو سکے دوسری صدی کے اوّل میں ایک شخص جعد بن درہم تھا ۔ جس نے اوّل یہ بدعت نکالی ۔ اسکو خالد بن عبداللہ قسوی امیر عراق و مشرق نے واسط میں عیداضحی کے روز ذبح کیا ۔ اس امیر نے خطبہ میں کہا ۔ اے لوگو قربانی کرو اللہ تمہاری قربانیاں قبول فرمائے میں جعد بن ادہم کی قربانی کروں گا ۔ جس نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا ۔ پھر امیر نے منبر سے اُتر کر اپنے زمانہ کے علماء دین کے فتویٰ سے جعد بن درہم کو قتل کیا ۔ ۱۲ لے اگر تمام کمالات رسول کے کہنے میں آجاتے ہیں تو جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا قرآن میں کیوں بیان کیا گیا ۔ اور حضور کی نعت شریف سے قرآن شریف کیوں معمور ہے ۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

تفویت الایمان صفحہ ۲۸ "انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا۔ ہے سو انمیں بڑائی یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتلاتے ہیں۔ اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں" صفحہ ۷۔ "سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں" رسالت کی ان کے نزدیک اتنی حقیقت ہے کہ رسُول بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ ایک مولوی کے برابر ہو گئے۔ سارے کمالات کا انکار تو رسالت کی آڑ میں کیا اور رسالت کو اس طرح بے قدر کیا۔ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ علم و عصمت وغیرہ رسالت کے کمالات تو اڑا ہی گیا تھا۔ وحی آنا۔ کتاب اترنا اور لزوم طاعت جس کا آیۃ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ میں بیان ہے۔ اس سے آنکھ بند کر لی اور حقیقت میں لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتّٰی کہ کھانے پینے پہننے میں انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ دیکھو تقویت الایمان صفحہ ۱۳ "اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا" اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا۔ (اس کے ساتھ اور بہت چیزیں ملا کر کہتا ہے) "ان سب باتوں سے شرک ثابت ہے۔" اب بدعت کا کیا ذکر ہے۔ اتباع سنّت ہی کا شرک کر دیا۔ جس کو صفحہ ۴ میں داخل ایمان بتایا تھا۔ اب دیکھئے کہ صاحب تقویت الایمان نے رسولوں کے تمام کمالات رسالت میں منحصر کئے اور رسالت صرف بُرے بھلے کاموں سے واقف۔

نمبر: تقویت الایمان والے نے رسولوں کو ایک مولوی کے برابر کر دیا۔

حاشیہ گذشتہ صفحہ کہیں بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ارشاد ہے کہیں اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فرمایا ہے۔ کہیں اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا مذکور ہے کہیں رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کہیں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وارد ہے کہیں وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرمایا ہے۔ کہیں اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کہیں انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد لیا جاتا ہے۔ کہیں لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کہیں وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی منزلت کا بیان ہوتا ہے۔ یہ خوبیاں رسول کہنے میں آجائیں تو پھر ان کے بیان کا فائدہ کیا تھا۔ وہابیوں کیا تمہیں ان سب کا انکار ہے۔ اپنے ایمان درست کرو! ۱۲

ہونے اور سکھانے میں منحصر کی۔ اور وہ سکھائیں تو ان کی اطاعت شرک کر دی۔ تو اب کمالات رسالت اور رسالت کا ماننا کہاں رہا۔ تمام دین ہی بے دین نے درہم برہم کر ڈالا۔ اس پر بھی صبر نہیں۔ رسالت برائے گفتن بھی گوارہ نہیں کرتا۔ انبیاء و محبوبانِ حق کو عوام کی برابر کیسے ڈالتا ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲۔ "کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔[1]"

تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷۔ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"

تقویۃ الایمان صفحہ ۶۶۔ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"

انبیاء علیہم السلام اور ان کے غلاموں اور نیازمندوں کی خداداد طاقت اور اختیار کا بیان تو ہم بہ تفصیل لکھ چکے ہیں۔ یہ بحث اس کتاب کے صفحہ ۱۳ اور صفحہ ۱۳۸ پر دیکھئے۔ یہاں یہ دکھانا منظور ہے کہ تقویۃ الایمان والا شان انبیاء کے گھٹانے کے کس قدر درپے ہے اور کس بدتمیزی اور گستاخی کے ساتھ انکی جناب میں زبان درازی کرتا ہے۔ اس نے انبیاء کو عوام کے برابر کر ڈالا۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸۔ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔"

یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء و اولیاء مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے۔ "جتنے

[1] طاقت کا حال تو صحیح بخاری شریف میں دیکھو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور میں عرض کرتی ہیں۔ ارٰی ربّک یسارع فی ھواک میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش میں جلدی کرتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے۔ اذا اراد امرا لا یکون خلافہ ولیس لذلک الامر فی الکون صارف حضور جو چاہتے ہیں اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اور حضور کے چاہے کا کوئی جہان بھر میں پھیرنے والا نہیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمی صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ پڑھنے سکھنے میں انبیاء کی اطاعت شرک

تقویۃ الایمان میں انبیاء اولیاء کی طاقت کا انکار

انبیاء کو عوام کے برابر کر دیا۔

اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی "
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام کمالات بزعم خود مٹا کر برادری جوڑی اور بھائی بندی کا رشتہ گھڑا۔ تاکہ عوام کے قلوب سے حضور کی عظمت بالکل ہی نکال دے۔ یہ حضور کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے تو گستاخ بے بے ادب سمجھا جائے مگر یہ بے ادب شانِ رسالت میں بیباکانہ گستاخی کرتا ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے۔ باپ دادا۔ اُستاد پیر۔ آقا بادشاہ سب اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر صحابہ کرام کا ادب تھا کہ جب حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو پہلے بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ کہتے۔ یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اصحاب کرام بات بات میں جس پر ماں باپ کو قربان کریں۔ اس کو بڑا بھائی بتانا نہایت بے ادبی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کے ساتھ حضور کا تعلق اس طرح بیان فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام کو بھائی کہنا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ اور آپ کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں۔ تفسیر مدارک میں ہے۔

وَفِیْ قِرَاءَۃِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ

یعنی نبی کریم مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور حضور ان کے والد ہیں"۔
قرآن پاک تو حضور کو مومنین کی جانوں کا مالک بتلائے۔ ان کا والد بتائے۔ حضور کی ازواج

دیوبندیوں کا نبی کو بھائی کہنا اور اپنی کو بڑا کہنا۔

حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ ؛ تقاضائے مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار۔
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعۃ ؛ جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے رب سے کیا سروکار ۱۲۔

لہ یہاں بڑے بھی نہ رہے صرف بھائی ہی رہے۔ ۱۲

طاہرات کو مومنین کی ماں فرمائے اور وہابی بے ادب حضور کو بھائی ٹھہرائے۔ بعضے گستاخ کہا کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ، کہ "مومن آپس میں بھائی ہیں" تو حضور بھی بھائی ہوئے[1]۔ معاذ اللہ اس جاہل سے پوچھو پھر تو باپ کس کو بتائے گا قرآن کریم نے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمایا۔ اس رشتہ سے مومن بھائی ہوئے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے:۔

قَالَ مُجَاهِدٌ "كُلُّ نَبِيٍّ اَبُوْ اُمَّتِهٖ وَلِذٰلِكَ صَارَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةً لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْهُمْ فِي الدِّيْنِ" یعنی "مجاہد نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اُمت کے والد ہوتے ہیں۔ اسی سے مومن آپس میں بھائی ہوتے۔ کیونکہ حضور ان کے دینی باپ ہیں"۔ تو حضور کو بھائی کہنا کس قدر بے ادبی ہے۔ بھائی کی اہانت کفر نہیں ہوتی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام علماء ان کی بھی اہانت کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۱۴ میں ہے۔

مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَيْلِمٌ اَوْ لِعَلَوِيٍّ عُلَيْوِيٌّ اَيْ بِصِيْغَةِ التَّصْغِيْرِ فِيْهِمَا لِلتَّحْقِيْرِ كَمَا قَيَّدَهٗ بِقَوْلِهٖ قَاصِدًا بِهِ الْاِسْتِخْفَافَ كَفَرَ

عالم کی توہین کفر ہے

اس سے معلوم ہوا کہ جو بنظر حقارت عالم کو عویلم بصیغہ تصغیر کہے کافر ہو جاتا ہے۔ حضور کے اُمتی عالم کا یہ مرتبہ ہے۔ تو حضور کو بھائی کہنا کتنا ادب سے دور ہے۔ رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو دلیل بنانا انتہا درجہ کی جہالت[2] ہے۔ تواضع کے کلمے تواضع کرنے والے کا تو کمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کو لوٹ

---

[1] ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بھائی بتایا ہے۔ ایسے گستاخوں سے کیا تعجب کہیں اللہ تعالیٰ کو بھائی نہ کہہ گذریں کہ اس کا نام پاک بھی مومن ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

[2] ایسے تو حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، اس میں حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کر کہدینا گستاخی ہوتا ہے۔ علماء مشائخ اپنے آپ کو بندۂ ذلیل سگِ دنیا کمترین خلائق لکھا کرتے ہیں۔ تو کیا دوسروں کو بھی ان کے شان میں یہ لفظ کہنا درست ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے جن اصحاب سے اَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ فرمایا۔ انہوں نے حضور کو بھائی نہ کہا۔ اور اگر وہ کہتے بھی تو دوسرا کون تھا جو ان کی ہمسری کرتا اور جو بار انہیں دربارِ حبیب میں حاصل ہے اس کا مدعی ہوتا۔ ان میں وہ بھی ہیں جن کی نسبت ارشاد ہوا کہ ان کے عمل تمام اُمت کے عملوں کے مجموعہ سے زیادہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى وہ ہیں جنکا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔" پھر ستم یہ کہ تقویت الایمان والے نے حضور کو صرف مومنین ہی کا بھائی نہ کہا۔ بلکہ وہ ظالم یہ کہتا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ انسان میں تو بھنگی بھی ہیں چمار بھی کنجر بھی کافر بھی۔ مردود نے سب کا بھائی بتا دیا۔ اور عقل کے اندھے تیرہ وروں کی طرفداری کئے جاتے ہیں۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ اور یہ بتاؤ کہ اسمٰعیل نے یہ کہاں سے کہا۔ قرآن وحدیث میں کہاں آیا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہ ہے دین میں احداث اور بدعت ضلالت جس پر وہابی مرتے ہیں۔ وہابیہ نے نبی کا مرتبہ باپ سے بھی کم رکھا۔ استاد اور عالم کی برابر بھی نہ سمجھا ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۴۹۸ میں ہے۔

وہابیوں کا دین میں احداث

قَالَ الزَّنْدُوَيْسِيُّ حَقُّ الْعَالِمِ عَلَى الْجَاهِلِ وَحَقُّ الْاُسْتَاذِ عَلَى التِّلْمِيْذِ وَاحِدٌ عَلَى السَّوَاءِ وَهُوَ اَنْ لَّا يَفْتَحَ الْكَلَامَ قَبْلَهُ وَلَا يَجْلِسَ مَكَانَهُ وَاِنْ غَابَ وَلَا يَرُدَّ عَلَيْهِ كَلَامَهُ وَلَا يَتَقَدَّمَ عَلَيْهِ فِيْ مَشْيِهٖ

یعنی عالم کا حق جاہل پر اور اُستاد کا شاگرد پر برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ بات

حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ نے براہ تواضع اپنے آپ کو ظالم فرمایا۔ تو کیا اس سے یہ جائز ہوگیا کہ دوسرے بھی انکی شانِ عالی میں یہ لفظ کہیں اور وہابیہ کی طرح یہ عذر کریں کہ یہ تو انہوں نے خود فرمایا ہے ایسا عذر ہرگز کام نہ آئیگا۔ اور انہیں ظالم کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ ۱۲

اس سے پہلے نہ شروع کرے۔ اس کی غیبت میں بھی اسکی جگہ نہ بیٹھے۔ اس کا کلام اس پر رد نہ کرے۔ چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے یہ تو عالم اور استاد کا ادب ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ تو ان سے بہت بلند و بالا ہے اور پھر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت ان سے بھی اعلیٰ مخلوق خدا میں کوئی ان کا ہمسر و ہمتا نہیں ہے۔ ترمذی شریف میں بروایت انس وارد ہے۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی روز قیامت میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور اور یہ فخراً نہیں فرماتا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے:۔

مَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَم وَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِی[1]

ترمذی میں بروایت ابو ہریرہ وارد ہے:۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُکْسٰی حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ وَلَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَلٰی اَهْلِ السَّمَآءِ وَعَلَی الْاَنْبِیَاءِ[3] (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶)

احادیث سے تو معلوم ہوا کہ حضور کا مرتبہ سارے عالم اور تمام خلق سے اعلیٰ ہے۔ اور بارگاہ حق میں جو عزت و عظمت آپ کی ہے وہ کسی کو میسر نہیں۔ مگر تقویت الایمان والے اپنے بڑے بھائیوں کا یہی درجہ سمجھتے ہیں اور حضور کی تعظیم محض بڑے بھائی کی برابر رکھتے ہیں۔ بارگاہِ نبوت میں یہ گستاخی کرنے پر انہیں تمام دیوبندی بھی کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کے۔

(حاشیہ: درحقیقت نبی کا مرتبہ استاد و باپ اور عالم کی برابر بھی نہ سمجھا۔)

(حاشیہ: دیوبندی کے فتوی سے صاحب تقویۃ الایمان کا فر۔)

---

[1] روز قیامت حضرت آدم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ ۱۲

[2] سب سے اوّل زمین میرے لئے شق ہوگی اور مجھے جنتی لباس پہنائے جائیں گے اور میں عرش کی داہنی جانب قیام فرما ہوں گا۔ مخلوقات میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس مقام پر قیام کر سکے ۱۲

[3] اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمان والوں اور کل نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ۱۲

مصدقہ فتوے (المہند میں دیکھو)۔

المہند صفحہ ۷ میں ہے :" جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔ تقویت الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہنے کے ساتھ بندۂ عاجز بھی کہا ہے یہ بھی ترک ادب ہے۔

ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۴۹ میں ہے :۔ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّهٗ فَقِیْرٌ غَرِیْبٌ مِسْکِیْنٌ[1] یہاں تک تقویت الایمان والے نے حضور کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجہ میں رکھا۔ اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے ." جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔" (تقویت الایمان صفحہ ۱۷)

اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہ ہوئی تو کہتا ہے۔ اس میں بھی اختصار کرو۔ مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو پہلے کفار بھی انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے۔ قرآن پاک نے ان کا مقولہ نقل فرمایا۔ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ[2] مولانا روی فرماتے ہیں۔ ؎

ہمسری با انبیاء برداشتند ——— اولیاء را ہم چو خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر ——— ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

" حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرنے لگے اولیاء کو اپنے جیسا سمجھا اور کہا کہ یہ بھی انسان ہیں ہم بھی انسان ہیں ہم سب کھانے سونے میں متعلق ہیں "

انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کمالات عطا فرماتا ہے۔ ان کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں عظمت نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر نہ کرے صرف آدمی اور بشر کہے تو بے ادب

---

[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فقیر و مسکین، غریب کہنا جائز نہیں ۔ ۱۲

[2] اور اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا۔ بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ۔ ۱۲

گستاخ ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ بھی ایک آدمی ہیں۔ خود وہابیہ اپنے مولویوں کے لئے بڑے القاب و آداب استعمال کرتے ہیں اگر ان کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیم نہ ہو تو ناراض ہو جائیں آدمی کہکر پکاریئے کیسے لال پیلے ہوتے ہیں۔ جب تک مولنا مولوی نہ کہا جائے راضی ہی نہ ہوں یہ کبھی نہیں کہتے کہ خبردار ہمیں مولنا نہ کہو۔ مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔ حدیث میں ہے "اللہ مولنا"

مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی عظمت کے کلمات سے فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیتا ہے۔

آیت (۱) تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ [1]

آیت (۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔ [2]

اس آیت میں حضور کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی ممانعت ہے۔ اور ایسی ممانعت کہ ان کے حضور میں چلا کر بولنے سے عمل اکارت کر دیئے جائیں۔ وہابیہ سے کہو اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ مرتبہ دیا جو نہ کسی بادشاہ کو میسر نہ امیر کو۔ مگر وہابی باوجود اس کے حضور کو بھائی بتانا اور بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف کو کہتا ہے۔ اس سے پوچھو ایسا کونسا۔

---

[1] تاکہ اس رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ ۱۲

[2] اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ ۱۲

بشر ہے۔ بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو اللہ تعالیٰ حضور کے فرماں بردار غلاموں کو بھی اس طرح نہیں پکارتا۔ حضور کے صدقہ میں اُن کی بھی عزت کرتا ہے۔ اور جا بجا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ مخاطب بناتا ہے۔ قرآن پاک میں آدمی کہکر اَیُّھَا النَّاس کے ساتھ اکثر اپنے اور حضور کے دشمنوں کو خطاب کرتا ہے۔ مگر وہابی یہ لفظ حضور کے لئے تجویز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو منع فرماتا ہے۔ کہ آپس میں باہم ایک دوسرے کو جس طرح پکارتے ہو۔ حضور کو ویسے نہ پکارو۔

ایت ۳۱ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

حضور سے اور دوسروں سے کیا نسبت انبیا کی بشریت ظاہری ہوتی ہے۔ ان کے بواطن وارواح رتبہ بشر سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ شفاء قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے۔

فَظَوَاھِرُ ھُمْ وَاَجْسَادُھُمْ وَبِنْیَتُھُمْ مُتَّصِفَةٌ بِاَوْصَافِ الْبَشَرِ طَارٍ عَلَیْھَا مَا یَطْرَءُ عَلَی الْبَشَرِ مِنَ الْاَعْرَاضِ وَالْاَسْقَامِ وَالْمَوْتِ نُعُوْتِ الْاِنْسَانِیَّةِ وَاَرْوَاحُھُمْ وَبَوَاطِنُھُمْ مُتَّصِفَةٌ بِاَعْلٰی مِنْ اَوْصَافِ الْبَشَرِ

جب فیض ربانی کی نسیم جان پرور چلتی ہے تو اس ظاہری بشریت کا یہ رنگ ہوتا ہے۔ جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آیہ کریمہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یعنی وَالبتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از حالتِ

؎ اوران کے قالب

؎ انبیاء کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کیساتھ متصف ہیں۔ اور ان پر بشری اعراض و اسقام بیماری و موت طاری ہوتے ہیں اور انبیاء کی ارواح اور انکے بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں۔ جو بشریت سے اعلیٰ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۷۰۵ میں فرماتے ہیں۔

"انبیا علیہم السلام جائز است برایشاں طریان عوارض بشری از آفات وتغیرات و آلام و اسقام آنچہ جائز است بر سائر بشر و گذاشتہ شدہ است اجسام ذظہور ایشاں۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

اول تا آنکہ بشریت ترا اصلا وجود نماند وغلبۂ انوار حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود ہیں تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورۂ والضحیٰ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قرآن پاک نے حضور کا مرتبہ ایسا بلند ثابت کیا۔ مگر تقویت الایمان والے کی سیاہ دلی دیکھئے کہ وہ حضور کی اور تمام انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۷ "جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے"۔

وہابیوں کچھ تو انصاف کی کہدو۔ کیا یہ کلمے شانِ انبیا کی تنقیص اور ان کے ساتھ تمسخر نہیں ہے؟۔ قرآن و حدیث حضور کی عظمت سے بھرے ہوتے ہیں سب کچھ چھوڑ کر چودہری کہتا ہے تو ارا کین سلطنت اور وزیر کس کو سمجھتا ہے۔ حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"ایشاں[1] دراں روز درجناب خداوندی بمنزلۂ وزیراز بادشاہ باشند"۔

حاشیہ گزشتہ صفحہ بر حد بشریت در جبلت و اما ارواح و بواطن ایشاں معصوم تر ست ازاں و متعلق بملاء اعلیٰ مولوی محمد قاسم نانوتوی قصائد قاسمی صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

[2] یعنی بالضرور آپ کی ہر پچھلی حالت سے پہلی حالت بہتر ہوگی یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا بالکل وجود نہ رہے۔ اور انوار حق کا غلبہ آپ پر علی الدوام ہوگا۔ ۱۲

[1] دربار خداوندی میں روزِ قیامت آپ کا وہ مرتبہ ہوگا جو دربار شاہی میں وزیر کا ہوتا ہے۔ ۱۲ [2] صاحب تقویت الایمان" میں بھی" کے لفظ سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ مضمون حدیث کا ہے اور حضور نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ اس کا حضور پر بہتان ہے نہ یہ حدیث شریف میں آیا نہ حضور نے فرمایا۔ ۱۲

تقویت الایمان والا مسلمانوں کے قلوب سے حضور کی عظمت کم کرنے کے لئے اور زیادہ گستاخی کرتا ہے۔ دیکھئے تقویت الایمان صفحہ ۹۶۔

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

یہ بیباکانہ گستاخی اور حضور پر افتراء، حاشا وکلا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا یہ حضور پر بہتان ہے۔

حدیث۔ بخاری شریف صفحہ ۲۱ کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے:۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ حضور فرماتے ہیں "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے" اور جھوٹ بھی ایسا جس سے احادیث کی مخالفت لازم آئے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱) "بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا تو خدا کے نبی زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت مٹی میں ملنے کا لفظ قطعاً جھوٹ اور افتراء ہے مگر ساتھ ہی توہین و تنقیص بھی ہے۔ حضور کا مرتبہ تو بہت بلند و بالا ہے۔ مہذب لوگ اپنے برابر والوں کے لئے بھی کہنا گوارا نہیں کرتے جو خاک میں ملنے ہی والے ہیں۔ ان کی نسبت بھی کہہ دیجئے تو ناگوار گذرے۔ اگر کوئی کہہ دے کہ مولوی اسمٰعیل و رشید احمد محمود حسن سب مر کر مٹی میں مل گئے۔ تو ان کے معتقدین کو اس سے رنج ہوگا۔ مگر حبیب خدا کی شان میں ان کا گر دلکھ گیا تو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ یہی ایک کلمہ کیا ساری تقویت الایمان ایسی گستاخیوں سے لبریز ہے ایک اور عبارت دیکھئے لکھتا ہے: "جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا" (تقویت الایمان صفحہ ۳۱)

دیکھئے کیسی بے ادبی و گستاخی ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ کیسا عناد و عداوت ہے۔ قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السّلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی اور اپنے نیاز مندوں اور اخلاص کیش امتیوں کا بھی کہ ان پر وہ رحم و کرم ہوگا کہ حضور راضی ہو جائیں۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اور کفار نابکار کا بھی اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ عشرہ مبشرہ اور بہت اصحٰب و اہل بیت کے جنتی ہونے کی حضور نے خبر دی خود حضور کے ساتھ آخرت میں کیا کیا جائے گا۔ اس کا بیان آیات میں بھی ہے اور احادیث کثیرہ میں بھی۔

حدیث (۱) اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۱)

حدیث (۲) اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ (رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۱)

حدیث (۳) اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۱)

ان کے علاوہ اور بکثرت احادیث ہیں۔ جن سے حضور کے درجات و مراتب اور آخرت میں حضور کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ بد نصیب بلاندیش نے سب کو چھپایا بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا کہ انہیں دنیا قبر آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اوروں کا یعنی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں معاذ اللہ یہی مشرکین عرب نے بھی کہا تھا اور خوشی منائی تھی۔ خازن۔

لہ میں روزِ قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہونگا۔ بقیہ اگلے صفحہ پر۔

جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ میں ہے۔

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَرِحَ الْمُشْرِكُوْنَ وَقَالُوْا وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰى مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا وَاحِدٌ وَمَا لَهٗ عَلَيْنَا مِنْ مَزِيَّةٍ وَفَضْلٍ وَلَوْ لَا اَنَّهٗ ابْتَدَعَ مَا يَقُوْلُهٗ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ لَاَخْبَرَهُ الَّذِیْ بَعَثَهٗ بِمَا يُفْعَلُ بِهٖ

صاحب تقویت الایمان انہیں مشرکین کا اتباع کر رہا ہے۔ جو حدیث اس نے نقل کی اوّل تو اس میں لفظ مَا يُفْعَلُ بِیْ وہم راوی ہے۔ عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں ہے۔

قَالَ الداودی مَا يُفْعَلُ بِیْ وَهُوَ وَالصَّوَابُ مَا يُفْعَلُ بِهٖ

حدیث لکھی اور یہ خبر نہ ہوئی کہ جس لفظ سے استدلال کرتا ہے وہ وہم و غلط ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے اس کے بعد نافع بن یزید سے بروایت عقیل مایفعل بہ نقل کیا فتح الباری جزء خامس صفحہ ۱۳۶ میں ہے۔

فِیْ رِوَايَةِ الْكُشْمِيْهَنِیْ بِیْ وَهُوَ غَلَطٌ مِنْهُ فَاِنَّ الْمَحْفُوْظَ فِیْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ هٰذَا وَلِذٰلِكَ عَقَّبَهُ الْمُصَنِّفُ بِرِوَايَةِ النَّافِعِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ اَلَّتِیْ لَفْظُهَا مَا يُفْعَلُ بِهٖ

یہ تو حدیث دانی کا حال کہ روایت

حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ جس کی قبر کھلے اور میں ہی پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعت ہوں گا۔ ۱۲ ؎ روزِ قیامت میرے متبع تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنّت کا دروازہ کھٹکھٹائے ۱۲۔ ؎ روز قیامت میں جنّت کے دروازے پر جا کر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن دریافت کرے گا۔ آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے جنّت کا دروازہ نہ کھولوں۔ ۱۲ ؎ مَا كُنْتُ بِدْعًا الآیۃ نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہوتے اور کہنے لگے کہ ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک حال ہے۔ بقیہ اگلے صفحہ پر۔

کے جس لفظ سے استدلال ہے وہ وہم راوی ہے اور آپ کو خبر نہیں۔ اب فہم معنی کا کمال بھی دیکھیے کہ درایت و علم میں تمیز نہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ درایت کے معنی ہیں اِدْرَاکُ الْعَقْلِ بِالْقِیَاسِ یعنی اندازے اور اٹکل سے جاننا اسی لئے یہ لفظ شان الٰہی میں نہیں بولا جاتا اور علم الٰہی کو درایت نہیں کہا جاتا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون صحابی کی وفات ہوئی اور کفن دیا گیا۔ حضور نے انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور بہت عنایتیں فرمائیں۔ اس وقت اُم العلاء نے بقسم کہا کہ اے عثمان تمہیں جنت مبارک یقیناً تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک غیبی بات پر جزم و یقین کے ساتھ حکم کرنا اور ارشاد نبی کا منتظر نہ رہنا مقتضائے کمال ادب نہ تھا۔ اس لئے زجراً ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِی الْحَدِیث، مراد یہ ہے کہ یہ امور اندازے اور اٹکل سے جاننے کے نہیں ہیں۔ جب تک خدا و رسول کی طرف سے خبر نہ دی جائے۔ خاموش رہنا چاہیئے۔ نیز اس میں یہ بھی ہدایت تھی کہ حضور کے سامنے ایسا حکم کرنا دربارِ رسالت کے آداب کے خلاف ہے۔ عینی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں ہے:-

فَاِنْ قُلْتَ[1] هٰذَا اَيْضًا يُعَارِضُ قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ قُلْتُ لَا تَعَارُضَ فِيْ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں) اگر قرآن انہوں نے خود نہ بنایا ہوتا تو ان کا بھیجنے والا ان کو خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیۂ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ، اَلْاٰیہ نازل فرما کر انکار رد کر دیا۔ ۱۲

[1] داؤدی نے کہا مَا یُفْعَلُ بِیْ وہم ہے صحیح مَا یُفْعَلُ بِہٖ ہے۔ ۱۲ (اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وَسَلَّمَ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی فَاَنْکَرَ عَلٰی اُمِّ الْعَلَاءِ قَطْعَھَا عَلٰی عُثْمَانَ اِذْ لَمْ تَعْلَمُوْھِیَ مِنْ اَمْرِہٖ شَیْئًا وَفِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ قَالَ مَا عَلِمَہٗ اِلَّا بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ اِذْ لَا یُقْطَعُ عَلٰی مِثْلِ ھٰذَا اِلَّا بِوَحْیٍ حَاصِلُہٗ اَنَّ مَا قَالَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِخْبَارٌ مِمَّنْ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی وَذٰلِکَ کَلَامُ اُمِّ الْعَلَاءِ وَلَیْسَ بِالسَّوَاءِ۔

بلکہ درحقیقت اس کلام کے معنی محض زجر و منع ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق "محدث دہلوی علیہ الرحمہ "اشعۃ اللمعات" جلد ۴ صفحہ ۲۰۷ میں حدیث ام العلاء کی شرح میں فرماتے ہیں۔ " ودرحقیقت مضمون این زجر و منع است بطریق مبالغہ بر سوء ادب درحضرت نبوت و حکم بر غیب وجزم بداں"

درحقیقت اس کا مضمون زجر و توبیخ بربنائے مبالغہ ہے بارگاہِ نبوی میں سوءِ ادب اور غیب کا حکم لگانے اور اس کا یقین کر لینے پر۔

یہی حضرت شیخ اسی کتاب میں حدیث کے ترجمہ کے بعد لکھتے ہیں:۔

" وایں در باب انبیاء و رسل خصوصاً در حق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین

حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ لہ یعنی اگر تم کہو کہ اب بھی حدیث وَاللّٰہِ لَا اَدْرِی کا حدیث جابر سے معارضہ باقی رہتا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ تمہارے اٹھانے تک فرشتے ان پر اپنے بازوں کا سایہ کرتے رہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے مکرم و مرحوم تھے تو میں کہوں گا کہ اسمیں تعارض نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محض خیالی بات نہیں فرماتے۔ تو حضور نے ام علاء کو حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق بغیر جانے قطعی حکم لگانے سے منع فرمایا۔ اور حدیث جابر میں خود جو ارشاد فرمایا وہ آپکو بطریق وحی معلوم تھا اور وحی سے ہی ایسے امور کا علم قطعی حاصل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو حضور نے فرمایا وہ ایسی ذات کی خبر ہے جو ہوا و خواہش نفس پر حکم نہیں فرماتے۔ اور یہ جسکو منع فرمایا گیا ام علاء کا کلام تھا دونوں برابر نہیں ہیں۔ ۱۲

منفی است بدلائل قطعیہ کہ دلالت دارند بر جزم و یقین بحسن عاقبت ایشان"۔ یعنی عاقبت کے حال کا نہ جاننا انبیاء اور مرسلین بالخصوص سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ایسے قطعی دلائل سے منفی ہے جو ان حضرات کے حسن عاقبت کے قطعی و یقینی ہونے پر۔ دلالت کرتے ہیں تو ضرور حدیث کا مفہوم صرف زجر و منع ہوگا۔ حدیث کے یہی معنی سب سے قوی ہیں۔ اگرچہ حضرت شیخ اور دوسرے محدثین نے اور وجوہ بھی نکالے ہیں۔ جن کو ہم نے اس لئے نقل نہیں کیا کہ وہ ضعیف ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔

"ایں معنیٰ ناموافق سوق حدیث است"، "اور یہ معنیٰ سیاقِ حدیث کے مخالف ہیں"،

مگر ان تمام وجوہ میں سے بھی کسی کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہیں یہ ناپاک مضمون صاحب تفویت الایمان نے اپنے عناد سے تمام مفسرین و محدثین کے خلاف لکھ کر حضور کی توہین کی۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ

تفویت الایمان صفحہ ۲: "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے اسکے کچھ بعد لکھا ہے۔ اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق نہ بڑھ جاتے گی۔ اور جو سب شیطان اور دجال سے ہی ہو جاویں تو اس کی رونق گھٹنے کی نہیں"۔

یہ کیسی کھلی گستاخی اور ظاہر توہین ہے۔ علاوہ بریں اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام فضائل کا انکار لازم آتا ہے۔ جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ہے۔ جیسے اول مخلوقات و خاتم النبیین و سید المرسلین و اول شافع و اول مشفع کہ حضور میں ان فضائل کو مانتا تو ایسا دوسرا پیدا ہونا بھی محال جانتا چہ جائیکہ کروڑوں اور صاحب۔

تقویت الایمان کے مذکورۂ بالا اقوال (بڑے بھائی بتانا بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف) سے یہی ظاہر ہے۔ کہ حضور کا مرتبہ بڑے بھائی کا سا ہے۔ تو واقع میں اس کے بڑے بھائی جیسے کروڑوں تحت قدرت ہیں۔ اللہ رب العزت جل وعلیٰ تبارک وتعالیٰ کی قدرت وحکمت کے قربان اس کی قدرت کا بیان ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم سے پوری طرح ہو سکے۔ ہماری عبارتیں اُس کے بیان مرتبت سے قاصر جبکہ حضور سیّد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا۔ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ.* اب دوسرے کا کیا حوصلہ کہ شانِ الٰہی کے بیان کا دعویٰ کر سکے۔ شانِ الٰہی کا بہترین بیان اور اُس کی کامل ترین ثنا وہی ہے جو خود اس نے اپنے کلام پاک میں فرمائی۔ تمام قرآن پاک اللہ کی تعریف سے بھرا ہے۔ لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا جو تقویت الایمان والا کہتا ہے۔ باوجودیکہ قرآنِ کریم اس وقت نازل ہوا جب کہ کفر و شرک اور مخلوق پرستی سے دُنیا تاریک ہو رہی تھی اور لوگ عناصر کو بھی پوجتے تھے۔ اور حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کی بھی پرستش کرتے تھے اگر شانِ الٰہی کے اظہار کیلئے انبیاء کی شان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم میں ان کی نسبت ایسے کلمات فرماتے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین کے بطلان کا بیان فرمایا۔ اور اپنے محبوبین مقربین کے مراتب و درجات کا ادب رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اظہارِ عظمت وجلالت میں داخل ہے کیونکہ جن کو اس نے عزت دی ہے ان کی جناب میں گستاخی کرنا خدائے پاک کی جناب میں بے ادبی ہے۔ ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ - مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲۱

جس نے اللہ کے بنائے ہوئے بادشاہ کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کرتا ہے۔

جب بادشاہِ دنیا کی اہانت اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تو محبوبانِ حق کی جناب میں گستاخی کسقدر ناپسند ہوگی۔ علاوہ بریں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں جو کچھ بھی فرماتا اس میں اُن کی عزت تھی۔ خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں۔ دوسرے کی کیا مجال کہ وہ خاصانِ حق کی جناب میں بے محابا زبان کھول بیٹھے اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں ایسا فرمایا ہے۔ لہذا ہم بھی کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرج البحرین صفحہ ۱۶۱ میں فرماتے ہیں:۔

"اگر از جانبِ حق ایشاں عتاب و خطابے رود یا سخن بر وجہ عزت و کبریا آید و از ایشاں بجناب کبریا سخن بر طریق تواضع و اظہار بندگی و مسکنت رود ما را نشاید کہ دراں مشارکت جوئیم و سخن جز بطریق ادب و ملاحظہ علو شان و حفظ مرتبہ ایشاں گوئیم خواجہ را می رسد کہ با بندۂ خود ہرچہ خواہد گوید و بندہ نیز ہرچہ از عجز و مسکنت تمسک جوید دیگرے راچہ مجالست کہ دم زند۔"

اگر انبیاء علیہم السلام کی طرف حق کی جانب سے کوئی عتاب و خطاب ہو یا کلام عزت و کبریائی کے طور پر جاری ہو یا خود وہ حضرات کبریا کی جناب میں تواضع و اظہار بندگی و مسکینی کے طور پر کچھ عرض کریں تو ہم کو نہ چاہئے کہ اس میں شرکت ڈھونڈیں اور کوئی بات طریق ادب کے اور ان کی شان عالی اور حفظ مراتب کے خلاف کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندے کو جو چاہے فرمائے بندہ بھی اُس کی درگاہ میں جتنا چاہے عجز و مسکینی کرے۔ دوسرے کی کیا مجال اب اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گستاخانہ کلمات کی تائید میں کوئی ایسی آیت یا روایت نہیں پیش کی جا سکتی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بطریق عتاب و خطاب یا بوجہ عزت و کبریائی وارد ہو یا حضرات انبیاء نے تواضع و اظہار بندگی کے طور پر عرض کی ہو اور تفویت الایمان میں تو اس جگہ شانِ الٰہی کا بیان بھی نہیں ہے بلکہ وہ بدنصیب انبیاء کی عظمت کے در پے ہو رہا ہے۔ کہ ان کو بارگاہ الٰہی میں ایسی وجاہت حاصل نہیں جو باعثِ قبولِ شفاعت ہو۔ اس موقع پر یہ لفظ لکھنا کہ چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برابر پیدا کر ڈالے صاف مرتبۂ انبیاء کے ساتھ عداوت ہے اس میں انکی توہین ہے۔ مطلب۔

یہ ہے کہ وہ بھی کروڑوں انسانوں کی طرح ایک ہیں۔ اور ان میں کوئی وصف ایسا نہیں ہے جو ان کی یکتائی کا مقتضی ہو یہ قول ان حضرات کے کمال اور عطائے الٰہی کے انکار کا مستلزم ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو وہ کمال عطا فرمائے جن میں دوسرے کی شرکت ممکن ہی نہیں ہے۔ جیسے اوّل مخلوقات" خاتم انبیاء سید المرسلین" اوّل شافع اوّل مشفع ہونا اور حقیقت میں جب صاحب تقویت الایمان انبیاء کو بڑا بھائی بتا چکا انسانوں کی سی بلکہ ان سے کم تعظیم کرنے کو لکھ چکا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ ان کے کمالات یکتائی کا قائل نہیں ہے اسکے بھائی جیسے تو کروڑوں ہو سکتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذات و صفات میں یکتا بنایا۔ امام علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۷ میں فرماتے ہیں۔ وَمَیَّزَہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اَصْلاً وَّ ذَاتًا وَّ صِفَۃً یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کو اصل و ذات و صفت میں تمام ما سوا پر ممتاز فرمایا تو اب آپ جیسا کون ہو سکتا ہے۔ آپ کے عدیم النظیر ہونے پر ایمان لانا کمال ایمان ہے۔ اسی زرقانی کے اسی صفحہ میں فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ وَالتَّصْدِیْقُ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِہِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ (ای تقدیر) اَیْ حَالٍ وَّ ھَیْئَۃٍ لَمْ یَظْہَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِّثْلَہٗ اس کے بعد فرماتے ہیں: وَاَنْ ظَھَرَ مِنْہُ کَمَالَاتٌ لَا تُحْصٰی فَھِیَ بِالنِّسْبَۃِ لِمَا خَفِیَ کَنُقْطَۃٍ مِّنْ بَحْرٍ

اب کمالات کی کیا نہایت ہے۔ اور کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اس لئے حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی توصیف کا حق ادا کرنے سے عجز

لے جاننا چاہیئے کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے۔ اور تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی آفرینش اس شان کے ساتھ فرمائی۔ کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہو۔ ۱۲

کا اظہار فرمایا۔ فَقَالَ اَمَّا اِنِّیْ اُفَصِّلُ فَلَا لِعَجْزِیْ عَنِ التَّفْصِیْلِ لِاَنَّ صِفَاتِہٖ لَا یُمْکِنُ الْاِحَاطَۃُ بِھَا۔

امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خوبیوں میں ہیں منزہ شرکت اغیار سے جوہر حسن آپ کا ہے قابل قسمت کہاں

یعنی آپ کے کمالات میں آپ کا کوئی شریک و ہمسر نہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۲ میں فرماتے ہیں:۔ اِنَّ وَاصِفِیْہِ لَمْ یَبْلُغُوْا حَقِیْقَتَہٗ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

۱؎ یعنی اگرچہ آپ کے بیشمار کمالات ظاہر ہوتے۔ لیکن یہ کل کے کل اُن کمالات کی نسبت جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوتے ایسے ہیں جیسے سمندر کے سامنے قطرہ ہے ۲؎ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میں بہ تفصیل حضور کے اوصاف بیان کردوں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یعنی اسلئے کہ میں تفصیل سے عاجز ہوں اور آپ کے صفات کا احاطہ ممکن نہیں ہے اس لئے علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا۔ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَصِلُ قَدْرُہٗ اَنْ یُّقَدِّرَ قَدْرَ الرَّسُوْلِ یعنی کس کی قدرت ہے کہ رسول کے مرتبہ کا اندازہ کرسکے اسی مواہب شریف میں ہے۔ لَمْ یُظْھِرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ لَوْ ظَھَرَ لَنَا لَمَا طَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْبُوْصِیْرِیْ حَیْثُ قَالَ اَیْضًا اَعْیَی الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ کَالشَّمْسِ تَظْھَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعْدٍ صَغِیْرَۃً وَّتُکِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٖ۔

رتبہ دانی نے تیری عاجز کیا مخلوق کو دور اور نزدیک والے سب ہیں عاجز بے زباں

جس طرح سورج نظر آتا ہے چھوٹا دور سے پاس والے دیکھ سکتے ہی نہیں ہیں بیگماں

یعنی دور والے جس طرح آفتاب کو ایک چھوٹی سی قرص دیکھتے ہیں اور اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز ہیں اسی طرح جو آپ سے بُعد دوری رکھتے ہیں وہ آپ کی منزلت مرتبت۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

اِذْ ہُمُوْ لَمْ یُحِیْطُوْا بِہَا ۔

یعنی آپ کی توصیف کرنے والے آپ کی حقیقت تک رسائی نہ کر سکے کیونکہ انہیں اُس کا احاطہ میسر نہ آیا۔ یہ تو اہل ایمان کے اقوال ہیں اور وہابی بدنصیب تو آپ کو کروڑوں جیسا بتاتا ہے وہابی سے پوچھو کہ کیا کیسی جمیل ممتنع النظیر کا پیدا کرنا قدرت الٰہی سے باہر جاتا ہے۔ اور قادر مطلق کو اس سے عاجز سمجھتا ہے۔ ایسا کہنے کی تو شاید جرأت نہ کرے تو اگر جمیل ممتنع النظیر تحت قدرت ہوا تو اس جیسا ایک بھی مقدور نہ ہوگا کروڑوں کیسے لطف یہ ہے کہ اسی ۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۹ میں لکھتا ہے اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا تو اب اس سے پوچھو کہ اللہ نے کروڑوں مثل حضرت کے لکھے ہیں یا نہیں لکھے ہیں اگر کہے کہ لکھے ہیں تو پھر ممکن کیسا صاف کہے کہ ضرور ہوں گے اور اگر کہے کہ نہیں لکھے تو ایک بھی مثل حضور کا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خدا کے لکھے سے بڑھ جاتے۔ قرآن میں حضور کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِی میرے بعد کوئی نبی نہیں خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ مجھ پر سلسلۂ انبیاء ختم کیا گیا۔ تو جب حضور آخر انبیاء ہوئے ۔ سلسلۂ انبیاء آپ پر ختم ہوا تو آپ کا مثل محال ہوا علاوہ بریں سب باتوں سے قطع نظر کیجئے تو یہ طرز کلام تہذیب وادب سے دور اور نہایت گستاخی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ خدا چاہے تو وہابی اسمٰعیل کو کتے کی شکل میں اٹھائے اور اُس کے متبعین کو چاہے سور بنائے کہ نجاست کھاتے پھریں اور چاہے تو ایک ۔

حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ سے بے خبر ہیں۔ اور جس طرح آفتاب کے قریب والا اسکی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز ہے۔ اسی طرح جو آپ سے بعد دوری رکھتے ہیں وہ آپ کی منزلت و مرتبت سے بے خبر ہیں۔ اور جس طرح آفتاب کے قریب والا اسکی غایت نورانیت کی وجہ سے خیرہ چشم ہو کر دیکھنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کے مقربین بارگاہ آپ کے کمالات دیکھنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نزدیک والے کا حقہ دیکھ سکتے ہیں نہ دور والے ۔ ۱۲

آن میں سارے وہابیوں کو بھنگی کر دے اور ان کے بڑے سے بڑے مولوی کو چاہے بچنیا ڈوم کر دے تو ان باتوں میں سے ایک بھی محال نہیں ہے مگر کہکر دیکھئے تو معلوم ہو جائے گا کہ کیسی ناگوار گذرتی ہے۔ اب ان سے کہئے بگڑتے کیوں ہو ہم تو شانِ الٰہی کا بیان کر رہے ہیں تو ایک نہ مانیں گے۔ مگر حبیبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے لکھنا شیوہ کر لیا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اس سے بڑھ کر گستاخیاں دیکھئے۔ صفحہ ۱۶ میں لکھا۔

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے کس کی طرف اشارہ ہے کیا وہابی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے ہیں۔ کیا اس لفظ سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی ہے۔ پھر چمار سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا چمار اس سے ضرور شریف ہوا تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا۔ دونوں میں نہیں یا وہابیہ کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کی نظر میں عزت ہے۔ تو چمار کی۔ معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے۔ کیسی سخت گستاخی ہے کیسی دل آزاری بے ادبی ہے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو کیا خدا اور رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وہابیہ کا بزرگوں کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہنا۔

لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اللہ کے لئے عزت ہے۔ رسول کے لئے عزت ہے۔ اور مومنین کے لئے عزت ہے۔ اور جو اس عزت کو نہ جانے اُن کو قرآن پاک منافق فرماتا ہے۔ لٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ بد نصیب مقبولان بارگاہ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں معاذاللہ چمار سے زیادہ ذلیل کون ہوا اس کا نام تو لیں افسوس صد افسوس۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پر صلوٰۃ وسلام بھیجے اس کے ملائکہ صلوٰۃ وسلام بھیجیں مومنین کو صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا جائے

آیت: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اللہ تبارک وتعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرماتے۔

آیت: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت فرض کرے۔

آیت: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۔ اپنی اور اپنے رسول کی نافرمانی کو سبب دخول جہنم قرار دے۔

آیت: مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع کو اپنا مطیع فرماتے۔

آیت: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ حتیٰ کہ ان کے تابع فرمان کو اپنا محبوب بناتے۔

آیت: فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ انکے حضور آواز بلند کرنے کو سبب حبط اعمال فرماتے۔

آیت: لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور کہاں یہ گستاخانہ بدزبانی صراط مستقیم صفحہ ۱۴۴ میں اسی اسمٰعیل نے لکھا۔

"نفس کاملہ کہ شرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است" یعنی نفس کاملہ تمام موجودات میں سب سے اشرف اور ذات الٰہی کا نمونہ ہے تو وہ نفس کامل بڑا مخلوق تو ہوگا تقویت الایمان کے حکم سے چمار سے زیادہ ذلیل ہوا۔ تو نمونہ ذاتِ الٰہی کو چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے۔ اور خداوند عالم کی بھی توہین کر رہا ہے۔ کہ معاذ اللہ اسکی ذات کا نمونہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی وہابی نفرت نہ کریں اور اس گستاخ کا ساتھ دیتے جائیں تو بجز اسکے کیا کہا جاتے کہ انکے دل حضرات انبیاء کی عداوت سے بھرے ہوتے ہیں اور وہ ایمان کی روشنی سے محروم ہیں۔ بعضے بیباک ایسے کلمے سننے اور دیکھنے کے بعد بھی اس کی طرف داری کرتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک تو کہا ہے۔ فوائد الفؤاد میں بھی ہے۔ "کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشک شترے" یعنی کسی کا ایمان پورا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو ساری دنیا اونٹ کی مینگنی کی طرح نہ معلوم ہو اوّل تو فوائد الفواد۔

اکابر سے بتواتر منقول ہوں ان میں تحریف و تبدیل کیا بعید ہے ہم تو یہ بھی مان لیتے کہ تقویت الایمان میں بھی یہ قول کسی نے بڑھا دیا ہوگا۔ اگر اسمیں صرف یہی ایک عبارت ایسی ہوتی اور تمام کتاب بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری نہ ہوتی۔ اسکے علاوہ وہابیہ کی پیش کردہ عبارت میں اور بھی بہت گفتگوئیں ہیں جو بنظر اختصار چھوڑی جاتی ہیں۔

تقویۃ الایمان کا قبروں کو بت بنانا

اسی طرح تقویت الایمان صفحہ ۴۸ میں بت کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ ایک صنم۔ ایک وثن اور وثن کی نسبت لکھا ہے کہ اسمیں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد ائخ کتنا ظلم ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء و مقبولان حق کی قبروں چلّوں وغیرہ کو بت بنادیا۔ اس بے ادبی اور بدلگامی کی کوئی انتہا ہے۔ قبروں اور چلّوں کو تو کوئی پوجتا نہیں حضرت عیسیٰ و عزیر علیہم السلام کو تو نصاریٰ اور یہود پوجتے اور معبود مانتے ہیں۔ یہ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ تو کیا یہ بدنصیب ان پاک جنابوں میں بھی ایسے گستاخانہ کلمات روا رکھیں گے۔ جو بات ہے بے ادبی و گستاخی کی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان ہم اول کتاب میں بہت تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ مگر وہابی اپنی کتابوں میں مولوی رشید احمد کی قیام گاہ کے فوٹو تک چھاپتے ہیں۔ تقویت الایمان کے حکم سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی بیٹھک وثن اور تھان ہوتی۔ اور وہابی مشرک۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی گستاخیاں بے باکیاں مقربین بارگاہ کے حق میں کوئی ضعیف الایمان بھی گوارا نہیں کر سکتا او ایسے گستاخ کی حمایت و طرفداری اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش اور اسکے کلام کو حق بتانا ایمانداری کا کام نہیں اور ایسی طرفداری سے کوئی نتیجہ بھی نہیں کیونکہ وہ خود اپنی عیب داری کا مقر ہے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۱۶ میں لکھتا ہے "آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔

وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب

تقویت الایمان میں وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے:۔ "جس کی توحید کامل ہوتی ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے۔ کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی" صاحب تقویت الایمان کے نزدیک توحید تو وہابی ہی کی کامل ہے جو اولیاء و انبیاء علیہم السلام سے دشمنی رکھے اس عداوت کے صلہ میں اس کے لئے تمام حرام حلال کر دیئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اسکے گناہ دوسروں کی عبادات سے افضل بتادیئے۔ اب وہابی گناہوں کی کمی کرے تو کیوں گناہ سے اندیشہ ہی کیا رہا۔ اسکے بعد لکھا ہے کہ" فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے"۔ یہ عجب معمہ ہے کہ شرک سے تقویٰ میں خلل نہیں آتا۔ مشرک ہو کر بھی آدمی متقی بنا رہتا ہے مسلمانوں کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ تقویٰ کا شرک و کفر سے بچنا ہے۔ مگر وہابیہ کے نزدیک شرک سے ایمان تو کیا تقویٰ بھی نہیں جاتا پھر بھی شرک سے بچے تو اس کو امام الوہابیہ کی طرف سے گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت ہے۔

ملفوظات ہیں اور ملفوظات جن بزرگ کے ہوں وہ اپنے قلم سے تو لکھتے نہیں بلکہ ان کے مریدین دوسرے اوقات میں اپنی یاد پر لکھ لیتے ہیں بعینہ اس بزرگ کے الفاظ محفوظ نہیں رہتے اسلئے بالیقین نہیں کہا جا سکتا کہ کلام اس بزرگ کا ہے لہذا ایسے کلام کو پیش کرنے سے فائدہ اور تقویت الایمان کے کسی کلام کی تائید میں تو کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ تقویت الایمان میں جا بجا کہا ہے "کہ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان" اسکی تائید کے لئے اولیاء کے کلام کو پیش کرنے کا کیا کام۔ اسی طرح مولویوں اور درویشوں کے ماننے کو تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں اس نے شرک بتایا ہے تو اب کسی درویش کا کلام پیش کر دینا اور وہ بھی اللہ کے کلام کے مقابل بحکم تقویت الایمان شرک ہوا۔ اور ایسے کلام کو پیش کرنیوالا اسمٰعیل کے حکم سے مشرک ثالثاً بے ادبی کے الفاظ میں تاویل خود صاحب تقویت الایمان کو مقبول نہیں تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اس کے کلام کی تاویل کا قصد بھی کرے۔ تقویت الایمان صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے :" کہ یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے"

اس سب سے قطع نظر کر کے فرض کرو کہ فوائد الفواد میں وہ عبارت ہو تو وہاں ہر خلق ہے جس سے اجمالاً تمام دنیا مراد ہے اور اسکی طرف سے توجہ ہٹا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جانے کی تعلیم ہے اسمیں کوئی لفظ ایسا نہیں جو مقبولین بارگاہ و مقربین درگاہ حق کی طرف اشارہ کرتا ہوا اور تقویت الایمان میں ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہکر خاص اکابر پر حملہ کیا ہے۔ اور اسکا کیا کیجیئے گا کہ تمام کتاب میں عظمت انبیا کے درپے ہے۔ کہاں کہاں تاویل و تحریف کی جائے گی۔ تقویت الایمان صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے :" سب انبیا اور اولیا اس کے نزدیک ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں" یہاں خاص انبیاء اور اولیا لفظ کہدیئے اور انھیں ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر بنا دیا۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے :" اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر" پوچھو وہابیوں سے کہ یہاں چوہڑے چمار سے کون مراد ہے۔ یہی بے ادبی کے الفاظ ہیں اسکی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۲ میں عاجز اور ناکارہ کا لفظ لکھا کل کتاب گستاخیوں بے ادبیوں سے بھری ہوئی ہے۔ کہاں تک کوئی طرفداری کرسکے گا ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ یہ کلمے جو وہابیہ فوائد الفواد کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اس میں ہوں بھی اور اگر ہوتے بھی تو کیا کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے کہ یقیناً یہ الفاظ حضرت محبوب الٰہی صاحب کے ہیں۔ حضرت کے تو بالیقین نہیں کیونکہ ملفوظات کا دستور یہی ہے کہ ناقل اپنے لفظوں میں مضمون ادا کرتے ہیں۔ مگر وہابی اس کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے کہ یہ الفاظ ملفوظات کے جامع کے بھی ہوں بکثرت کتابوں میں تحریفیں ہیں۔ روافض نے سنیوں کی کتابوں کو اپنے امکان تک بگاڑنے میں پوری کوششیں کی ہیں۔ اور وہابیوں کے نزدیک تو غلط حوالے شاید ثواب ہوں ان کے شیخ اعظم مولوی اسحٰق صاحب کی مائۃ مسائل تک میں حوالے غلط ہیں۔ اور سیف النقی وغیرہ کتب وہابیہ میں جو اہل سنت پر افترا باندھے ہیں فرضی کتابیں گھڑی ہیں جعلی مطبع فرض کر لئے جن کا عالم میں کہیں نام و نشان نہیں ایسے جھوٹے حوالے دینے والوں اور ایسے طوفان باندھنے والوں کے حوالوں کا کیا اعتبار علاوہ بریں ملفوظات متداول کتابیں تو ہیں نہیں جو ان

تفویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے۔

"آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاتے۔ اور محض بے حیا ہی بن جاتے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بلائی بھلائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوائے اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے"

اب بتائیے کہ مشرک تو متقی رہا اور گناہوں میں ڈوبنے محض بے حیا بننے پرایا مال کھانے میں کمی نہ کرنے والا اس سے بہتر ہوا تو فجار میں ہوا یا ابرار میں ہوا۔ وہابی اس کا درجہ بھی تو بیان کر دیں۔

اسمٰعیل، صاحبِ تفویتُ الایمانْ کا کفر:

تفویت الایمان کے کثیر کفریات مذکور ہو چکے ہیں۔ حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتنقیص کے کلمات اور ان کی شان میں بے ادبانہ بد گوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے ایسے کلمات بے شک کفر ہیں۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ میں ہے:

اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ عَابَہٗ اَوْ اَلْحَقَ بِہٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَوْ نَسَبِہٖ اَوْ خَصْلَۃً مِنْ خِصَالِہٖ اَوْ عَرَّضَ بِہٖ اَوْ شَبَّہَہٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَہٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْہِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَانِہٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْہُ اَوِ الْعَیْبِ لَہٗ فَھُوَ سَابٌّ لَہٗ وَالْحُکْمُ فِیْہِ حُکْمُ السَّابِّ

"وہ سب جنوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا عیب لگایا یا ان کی ذات یا ان کے دین انکے نسب ان کی کسی بھی عادت میں نقص ملایا۔ یا ان پر تعریض کیا یا آپ کو گالی دینے یا آپ پر عیب لگانے یا آپکی شان کو چھوٹا کرنے یا آپ کو نقص عیب کے طور پر کسی شئی سے تشبیہ دی تو وہ آپ کو گالی دینے والا ہے اس کا حکم گالی دینے والے (گستاخ) کا حکم ہے"

لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور[1] تھا کہ اس نے اپنے تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لئے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا اس کا تو اللہ کو علم ہے کہ اس نے واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں اگرچہ آجکل کے وہابیہ جو اس کے کفریات کی حمایت و ترویج کرتے ہیں وہ توبہ کے منکر ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا،

---

[1] اور پرانے وہابی اکثر یہی کہا کرتے تھے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ان کفریات سے توبہ کر کے مرے ہیں۔ ۱۲

کہ ایک بات یہ مشہور ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویت الایمان سے توبہ کی ہے۔ آپ نے بھی یہ بات کہیں سنی ہے یا محض افتراء ہے۔ اسکے جواب میں لکھتے ہیں: "توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے": (فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۳) لیکن جن علماء نے سنا کہ اسکی نسبت توبہ کی شہرت ہے انہوں نے احتیاط کی اور سخت کو ایسا ہی چاہئے جیسا کہ ائمہ دین نے یزید کی تکفیر ولعن سے احتیاط کی۔ علامہ علی قاری ضوء المعالی شرح بدء الامالی صفحہ ۱۵ میں فرماتے ہیں۔

اَنَّ الْاِسْتِحْلَالَ اَمْرٌ قَلْبِیٌّ غَائِبٌ مِنْ ظَاهِرِ الْحَالِ وَلَوْ فُرِضَ وُجُوْدُهٗ اَوْ لَا یَحْتَمِلُ اَنَّهٗ مَاتَ تَائِبًا عَنْهُ اٰخِرًا فَلَا یَجُوْزُ لَعْنُهٗ لَا ظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا۔	یعنی شدید مذہب ہے کہ قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلال سمجھنا یہ قلبی چیز ہے جو ظاہر حال سے پوشیدہ ہے اور اگر ترد مع ہیں اس کو موجود مان بھی لیا جائے تو احتمال ہے کہ مرتے دم اس سے توبہ کرکے مرا ہو تو ظاہر باطن میں اس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔۔

احتمال توبہ کی وجہ سے علماء کرام یزید جیسے بدبخت شقی پلید کے حق میں لعن سے احتیاط فرماتے ہیں۔ یہی حال اسمٰعیل کا ہے جس کی توبہ کی شہرت تھی۔ لیکن اسمٰعیل کے بعد وہابیہ کے اور دوسرے پیشواؤں نے شان انبیاء علیہم السلام میں شدید گستاخیاں کیں۔ اور توہین کے نہایت ناپاک کلمات لکھے اور باوجود بار بار رد کے ان پر مُصر رہے۔ توبہ کی طرف مائل نہ ہوتے ان کی تکفیر میں علماء عرب وعجم نے کوئی تامل نہ فرمایا۔ اور نہ ایسی حالت میں شریعت طاہرہ تامل کی اجازت دیتی ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان کے نیت وحسن عمل کی جزا عطا فرماتے اور اپنے بندوں کو کفر وضلالت سے بچائے۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَسَیِّدِ اَنْبِیَائِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ○

تمت

جامعہ شیرِ ربانی حفظ القرآن

کھارامیگا ——— ضلع نارووال

سرپرست: شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ الحاج میاں جمیل احمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری دامت برکاتہم

معاون	ناظر	ناظم
اراکین جماعت عاشقانِ مصطفےٰ	حضرت مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری مدظلہ	صوفی صغیر احمد نقشبندی
کھارامیگا	خطیب جامع مسجد ظفریہ مریدکے	مدیر بزم جمیل کھارامیگا

دعوتِ خیر علاقہ بھر کے مسلمان بچوں کو حفظ القرآن اور صحیح اسلامی عقائد سے آراستہ کرنے کیلئے جامعہ شیر ربانی (رجسٹرڈ) کے نام سے یہ مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ جس میں بہترین حافظ و قاری کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ لہٰذا اکناف و اطراف، قرب و جوار میں بسنے والے مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے بچوں کو قرآنی تعلیمات سے بہرہ مند کرنے کیلئے اس مدرسہ میں داخل کرائیں۔ مدرسہ میں طعام و قیام اور تدریس کا انتظام بالکل مفت ہے۔ البتہ اہلِ ثروت حضرات اسکی تعمیر و ترقی میں معاونت کر کے دین و دنیا میں کامیابیوں کو حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اس مدرسہ کے خادمین کو دارین میں سرخرو فرمائے، آمین!

منجانب

اراکین جامعہ شیر ربانی حفظ القرآن: کھارامیگا ضلع نارووال ڈاکخانہ ملوک پور